بہارِ ادب

حصّۂ دوم

برائے جماعت ششم

بہارِ ادب حصّۂ دُوم

فہرستِ مطالب

۱۔ خُدا کی صنعت

۱۔ جو چیز خُدا نے ہے بنائی
اُس میں ظاہر ہے خوشنُمائی
۲۔ ہر چیز کی ہے ادا نرالی
حکمت سے نہیں ہے کوئی خالی
۳۔ ننّھی کلیاں چٹک رہی ہیں
چھوٹی چڑیاں پھدک رہی ہیں
۴۔ اُس کی قُدرت سے پھول مہکے
پھولوں پر پرند آ کے چہکے
۵۔ چڑیوں کے عجیب پر لگائے
اور پھول ہیں عطر میں بسائے
۶۔ چڑیوں کی ہے بھانت بھانت آواز
پھولوں کا جُدا جُدا ہے انداز
۷۔ تاروں بھری رات کیا بنائی
دِن کو بخشی عجب صفائی
۸۔ موتی سے جڑے ہوئے ہیں لاکھوں
ہیرے سے جڑے ہوئے ہیں لاکھوں
۹۔ کیا دُودھ سی چاندنی ہے چھٹکی

حیران ہو کہ نگاہ ٹھٹکی

۱۰- شام آئی تو اُس نے پردہ ڈالا
پھر صُبح نے کر دیا اُجالا

۱۱- جاڑا - گرمی - بہار - برسات
ہر رُت میں نیا سماں نئی بات

۱۲- مِٹّی سے خُدا نے باغ اُگائے
باغوں میں اُسی نے پھل لگائے

۱۳- میوے سے لدی ہُوئی ہے ڈالی
دانوں سے بھری ہُوئی ہے بالی

۱۴- سبزے سے ہرا بھرا ہے میدان
اُونچے اُونچے درخت ذِی شان

۱۵- دو ہونٹ دِئے کہ مُنہ سے بولیں
شُکر اُس کا کریں زبان کھولیں

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ :-
حِکمت - خُوشنُمائی - چمکے - بھانت بھانت - چھنکی - دُودھ کی ندّیاں

۲- مندرجۂ ذیل الفاظ میں جو جمع ہیں اُن کے واحِد بنا[ؤ]
اور جو واحد ہیں اُن کے جمع بتاؤ :-
کلیاں - چڑیاں - پرند - موتی - باغ - ڈالی - ندّیاں +

۳- خُدا کی صنعتوں کو اپنے الفاظ میں بیان کرو +

۲۔ ایک مُحسِن قوم (۱)

مَیں آنوٗلہ کے اسٹیشن سے ریل پر سوار ہُوا۔ حُسنِ اِتّفاق سے ایسے درجہ میں بیٹھا۔ جو بالکُل خالی تھا۔ بریلی سے ایک اسٹیشن آگے جب ریل ٹھہری۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ ایک تنومند پیر مرد میرے درجہ کی طرف بھاگا آ رہا ہے۔ گارڈ نے مہربانی سے اُس کے لئے دروازہ کھول دیا۔ ایک چشم زدن میں پیر مرد گھبرایا ہُوا میرے درجہ میں داخل ہُوا۔ اور گدّی پر بیٹھ کر اپنی پیشانی کا پسینہ ایک رُومال سے پونچھنے لگا۔ رُومال کا رنگ گہرا سُرخ تھا۔ اُن کے داخل ہونے کے بعد گارڈ نے دروازہ بند کر کے سیٹی بجائی اور ریل چل دی۔

مَیں اپنا اخبار نہایت اِنہماک سے پڑھ رہا تھا۔ یکا یک مَیں نے دیکھا۔ کہ میرا ہم سفر پیر مرد

دروازہ کی کھڑکی سے سر باہر نکالے اپنا ہاتھ کسی بیرونی شناسا کی طرف حقارت آمیز تبسم کے ساتھ ہلا رہا ہے۔ کھڑکی سے باہر مجھے ایک شخص دکھائی دیا۔ جو سڑک پر اسٹیشن کی جانب دوڑا آ رہا تھا۔ پھر یہ شخص ٹھیر گیا اور ہماری طرف تأسف کی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ پھر سڑک نظر سے غائب ہو گئی۔ اور اب ہمارے درجہ کے سامنے سوائے متفرق مکانات اور درختوں کے کچھ نظر نہ آتا تھا۔ میرے ہم سفر نے اپنا جسم کھڑکی کے اندر کر لیا۔ اور مجھ سے کہا کہ یہ شخص سمجھتا تھا کہ مجھے دوڑ کر پکڑ لیگا۔ مگر یہ اس کی خام خیالی تھی۔ ریل کے برابر کون دوڑ سکتا ہے۔ میں نے کہا یہ ظاہر ہے۔ اتنا کہہ کر میں اپنا اخبار پھر غور سے پڑھنے لگا۔ دس منٹ تک ہمارے درجہ میں خاموشی رہی۔ لیکن اس عرصہ میں اپنے ہم سفر کی بیچین طبیعت کی وجہ سے مجھے اطمینان سے اخبار پڑھنا نصیب نہ ہوا۔ بالآخر اس سے رہا نہ گیا۔ اور نہایت سنجیدہ صورت بنا کر اس نے کہا مجھے معاف کیجئے گا۔ میرا دل چاہتا ہے۔ کہ آپ سے

پُوچھوں - کہ آپ کبھی قرآن پڑھتے ہیں یا نہیں - مَیں نے اپنا اخبار رکھ دیا اور اپنے ہم سفر کی طرف بغور دیکھا - تو اُس کی آنکھوں میں شرارت کے آثار مطلق نہ پائے - جواباً میں نے یہ چند الفاظ اپنی گنہگار ضمیر کے مُطابق عرض کئے " جی نہیں - زیادہ تو نہیں پڑھتا - کبھی کبھی البتہ اتفاق ہوتا ہے " یہ سُن کر میرے ہم سفر نے سر ہلایا - اور سنجیدگی سے کہا - آپ کو ضرور قرآن پڑھنا چاہیئے - عجیب و غریب کتاب ہے +

مَیں نے تائید کی - میرے ہم سفر نے کہا - کہ آپ کو وُہ مقام یاد ہے - جہاں والدین کے بُرے اعمال اُن کی اولاد کے آگے آنے کا ذکر ہے - مَیں نے کہا ہاں یاد ہے " پیر مرد نے کہا " اُن سے زیادہ صحیح الفاظ آپ کو کہیں نہیں ملینگے - افسوس اُن کی صداقت میرا ہی دل جانتا ہے - میرے باپ نے جو گناہ کئے اُن کا خمیازہ مَیں بھگت رہا ہُوں " +

مَیں نے اپنا اخبار اب علٰحدہ ایک گوشہ کی جانب پھینک دیا - اور درجہ کی دیوار سے تکیہ لگا کر سیدھا ہو بیٹھا - قریب تھا - کہ اِس پیر مرد کی بکواس سے مجھے غنودگی آنے لگے -

مگر مَیں سُنتا رہا +
وُہ تھوڑی دیر چُپ رہ کر پھر بولا۔
"کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے۔ کہ کروڑ پتی آدمی کِس حالت میں زندگی بسر کرتے ہیں" +
"اکثر خصوصاً جب مَیں جوان اور ناکتخدا تھا" مَیں نے کہا +
پیر مرد نے پُوچھا "تو آپ کے خیال میں اُن کی زندگی کیسی بسر ہوتی ہے" +
مَیں نے کہا کہ میرے نزدیک تو خوش نصیبوں کو اِسی دُنیا میں جنّت مِلجاتی ہے۔
پیر مرد بولا۔ کہ میرا خیال تھا۔ کہ آپ بھی سمجھتے ہوں گے۔ لیکن یقین کیجئے۔ کہ کروڑ پتی ہونا بڑی مُصیبت ہے۔ اُن لوگوں کی حالت قابلِ حسد نہیں ہے۔ مَیں نے مُسکرا کر کہا۔ کہ ایسے شخص کے نقطۂ خیال سے جو صِرف پونے دو سَو رُوپے ماہوار کماتا ہو۔ اُن کی زندگی ضرور قابلِ رشک ہے۔ آپ اُس کو مُصیبت کیونکر بتلاتے ہیں" +
پیر مرد نے کہا کہ اِسی وجہ سے کہ اُن ہی میں سے ایک مَیں بھی ہُوں۔ اگر آپ

سُننا پسند کریں۔ تو اپنی سرگزشت میں آپکو سُناؤں۔ مَیں یہ سُن کر مُتحیّر ہُؤا۔ اور مَیں نے کہا۔ کہ آپ ضرور فرمائیں۔ میں نہایت غور سے سے سُن رہا ہُوں۔ پیر مرد نے کہا۔ کہ میرے باپ نے غلّہ کی تجارت میں بہت کمایا۔ شاید آپ نے اُن کا نام عبدُالستّار سُنا ہوگا۔ مَیں نے کہا "کیوں نہیں۔ اُن کے نام سے ایک زمانہ واقف ہے"۔

میرا ہم سفر بولا۔ کہ میرے والد مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ اچھے آدمی نہ تھے۔ مَیں اُن کا لڑکا ہو کر اس کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ اُنھوں نے مزدوں۔ عورتوں اور خصوصًا بچّوں کو تکلیف دے کر اور بھوکا رکھ کر روپیہ جمع کیا اور خُوب جمع کیا۔ دَولت کی ہوس نے اُن کو برباد کر دیا۔ باوُجود اس کے جب وُہ مجھے تنہا وارث چھوڑ کر مرے۔ تو اُن کی راستبازی اَور ہوشمندی کی شہرت تھی۔ اور سب لوگ اُن کا نام عزّت سے لیتے تھے۔ یہ کہہ کر اُس نے چند منٹ سکوت کیا۔ پھر کہا "مَیں بیس برس سے اُن کی اندوختہ دَولت کا خمیازہ بھگت رہا ہُوں۔ جس طریقہ سے اُنھوں نے

یہ دولت جمع کی اِس کا خیال کر کے مجھے نہایت شرم آتی ہے۔ مگر اُن کے بُرے اعمال کی جس قدر تلافی کہ میرے اِمکان میں ہے۔ وہ میں نے کی۔ اور کر رہا ہُوں" اِتنا کہ کر وُہ چند منٹ تک اپنے خیال میں پھر مُستغرق رہ کر بولا "جب میں اپنے متروکہ پدری کا مالک ہُوا تو میں نے مُصمم اِرادہ کیا۔ کہ اِس غیر مُتناہی دولت سے لوگوں کو فائدہ پہنچاؤں گا۔ اب میں سوچنے لگا۔ کہ کیونکر فائدہ پہنچاؤں۔ ایک شب میں نے اِسی سوچ بچار اور عبادت میں گزاری۔ صُبح ہوتے ایک تدبیر میرے خیال میں آئی۔ کیا آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ وُہ تدبیر کیا تھی"؟

"جتنی رفاہِ عام کی انجمنیں ہیں۔ اُن میں دولت تقسیم کرنے کا اِرادہ غالباً آپ نے کیا ہو گا"؟

یہ جواب سُن کر پیر مرد ہنسا اور بولا "واہ اِس طرح تو ساری دولت بُہت جلد ختم ہو جاتی ہے۔ دُوسرا آپ کا یہ خیال غلط ہے۔ کہ رفاہ عام کی سب انجمنیں مستحقین کی فائدہ رسانی میں اپنا سرمایہ صرف کرتی ہیں"۔

"پھر آپ نے کیا فیصلہ کیا"؟

"میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ساری دُنیا کا سفر کروں گا - ہر جگہ لوگ میری داد و دہش دیکھ کر میری آؤ بھگت کرینگے - اور جس طرح ابر و باراں کی نفع رسانی عالمگیر ہے - اِسی طرح میری دُر افشانی کا فیض عام ہوگا - اُس کو بیس برس کا زمانہ گزرا مجھے یاد ہے کہ کیسی خوشی سے میں اپنی دولت بکھیرنے کے لئے گھر سے نکلا - بہار کا موسم تھا - کہ ایک دِن صُبح کو میں عالیشان محل سے روانہ ہو کر ایک جہاز پر سوار ہُوا - جو پُورب جانے والا تھا - میں اُس زمانہ میں بمبئی میں رہا کرتا تھا پہلا شخص جس سے مَیں نے سلوک کیا - جہاز کا ناخدا تھا - میں نے اُس سے پُوچھا - کہ سب سے بڑی خواہش دُنیا میں تمہیں کس چیز کی ہے - اُس نے کہا "میں سمندر کے کنارے ایک چھوٹا سا مکان چاہتا ہوں - جس کی دیواروں اور چھت پر بیلیں چڑھی ہوں - جس کے سامنے ایک چھوٹا سا باغیچہ ہو - اور جس میں ایک سیب کا درخت ہو"+

"کیا اُس کی یہ خواہش آپ نے پوری

کر دی"؟

"ہاں- آپ وہاں مَوجُود ہوتے- تو اُس کی آنکھوں سے اِحسانمندی کے آنسُو ٹپکتے دیکھتے پھر یہ ناخُدا اپنی بیوی اَور بچّوں کو میرے پاس لایا- اَور اُن سب نے نہایت سرگرمی سے میرا شُکرِیہ ادا کیا۔

سوالات

۱- ذِیل کے اِلفاظ کے معانی بتاؤ اَور اُنہیں خُوِش خط لِکّھو :-
تنوَمند- چشم زدن- گارڈ- شناسا- حِقارت آمیز- تبسّم- خام خِیالی- سنجیدہ- قُرآن- ضمیر- غنُودگی ؟

۲- رفاہ عام کی انجمنوں سے کیا مُراد ہے ؟

۳- داد و دِہش قواعِد کے رُو سے کیا ہے ؟

۴- ناخُدا کِسے کہتے ہیں- اَور کشتخُدا کا کیا مطلب ہے ؟

۳- بادل

مَیں بھی اَے ابر ترے حُسن کا شیدائی ہُوں
تیری نیرنگی کا دیرینہ تماشائی ہُوں
اِس قدر رُوپ انوکھے جو دِکھائے تُونے
سچ بتا کس سے یہ انداز اُڑائے تُو نے
کبھی ہیبت بھری صُورت تُو بنا لاتا ہَے
بن کے اِک موہنی مُورت تُو کبھی آتا ہَے

چاندنی رات میں وُہ ناز سے آنا تیرا
بن کے اِک نُور کا پُتلا وُہ دِکھانا تیرا
چاند کو پیار سے سِینے سے لگانا تیرا
اَور کبھی دُور اُسے چھوڑ کے جانا تیرا

لُطف رکھتا ہَے گرج کر یہ برسنا تیرا
ہَے یہ انداز نمائے غضب و رحمِ خُدا
چشمِ معنیٰ کو بہت کُچھ نظر آیا اُس میں
کھچ گیا یسر مع العسر کا نقشہ اُس میں

جبکہ جل جائے تمازت سے زمیں کا سینہ
حکمت آمیز ہے تھم تھم کے برسنا تیرا
پیاس کی آگ کو جس طرح بجھائے کوئی
جُرعہ جُرعہ کسی پیاسے کو پلائے کوئی

تیرا انداز دلاویز جو اُس کو بھایا
ہار گردن میں تیری قوسِ قزح نے ڈالا
گُل کھلاتی ہے تیری آڑ میں سورج کی کرن
کیسے رنگوں کے دکھاتی ہے دلاویز چمن
تیرے صدقے سے ہی گلکار شفق کی شہرت
تیرے چہرے پہ دکھاتا ہے وہ اپنی صنعت
تیری مشاطہ ہیں دو نورِ سحر رنگِ شفق
تو ہے آئینۂ نیرنگیِ حسنِ مطلق
شاہدِ حسنِ ازل کا ہے تو برقع بیشک
تجھ میں آتی ہے نظر اس رخِ روشن کی جھلک

ڈال کر اپنے دلِ زار کی حالت پہ نظر
رشک آتا ہے مجھے تیری سبک باری پر
مخمصوں سے نہ غرض تجھ کو نہ غم کی پروا
کام تیرا ہے ہواؤں سے کلیلیں کرنا
دردِ پنہاں سے نہیں اشک بہانے تجھ کو

وسوسے کاہے کو آتے ہیں ستانے تجھ کو
پڑے پالا کبھی کیوں خوف و رجا سے تیرا
ہے اگر کام تو ہے صدق و صفا سے تیرا
کب تلک دیکھئے تجھ کو نگہِ حسرت سے
کاش میں تجھ میں پہنچ جاؤں کسی صورت سے
کسی تدبیر سے دنیا سے اٹھا لے اے ابر
اپنے نیرنگ کو اپنے میں ملا لے اے ابر

میر غلام بھیک نیرنگ

سوالات

۱- بادل کیسے بنتے ہیں اور یہ کیا چیز ہیں؟
۲- بادل کی صورت مہیب کب اور موہنی کب ہوتی ہے؟
۳- ذیل کے الفاظ کی تشریح کرو:-
صدق و صفا۔ کلبلیں۔ البیلی۔ حسنِ مطلق۔ حسنِ ازل۔ نشاط
۴- تشریح کرو:-
(الف) جرعہ جرعہ
(ب) نورِ سحر رنگِ شفق
(ج) نعرۂ رعد
(د) یشرح الصدر

۴۔ ایک محسن قوم (۲)

میں نے کہا "آپ اس شکریہ کے دراصل مستحق تھے۔ اور میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ امریکہ کا مشہور لکھ پتی "کارنیگی" جس نے سینکڑوں کتب خانے اپنے اہل ملک کے لئے قائم کر دئے۔ ایسے شخص کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے"۔

پیر مرد نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر کہا کہ افسوس سب لوگوں کی خواہش ایسی آسانی سے میں پوری نہ کر سکا۔ مجھے اکثر ناکامی ہوئی۔ کئی دفعہ مجھے لوگوں نے دھوکا دیا۔ کیونکہ شروع میں میں بہت مسرف اور کسی قدر خود غرض تھا۔ میں لوگوں کو بوجہ اس خوشی کے دیتا تھا۔ جو انہیں دینے سے مجھے حاصل ہوتی تھی۔ مگر اکثر لوگ احسان فراموشی اور بد سلوکی سے میرے ساتھ پیش آئے۔ پھر کئی مثالیں بیان کیں۔ اور کہا "ایک رہائی یافتہ قیدی کے لئے میں نے

وجہ معاش مُہیا کر دی - ایک مُصنّف کی ایسی مدد کی دی - کہ مُلک کے مشاہیر میں اُس کا شُمار ہونے لگا - ایک جلاوطن شہزادے کی مدد کر کے اُس کا تاج و تخت مَیں نے واپس دلا دیا" +

مَیں نے حیرت زدہ ہو کر کہا - کہ لوگوں کے ساتھ جب آپ ایسے اِحسان کر سکتے تھے تو آپ خُود ہی تاج و تخت کے مالک بن سکتے تھے - کیا کبھی اِس کا خیال آپ نے نہیں کیا - اُس نے جواب دیا" اکثر میرا جی للچایا - مگر خُدا کا شُکر ہے - جس نے مجھے طمع پر ہمیشہ غالب رکھا" +

مَیں نے کہا کہ آپ کا سِلسلۂ سخن جو مَیں نے قطع کیا - اُس کی مُعافی مانگتا ہُوں - آپ اپنے حالات اور سُنائیے - پیر مرد نے کہا" ایک دفعہ مَیں ایک دریا کے پُل سے گُزر رہا تھا وہاں مُجھے ایک شخص دکھائی دیا - جس کا چہرہ نہایت پژمُردہ تھا - بلا کسی تمہید کے مَیں نے اُس سے سوال کیا - کہ دُنیا میں سب سے بڑی خواہش تمہاری کیا ہے؟ اُس نے میری طرف گھور کر دیکھا اور ایسی خوفناک آواز سے کہا -

"موت" کہ میں ڈر کر آگے چلا۔ دوسرے دن میں نے سُنا کہ اُس کی نعش دریا سے برآمد ہوئی۔ افسوس ہے کہ اُس نے اپنے راز کا انکشاف مجھ پر نہیں کیا۔ ورنہ ممکن تھا کہ میں اُس کی جان بچا لیتا +

اِس پیر مرد کی باتوں سے میری دلچسپی بہت بڑھ گئی۔ اور میں نے کہا کہ آپ کے کارنامے عجیب و غریب ہیں۔ اور آپ کو بہت سے لوگ دُعائے خیر سے یاد کرتے ہونگے۔ "ہاں اور بد دُعا بھی دیتے ہیں"۔ ایک دفعہ مجھے ایک لڑکی ایسی ملی جس کے ماں باپ امیر تھے۔ اور وہ خود نہایت شریف النفس تھی۔ وہ ایک ایسے شخص سے شادی کرنا چاہتی تھی جو بالکل مفلس تھا۔ اُس کے والدین اُس سے شادی پر رضامند نہ تھے۔ اور یہ لڑکی بلا رضا مندی اپنے والدین کے شادی نہیں کر سکتی تھی۔ میں نے اُس نوجوان کو بُلا کر اتنا روپیہ دیا۔ کہ لڑکی کے والدین شادی پر رضامند ہو گئے۔ اور شادی کے بعد اُن سب نے میرا شکریہ اِس شدومد کے ساتھ ادا کیا۔ کہ اُس کا سُرور اب تک میں اپنے

دل میں پاتا ہوں - مگر افسوس یہ شادی ناسازگار
ہوئی - اور کچھ عرصہ کے بعد لڑکی کو اس کے
شوہر نے چھوڑ دیا - اور اس کی نامراد زندگی
کا باعث میں ہی ہوا - اپنی اس غلطی کے
باعث میں شکستہ دل ہو کر اپنے وطن کو واپس
چلا آیا +

"اس میں آپکا قصور کیا ہے؟ آپ کو کیا علم
تھا - کہ وہ نوجوان اس طرح دغا دے گا" +

یہ صحیح ہے - مگر مجھے اور بہت سے مصائب
کا سامنا ہوا - ایک شخص وہ تھا - جو آج مجھے
پکڑنے کی کوشش کرتا تھا - اور جس کو آپ نے
بھی دیکھا" +

"وہ کون تھا"؟

"میں خود صحیح طور پر نہیں جانتا - لیکن میرا
خیال ہے - کہ وہ ان لوگوں میں سے ہے - جو
مال دار اشخاص کو تلاش کیا کرتے ہیں - اور
دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک
ان کا تعاقب کرنے کو تیار رہتے ہیں - یہ شخص
کلکتہ سے میرا تعاقب کر رہا ہے - مگر آج وہ
پیچھے رہ گیا ہے - ممکن ہے کہ آج میرا پیچھا
چھوٹ جائے - جس طرح ایک قسم کے کتنے

خون کی بو سونگھ کر اپنے شکار کا پتہ لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح دولت کی خوشبو ایسے لوگوں کو دولتمندوں کے پیچھے لگا دیتی ہے“۔

”کیا یہ لوگ آپ کو بہت دق کرتے ہیں“؟

”ہاں۔ بارہا ان لوگوں نے مجھے دھمکایا ہے۔ مگر روپیہ ایسی چیز ہے۔ کہ اس کو دے کر ان کا دہان آز بند کر دیتا ہوں۔ کبھی کبھی ان سے عاجز آکر اپنا بھیس بدل لیتا ہوں۔ تاکہ یہ مجھے پہچان نہ سکیں۔ آجکل میں ان کو اپنے سیکرٹری کے حوالے کر دیتا ہوں۔ وہ ان کو سمجھا بجھا کر رخصت کر دیتا ہے“۔

”کیا آپ کی دولت ابھی ختم نہیں ہوئی“؟

”نہیں ہوئی۔ اور اس کا مجھے بھی افسوس ہے آپ جانتے ہیں۔ کہ دینے سے پہلے مجھے بہت غور کرنا پڑتا ہے۔ کہ ایسا نہ ہو۔ بجائے نفع کے نقصان ہو۔ اور اس غور و خوض میں بہت سا وقت خرچ ہو جاتا ہے۔ پھر میرا سرمایہ اس قدر کثیر ہے۔ کہ اس کے منافع سے ہر ہر منٹ پر ایک معقول اضافہ اس میں ہوتا رہتا ہے۔ آپ میری مشکلات کا اندازہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔

سوالات

۱- کارنیگی کون تھا۔ امریکہ کیوں مشہور ہے؟
۲- ٹھنڈا سانس کب لیتے ہیں؟
۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
مشرف - وجہ معاش - جلا وطن - نقش - انکشاف +
۴- ذیل کے الفاظ قواعد کے رُو سے کیا ہیں:-
مصائب - غور و خوض - اِضافہ - شوہر +
۵- دہانِ آز کی تشریح کرو۔ اور اپنے فقروں میں استعمال کرو +

۵- آدمی آدمے

۱ دُنیا میں بادشاہ ہے سو ہے وُہ بھی آدمی
اور مُفلس و گدا ہے سو ہے وہ بھی آدمی
زردار بے نوا ہے سو ہے وُہ بھی آدمی
نعمت جو کھا رہا ہے سو ہے وُہ بھی آدمی
ٹکڑے جو مانگتا ہے۔ سو ہے وُہ بھی آدمی

۲ اَبدال و قُطب اور ولی آدمی ہوئے
منکر بھی آدمی ہوئے اور کفر کے بھرے
کیا کیا کرشمے کشف و کرامات کے کئے
حتیٰ کہ اپنے زُہد و ریاضت کے زور سے
خالق سے جا مِلا ہے۔ سو ہے وُہ بھی آدمی

۳ فرعون نے کیا تھا۔ جو دعوےٰ خدائی کا
شدّاد بھی بہشت بنا کر ہُوا خُدا
نمرُود بھی خُدا ہی کہاتا تھا برملا
یہ بات ہے سمجھنے کی آگے کہوں میں کیا
یاں تک جو ہو چکا ہے۔ سو ہے وہ بھی آدمی

۴ یاں آدمی پہ جان کو وارے ہے آدمی

اور آدمی کو تیغ سے مارے ہے آدمی
پگڑی بھی آدمی کی اُتارے ہے آدمی
چلّا کے آدمی کو پُکارے ہے آدمی
اور سُن کے دَوڑتا ہے سو ہے وُہ بھی آدمی

۵ بیٹھے ہیں آدمی ہی دُکانیں لگا لگا
اور آدمی ہی پھرتے ہیں رکھ سر پہ خوانچا
کہتا ہے کوئی لو کوئی کہتا ہے لا رے لا
کِس کِس طرح سے بیچے ہیں چیزیں بنا بنا
اور مول لے رہا ہے۔ سو ہے وُہ بھی آدمی

۶ یاں آدمی بھی لعل و جواہر ہیں بے بہا
اور آدمی ہی خاک سے بدتر ہی ہو گیا
کالا بھی آدمی ہے کہ اُلٹا ہے جُوں توا
گورا بھی آدمی ہے کہ ٹکڑا سا چاند کا
بدشکل بد نُما ہے۔ سو ہے وُہ بھی آدمی

۷ اِک آدمی ہیں جن کی یہ کچھ زرق برق ہیں
روپے سے اُن کے پاؤں ہیں سونے کے فرق ہیں
جھمکے تمام غرب سے لے تا بہ شرق ہیں
کمخواب۔ تاش شال دو شالوں میں غرق ہیں
اور چیتھڑوں لگا ہے۔ سو ہے وُہ بھی آدمی

۸ اَشراف اور کمینے سے لے شاہ تا وزیر
ہیں آدمی ہی صاحبِ عزّت بھی اور حقیر

یاں آدمی مُرید ہیں اور آدمی ہی پیر
اچھّا بھی آدمی ہی کہاتا ہے اے نظیر
اور سب میں جو بُرا ہے سو ہے وُہ بھی آدمی

شیخ ولی محمدؐ نظیر

سوالات

۱- پہلے بند کو نثر میں لکھو +
۲- اَبدال - قُطب - غوث - ولی کی تعریف کرو +
۳- فرعون - شدّاد - نمرود کی تشریح کرو +
۴- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
کرشمے - کشف و کرامات - کمخواب - تاش +
۵- شال اور دوشالے میں کیا فرق ہے ؟

۶۔ ایک مُحسن قوم (۳)

میں نے کہا کہ روپے کا اچھا اِستعمال چنداں مُشکل نہیں۔ ایسے مقامات پر جہاں سڑکیں یا دیگر ذرائع آمد و رفت و تجارت نہیں ہیں۔ آپ وہاں ریلیں بنوا کر اپنی دولت خرچ کر سکتے ہیں۔ اور اُس سے معقول مُنافع حاصِل کر سکتے ہیں۔ پیر مرد نے جواب دیا۔ کہ بغیر حِصّہ داروں کے ریلوں کی تعمیر کا سر انجام نا مُمکِن ہے۔ اور ریلیں بن جانے کے بعد مُنافع زیادہ تر اُن شُرکا کی نذر ہو جائے گا"۔

کلکتہ یا بمبئی جیسے شہروں میں تنگ و تاریک مکانات کے محلّے کے محلّہ مِسمار کرا کر از سرِ نو اچھے مکانات تعمیر کرا سکتے ہیں۔ یا نئے عِلمی اور طبّی اِنکشافات کے لئے اور فنون لطیفہ کی ترقّی کے لئے اپنی جائداد کا ایک معقول حِصّہ آپ صرف کر سکتے ہیں"۔

پیر مرد نے قطع کلام کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ
جب اہلِ مُلک کو اِن چیزوں کی ضرورت محسوس
ہو گی اُس وقت اُن کا اِنتظام خود بخود ہو جائیگا۔
میرا مقصد یہ ہے۔ کہ افرادِ قوم کو نفع پہنچاؤں
اور اُن کی زندگیاں پُر لُطف کر دوں۔ آپ
ایک اچھے خیال کے نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔
اور دُوسروں کو فائدہ رسانی کا شوق بمقابلہ
اپنی ذاتی بہبود کے آپ کو زیادہ ہے۔ یہ
کہہ کر پیر مرد نے تھوڑی دیر توقف کیا۔ اور
پھر میری طرف نہایت غور سے دیکھ کر
پُوچھا۔ دُنیا میں سب سے زیادہ خواہش
تمہیں کس چیز کی ہے۔
میں یہ سوال سُن کر شرمایا اور سوچنے
لگا۔ اِس گفتگو کے درمیان اب تک اِس
پیر مرد کی دولت اور اُس کے عُمدہ مقصد
زندگی کے خیال میں میں منہمک رہا۔ اپنے
ذاتی منفعت کا خیال مجھے درحقیقت نہیں
آیا تھا۔ مگر جب مجھے یہ سوال کیا گیا۔ تو میں
حیران تھا۔ کہ کیا جواب دوں۔ کس چیز کی
ضرورت مجھے سب سے زیادہ ہے۔ یہ فیصلہ
کرنا مشکل تھا۔ مجھے اپنی زوجہ کا خیال آیا۔

اب گارڈ نے پیر مرد سے مخاطب ہو کر کہا - کہ آپ جلدی کیجئے - وائسرائے کو زیادہ انتظار کرانا مناسب نہیں ہے - پیر مرد نے مجھ سے ہاتھ ملایا اور یہ کہہ کر رخصت ہوا کہ آج شام کی ڈاک سے آپ کا چک آپ کو ملے گا - خاطر جمع رکھئے - خدا حافظ ٭

سوالات

۱- اس قصہ کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کرو ٭

۲- ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے - کیا محاورہ ہے؟ تشریح کرو ٭

۳- وائسرائے کیا عہدہ ہے؟ مفصل بیان کرو ٭

۴- معانی بتاؤ :-
گارڈ - اسٹیشن ماسٹر - پلیٹ فارم ٭

۷- غدر کے بعد ابن الوقت کی مصیبت

۱- کوئی پہر ڈیڑھ پہر رات گئے سڑک کی طرف سے بڑے زور سے گھوڑے کی ٹاپ سُنائی دی اور پھر معلوم ہوُا کہ سوار مکان کے برابر ٹھیرا۔ چند لمحے کے بعد کسی نے ابن الوقت کا نام لیکر پکارا۔ سب کو حیرت ہوئی۔ کہ ایسے اندھیرے میں کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دیتا۔ کون آیا ہوگا ابن الوقت نے دروازے کے پاس جاکر آہٹ لی تو معلوم ہوُا کہ جان نثار ہے گھبرا کر پوچھا کیا صاحب بھی ہیں؟

۲- جان نثار:- ہوں تو میں اکیلا۔ مگر صاحب کا بھیجا ہوُا آیا ہوں۔ اُن کی نوکری کوڑیا پُل کے مورچے پر ہے۔ چھوڑ کر نہیں آسکتے۔ مجھ کو دوڑایا ہے۔ کہ ہم

سب لوگ سمجھتے تھے کہ شہر ایک دن میں
فتح ہو جائے گا۔ مگر ابھی تک باغی موجود
ہیں۔ نہیں معلوم کتنی لڑائیاں شہر پناہ کے
اندر ہوں گی۔ عین لڑائی میں دوست دشمن
کا امتیاز نہیں ہو سکتا۔ آپ مال و متاع کا
ہرگز لالچ نہ کیجیے۔ فقط جانیں لے کر راتوں
رات شہر کے باہر نکل جائیے۔ جب اچھی
طرح تسلّط بیٹھ جائے گا۔ تو آپ ہم مل
لیں گے۔ صبح ہوتے ہوتے خود تمہارے
محلے پر دھاوا ہے ٭

۳۔ جلدی جلدی اتنا کہہ کر جان نثار تو چلتا
ہُؤا۔ ابن الوقت یہ پیام سن کر کھڑے کا
کھڑا رہ گیا۔ پھر تھوڑی سی دیر بعد
ہوش آیا تو سارے گھر کو سر پر اُٹھا لیا
کہ چلو چلو نکلو۔ اس وقت تک نوبل
صاحب کا حال ابن الوقت نے کسی پر
ظاہر نہیں ہونے دیا۔ اب اس کے غل
مچانے پر جو لوگوں نے حجت شروع کی
اور الکسائے۔ تو اس کو بہ مجبوری ساری
حقیقت بیان کرنی پڑی ٭

۴۔ رات کا وقت اور بچوں کا ساتھ اور

دفعتہً گھر سے نکلنا اور وہ بھی محض بے
سر و سامانی سے۔ خیر وہ تو جان ہی کچھ
ایسی پیاری تھی۔ کہ ہچکچا کر۔ مچل کر نکلے
پر نکلے۔ ابھی سو قدم بھی گھر سے دور نہیں
جانے پائے تھے۔ کہ جیسا جان نثار نے
کہا تھا۔ محلّے پر اولوں کی طرح گولوں
کی بارش ہونے لگی۔ دو ہفتے کامل شہر
کے باہر خدائی خوار خاک چھانتے پڑے
پھرے۔ دن کو کوٹلے ہیں تو رات عرب
سرائے ہیں۔ آج پہاڑ گنج ہیں۔ تو کل قدم
شریف۔ جہاں جاتے کوئی گھڑے ہونے تک
کا روادار نہیں ہوتا۔ بارے سنا کہ پٹیالے
والے کے حکیم خواجہ باقی باللہ میں ہیں اور
ان کی وجہ سے وہاں سرکاری پہرا بیٹھا ہے
اور امن ہے ؛

۵۔ رشتہ نہیں۔ قرابت نہیں۔ مگر ڈوبتا تنکے کا
سہارا پکڑتا ہے۔ آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر
چلے۔ کہ شاید ہم وطنی کا پاس کریں گے۔
گرتے پڑتے سڑک کو بچاتے ہوئے چلے
جلتے تھے۔ اور کچھ راہ گیر شہر کے جلا وطنوں
میں سے سڑک پر بھی تھے بکایک کیا دیکھتے

ہیں - کہ کچھ سوار ہیں - اور سڑک پر پکڑ دھکڑ ہو رہی ہے - ان لوگوں نے چاہا - کہ دبے پاؤں آڑ میں ہو لیں - سوار گھوڑا دوڑا کر سر پر آموجود ہؤا - اور مضبوط مضبوط آدمیوں کو چُن کر کشاں کشاں سڑک پر لے گیا - معلوم ہؤا کہ لُوٹ کے مال کے کچھ گٹھڑ ہیں - ان کو اٹھوا کر رسالے میں لیجانا چاہتے ہیں - اور رسالہ وزیر آباد ہے یہاں سے کچھ نہیں تو چار کوس - اور دلّی کے مرزا منشوں کے حق میں ہزار کوس - زبردست کا ٹھینگا سر پر - قریب تھا کہ ایک گٹھڑ ابن الوقت کو بھی سر پر لادنا پڑے - اتنے میں رجال الغیب کی طرح چند انگریز گھوڑوں پر سوار آ پہنچے +

۶ - اُن کو دیکھ کر لگے لوگ فریاد کرنے - کہ دیکھئے خداوند ہم کو بیگار پکڑتے ہیں - اتفاق سے انگریزوں میں نوبل صاحب بھی تھے - اور بیگاریوں میں ابن الوقت - دونو کی آنکھیں چار ہوئیں - آنکھوں کا چار ہونا تھا - کہ نوبل صاحب گھوڑے سے گور - دوڑ کر ابن الوقت کو لپٹ گئے

اور اپنے ساتھیوں سے کہا یہ وہی صاحب ہیں۔ جنہوں نے مجھے اپنے گھر میں پناہ دی تھی۔ اُن انگریزوں نے بھی اُتر اُتر کر ابن الوقت سے بڑے تپاک سے ہاتھ ملائے اور انگریز تو چلے گئے۔ نوبل صاحب وہیں ٹھیرے رہے۔ اور سوار جو بیگار پکڑ رہے تھے۔ اس میں سے ایک کوتوال کے پاس دوڑ ایا۔ کہ جلد گاڑی۔ بہلی۔ رتھ جوتے لے آو۔

۷۔ سواریوں کے آنے اور لوگوں کے سوار کرنے اور گھر تک پہنچانے میں کامل تین ساڑھے تین گھنٹے لگے۔ مگر واہ رے نوبل صاحب ٹلنے کا نام نہ لیا۔ ابن الوقت نے مکان پر پہنچ کر دیکھا کہ جنگی سپاہی باہر دروازے پر کھڑا پہرہ دے رہا ہے۔ اور بڑے موٹے حرفوں کا اشتہار لگا ہوا ہے۔ کہ یہ مکان خیر خواہ سرکار کا ہے۔ کوئی اس طرف نظر بھر کر نہ دیکھے ہوا یوں کہ جس وقت نوبل صاحب نے جان نثار کی زبانی ابن الوقت کو شہر سے نکل جانے کے لئے کہلا بھیجا تھا۔

اُسی وقت سے تاک میں تھے۔ قابو پاتے ہی پہرہ بٹھا دیا۔ باغیوں اور شہر والوں میں سے تو بھاگنے میں کسی کو لوٹ گھسوٹ کی سوجھتی نہ تھی۔ لوگوں کو اپنی جان ہی دوبھر تھی۔ رہ گئے سرکاری سپاہی اور فوج کے سقے۔ دھوبی۔ گھاس کٹ وغیرہ اُنہوں نے سارے شہر کو دھڑی دھڑی کر کے لوٹا۔ اوپر کا رکھا دھرا اسباب تو کسی کا ایک تنکا نہیں بچا۔ گڑا دبا مال بھی کھود کھود کر نکال لے گئے۔

ابن الوقت کے مکان پر بھی سارے دن اور پہر رات گئے تک یہ ہی تانتا لگا رہتا تھا کہ ایک گیا ایک آیا۔ مگر پہرہ اور اشتہار دیکھا اور کان دبا کر چلتے بنے۔ غرض خدا کے فضل سے ابن الوقت کے گھر میں سے تو ایک سوئی تک نہیں گئی۔ جیسا چھوڑ کر گئے تھے ویسا ہی آ دیکھا۔

خان بہادر شمس العلما
ڈاکٹر نذیر احمد

سوالات

۱- ذیل کے محاورات کی تشریح کرو - اور محلِ استعمال بتاؤ :-

(الف) ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دینا ؛

(ب) خاک چھانتے پڑے پھرے ؛

(ج) ڈوبتے کو تنکے کا سہارا ؛

(د) آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر ؛

(ہ) زبردست کا ٹھینگا سر پر ؛

۲- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

تانتا دھڑی دھڑی - کان دبا کر - دو بھر - تاک - الکسائے ؛

۳- مرزا منش سے کیا مراد ہے ؟

۴- پکڑ دھکڑ قواعد کے رُو سے کیا ہے ؟

۵- بیگار کسے کہتے ہیں ؟

۸- انسان

۱ خدا نے دی ہے اُسے ایسی موہنی مورت
کہ جس نے اس کی طرف دیکھا پھر نہ منہ پھیرا
۲ خدائے پاک نے اُس کو دیا ہے خُلقِ عظیم
یہی تو ہے جو ہے انسانیت کا اِک تحفا
۳ ہے اُنس مادّہ اس کا محبّت اس کا ضمیر
یہی سبب ہے جو انسان نام اس کا ہوا
۴ کہاں ہے سرو میں ایسی لطیف رعنائی
اِس آدمی کا ہے جیسا حسین قد بالا
۵ شباب کی وہ خوش آیند دھوپ ہے منہ پر
کہ جس کی گرمی سے روشن ہے چاند سا چہرا
۶ جوانی ہے کہ وہ آبِ حیات کا چشمہ
اسی سے معتدل اس جسم کی ہے آب و ہوا
۷ اسی سے عقل میں جودت ہے فکر میں تیزی
اسی سے نور ہے آنکھوں میں گوش ہے شنوا
۸ جو تجھ کو کرنا ہے اے دل شباب میں کرلے
کہ جسم پر ابھی قابو ہے چشمِ عقل ہے وا
۹ شباب میں تھے بڑے زور دار ہاتھ مگر

اب ان میں ہیبت پیری سے پڑ گیا رعشا
۱۰ کبھی یہ زور تھا گینڈے کی ڈھال چیرتے تھے
یہ حال ہو گیا اب ٹوٹتا نہیں دھاگا
۱۱ وہ کان سنتے تھے جو پائے مور کی آواز
اب آپ کے سر پہ چلے توپ تو نہ آئے صدا
۱۲ کشیدہ تھا کبھی مثل الف جو قدِ سہی
وہ منحنی ہؤا ایسا کہ بن گیا ہمزا
۱۳ سمجھ میں کچھ نہیں آتی حقیقت انساں کی
یہ کیا ہے۔ آب ہے آتش ہے خاک ہے کہ ہوا
۱۴ ابھی ابھی تو یہ سب کچھ ہے پھر یہ کچھ بھی نہیں
عجب طلسم کا سا حال ہے کہے کوئی کیا۔

سید شاہ محمد اکبر

سوالات

۱۔ ذیل کے الفاظ کے معنی بتاؤ:۔
مادہ۔ ضمیر۔ طلسم۔ منحنی۔ گوش شنوا +
۲۔ گینڈے کی ڈھال میں کیا خصوصیت ہے؟
۳۔ خلق عظیم اور چشمۂ آب حیات کی تشریح کرو +
۴۔ گیارھویں شعر کا مطلب بیان کرو +
۵۔ اس نظم کا خلاصہ نثر میں لکھو +

۹۔ مکان

اگر اچھے گھر کو بہشت اور بُرے گھر کو دوزخ کہا جائے تو اسے مبالغہ نہ سمجھئے۔ صحت کے قائم رکھنے میں مکان کے طرزِ تعمیر کو بڑا دخل ہے۔ جہاں تک ہو سکے مکان ڈھالو اور بلند زمین پر مشرقی رُخ ہونا چاہیئے صحن وسیع اور کمرے ہوا دار ہوں۔ مغربی اور جنوبی رُخ میں برامدے ہونا بھی ضروری ہیں۔ سُورج کی شعاعیں بھی اچھی طرح اور کافی وقت میں آتی رہیں۔ بڑے بڑے کمروں کی چھتوں اور دیواروں میں اس قسم کے روشن دان بنائے جائیں۔ کہ اُن میں ہوا اور روشنی کا کافی طور پر گزر اور دھوئیں اور بخارات کا اخراج ہو سکے۔ اگر کسی مکان کی زمین مرطوب ہو۔ تو بالا خانہ ضرور بنایا جائے۔ ورنہ اتنی بلند کرسی دی جائے۔ کہ فرش مکان پر رطوبت کا اثر نہ ہو سکے ؁

۲۔ دریا۔ تالاب۔ نہر کے قریب ہونے کی صورت میں اُن کی سطح سے مکان کی سطح

کا بلند ہونا لازمی ہے - جہاں تک ہو سکے یہ احتیاط رکھی جائے - کہ مکان کی جگہ سے قبرستان - مرگھٹ - مسلخ - کارخانہ دُخانی یعنے پتلی گھر - چمڑے کا گدام اور گونڈ اور تالاب وغیرہ دور ہوں - صحن کی موریاں ایسی ہوں - کہ بارش کا پانی فوراً نکل جائے - تاکہ مکان کا خراب پانی اور دھوون دھاون سب نکل جایا کرے - اور مکان کی بنیادوں میں پانی جذب نہ ہو +

۳ - مکان میں وقتاً فوقتاً سفیدی ہوتی رہے ہمارے ملک کی اکثر پرانی رسمیں نتیجہ خیز تھیں جو اب روز بروز چھوٹتی جا رہی ہیں - مثلاً ہندوؤں میں دیوالی اور مسلمانوں میں شب برات کے دنوں میں مکانوں کی پوتائی اور صفائی بطور ایک فرض کے ہوتی تھی - اور اس طرح ہر سال میں ایک بار لازمی طور پر گھروں کی صفائی ہو جاتی تھی +

کمرہ کی ہوا بہت جلد خراب ہو جاتی ہے - اور جن کو اندر کمرہ میں بیٹھ کر کام کرنے کا زیادہ اتفاق ہوتا ہے - ان میں کاہلی اور سُستی پیدا ہو جاتی ہے - اور پھر نو لیبدہ خون کی

کمی - اگر سکونت کے لئے کوئی مکان تاریک بھی ملے تو برامدے کے اوپر یا چھت میں روشندان بنانے چاہئیں تاکہ ہوا کی آمد و رفت جاری رہے ‬۔

۴ - عموماً ہمارے شہروں - قصبوں اور دیہات کی آبادی کے وقت حفظانِ صحت کا خیال بطرزِ مناسب نہیں رکھا جاتا - چھوٹے چھوٹے تنگ و تاریک مکانات بنائے جاتے ہیں - چھوٹے صحن ہوتے ہیں - جن میں آفتاب کی شعاؤں کا بھی پورے طور پر گزر نہیں ہو سکتا - اور نہ اُن میں جس قدر کہ ہوا کی ضرورت ہے میسّر آتی ہے - ایک طرف پاخانہ بنا ہوتا ہے - اور قریب ہی باورچی خانہ - ایسے بہت کم گھر ہوتے ہیں - جن کا پاخانہ پختہ فرش کا ہو - کچرے کا انبار بھی اُسی صحن میں ایک طرف لگا ہوتا ہے - موریوں کا غلیظ پانی باورچی خانہ کا دھوآں اور ایسی ہی دوسری کثافتیں اکثر امراض کے جراثیم پیدا کر دیتی ہیں - اور خصوصاً ملیریا کے مچھّر تو نہایت کثرت سے ہو جاتے ہیں - اور سارا مکان اچھا خاصہ پیچش - بخار اور دوسری بیماریوں کا گھر بن جاتا ہے ۔

۵- مکان میں صفائی کا خاص اہتمام لازمی ہے- غربا کے مکانات کی حالت بے انتہا توجہ طلب ہے- ان کی تنگی اور غلاظت کا اثر نہ صرف اُن میں رہنے والوں پر ہوتا ہے- بلکہ تمام اہل محلّہ پر پہنچتا ہے- اور پھر کل آبادی والے بھی محفوظ نہیں رہتے اکثر مکانات میں جن کا رقبہ دس بارہ گز مربع ہوتا ہے- آدمیوں کے رہنے کے جو دالان اور کوٹھریاں ہوتی ہیں- اُنہیں میں مویشی بندھتے ہیں- وہیں مرغیاں رہتی ہیں- اور گھر گرہستی کا سامان رکھا رہتا ہے- اور گھر کے اسباب میں اُپلوں کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں- اگر بارش ہو جائے- تو ایسا گھر ایک سنڈاس بن جاتا ہے ؛

دیواروں پر پنّے یا کاغذ لگانا بہت بُرا ہے- کاغذوں میں برسوں تک متعدّی امراض کے جراثیم اپنا گھر بنا لیتے ہیں- اسی طرح مویشی وغیرہ کا پیشاب- اُن کی لید وغیرہ مضر صحت ہے- مکانات کی بد احتیاطی اور عدم صفائی کے سبب سے اکثر امراض مثلاً ہیضہ- پیچش اور طاعون کا ظہور ہوتا ہے- نمناک اور

نشیبی حصۂ زمین پر مکان بنانا گویا بیمارستان یا بیماریوں کا گھر بنانا ہے ٭

۶- اس بات کا ہمیشہ انتظام رکھو- کہ گھروں کا فرنیچر روز صاف کیا جائے- فرش پر ستھرائی دی جائے- قالین پر بُرش استعمال ہوں- دیواروں اور چھت سے جالے نہ لگنے پائیں- اور اگر چھت گیری بندھی ہو- تو سال بھر میں ایک دفعہ اُس کو کھول کر صاف کیا جائے ٭ اگر کمروں میں باورچی خانہ کا دھواں آتا ہو- اور اُس کا دُوسری طرف نکلنا ناممکن ہو- تو آسان ترکیب یہ ہے- کہ جا بجا روئی کے گالے لٹکا دئے جائیں- تاکہ وہ دھوئیں کو جذب کر لیں- اور وہ مکان میں نہ پھیلے- اگالدان جن میں تھوکتے ہیں- دن رات میں کئی بار صاف ہوا کرے- اور دیواروں پر تھوک اور پیک کے داغ دھبے نہ ہوں- مکان کے قریب گلی سڑی چیزوں کے انبار یا گنجان درختوں کے جھنڈ نہ ہوں ٭

سوالات

۱- اچھے گھر اور بُرے گھر کی تصویر اپنے الفاظ میں کھینچو۔

۲- تعمیر مکان کے وقت کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے؟

۳- بد احتیاطی اور عدم صفائی سے کیا کیا خرابیاں رونما ہوتی ہیں؟

۴- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-

مرگھٹ - مسلخ - گونڈہ - جراثیم - طاعون - کثافت - متعدّی امراض۔

۵- ملیریا کسے کہتے ہیں - اور یہ کس طرح پیدا ہوتا ہے؟

۱۰- پانی

ہوا کے بعد زندگی اور صحت کے لئے پانی سب سے زیادہ ضروری چیز ہے - پانی اگر صاف نہ ہو - تو طرح طرح کی خوفناک بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں - اس لئے سخت اہتمام ہونا چاہیے کہ پانی صاف میسر آئے - ہمارے لئے پانی دریا تالاب - جھیل - چشمہ اور کوئیں سے دو طرح حاصل ہوتا ہے - یا تو ہم خود بھرواتے ہیں - یا نلوں کے ذریعے سے آتا ہے - واٹر ورکس کا پانی اکثر جگہ جوش دینے کے بعد آتا ہے - لیکن پھر بھی اُس کے گندہ ہونے کا احتمال ہے - اس لئے اُس کو بھی صاف کرنیکی ضرورت ہے - اور جہاں جوش دے کر نہ دیا جاتا ہو - وہاں تو سخت احتیاط کے ساتھ جوش و صفائی ضروری ہے *

۲- دریا کا پانی عموماً میلا اور بد مزا ہوتا ہے - اس میں مٹی اور کوڑا وغیرہ بہت رلا ہوتا ہے - بڑے دریاؤں کا پانی جو بہت تیز

بہتے ہیں۔ چھاننے اور صاف کرنے کے بعد پینے کے قابل ہو سکتا ہے۔ چونکہ اکثر شہر قصبات اور گاؤں دریا کے کنارے آباد ہوتے ہیں۔ لوگ اُن میں کوڑا کرکٹ پھینکتے ہیں۔ کنارہ پر مردے جلاتے ہیں۔ کپڑے دھوتے ہیں۔ اُن میں جاکر نہاتے ہیں۔ سارے شہر کی موریاں بہ کر دریا میں ملتی ہیں۔ اس لئے دریا کا پانی صاف نہیں ہوتا ❖

جھیل۔ خندق اور گڑھوں کا پانی ہمیشہ بہت ناصاف ہوتا ہے۔ اس سے پرہیز لازم ہے۔ تالاب کا پانی بھی اکثر میلا ہوتا ہے۔ اور خصوصاً اُن تالابوں کا جو خشک ہوتے رہتے ہیں۔ ہاں بڑے تالاب جو خشک نہیں ہوتے اُن کا پانی قابل استعمال ہوتا ہے۔ کنوئیں جو زیادہ گہرے ہوتے ہیں۔ اُن کا پانی اچھا ہوتا ہے۔ لیکن جو کم گہرے ہوتے ہیں۔ انکا پانی عمدہ نہیں ہوتا ❖

چشمہ کا پانی عموماً صاف اور عمدہ ہوتا ہے۔ اور یہ ہی پانی سب سے بہتر ہے۔ بارش کا پانی جو زمین پر نہ گرا ہو نہایت مفید ہے۔ اکثر اُسے جمع کر لیتے ہیں۔ لیکن

زیادہ دن رکھنے سے خراب ہو جاتا ہے ۔

۳- خراب پانی کو اگر خوردبین سے دیکھو تو معلوم ہو جائے گا - کہ اس میں بے شمار کیڑے ہیں - یہ کیڑے جسم میں داخل ہو کر مختلف قسم کے امراض کے بیج بن جاتے ہیں ہر حالت میں پانی کو جوش دے کر پینا چاہیئے اگر پانی کو گرم کرنے پر اس سے بد بو دار بھاپ نکلے تو کسی حالت میں اسے نہ پینا چاہیئے ۔

صاف پانی ہلکا - بے رنگ ہوتا ہے - رکھ دینے پر اس میں تلچھٹ نہیں ہوتی - وہ شفاف ہوتا ہے - اور بلا کسی بُو کے خوش ذائقہ ہوتا ہے - اگر گہرے پانی کو دیکھنے سے پانی کا رنگ نیلگوں معلوم ہو تو بُرا نہیں ہوتا - سبز رنگ بھی چنداں خراب نہیں - لیکن پانی جو زرد یا بھورے رنگ کا ہو وہ خراب ہوتا ہے - اُس کا ذائقہ خراب اور وہ بد بو دار ہوتا ہے ۔

۴- پانی کو جوش دینے سے نہ صرف اُس کے جراثیم جل جاتے ہیں - بلکہ معدنی اور نباتاتی کثافتیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں - جوش دے کر

پانی کو مٹی کے برتن میں نہ رکھو۔ تام چینی یا چینی کے برتن میں رکھ کر کپڑے سے ڈھانک دو۔ مٹی کے گھڑوں کو روزانہ دھلوانا چاہیئے بلکہ تیسرے چوتھے دن دھلوا کر سوندھا لیا جائے۔ تالاب اور کوئیں کے گرد منڈیر یا تاربندی یا کٹہرا ہو۔ تاکہ مویشی اُس میں سے پانی نہ پی سکیں۔ تالاب اور کنوئیں کے گرد درخت بھی نہ اُگنے دیں۔ پتے پانی میں گر کر گلتے اور سڑتے ہیں۔ اور اُسے خراب کر دیتے ہیں جن تالابوں کا پانی پیا جائے۔ اُن میں سنگھاڑوں کے لگانے کی سخت ممانعت کی جائے۔ بہشتی کی مشک کی نگرانی ضروری ہے۔ پکھال کی جگہ لوہے کے پیپے ہوں تو بہتر ہے +

۵۔ پانی مقطر (فلٹر) کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بیس سیر پانی میں کانڈی فلویڈ بقدر ایک چمچہ چاء یا پوٹاسیم پرمینگنیٹ بقدر سات رتی ملا کر پانچ منٹ تک انتظار کیا جائے اگر پانی کا رنگ پھر بھی بھورا یا زرد ہو۔ تو کانڈیز فلویڈ اور بقدر نصف چمچہ ملا دو۔ اور دیکھتے رہو۔ کہ تلچھٹ نیچے بیٹھ گئی ہے

یا نہیں اور بھی ترکیب اس وقت تک جاری رکھو۔ جب تک پانی کا رنگ ہلکا گلابی مائل بہ زردی نہ ہو جائے +

ایک اور طریقہ فلٹر کا یہ ہے کہ لکڑی کی گھڑونجی پر اوپر تلے تین مٹی کے گھڑے رکھیں۔ اوپر کے گھڑے کو صاف کوئلہ سے آدھا بھر دیں۔ بیچ کے نصف گھڑے میں دریا کا ریت صاف کیا ہؤا بھرا جائے۔ ان دونو گھڑوں کی پیندی میں ایک ایک سوراخ کر کے اوپر کے گھڑے میں پانی بھر دیں۔ اس طرح اوپر کے دو گھڑوں سے ٹپک کر نچلے گھڑے میں صاف پانی جمع ہو جائے گا۔ ان گھڑوں پر سوراخ دار چپنیاں ڈھانک دیں۔ اس طریقہ سے پانی ٹھنڈا اور خوش ذائقہ رہتا ہے۔ تین ماہ بعد ریت کو بالکل بدل دینا چاہیئے +

گھڑے میں چھ ماشہ پھٹکری ڈالنے سے بھی پانی صاف ہو جاتا ہے +

۶ - پانی پینے میں بعض احتیاطیں ضروری ہیں مثلاً خالی معدہ میں پانی نقصان پہنچاتا ہے۔ منزل سے آتے ہی یا سو کر اُٹھتے ہی۔ یا فواکہات (میوہ جات) کھانے یا کسی ورزش و

محنت کا کام کرنے کے بعد بھی پانی پینا سخت مضر ہے۔ اس سے آنتوں میں اکثر سوزش ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ پینے کا پانی کبھی کھلا نہ رہنے دو ۔

سوالات

۱۔ ناصاف پانی کیوں مضر ہے ؟
۲۔ ہمیں پانی کس طرح ملتا ہے ؟ تشریح کرو ۔
۳۔ دریا کا پانی کس لئے استعمال نہ کرنا چاہیئے ؟
۴۔ سب سے بہتر کونسا پانی ہے ؟
۵۔ فلٹر کے طریقے بیان کرو ۔
۶۔ پانی پینے میں کیا کیا احتیاطیں ضروری ہیں ؟

۱۱- رومیش چندر دت

رومیش چندر دت نے ۱۸۴۸ء میں کلکتہ کے ایک بہت مشہور خاندان میں جنم لیا تھا۔ ہندوستانی مشہور شاعرہ مس تارو دت اسی خاندان سے تھیں۔ رومیش چندر دت نے ابتدائی تعلیم ہیر سکول میں شروع کی اور یہیں سے ۱۸۶۴ء میں میٹری کیولیشن کے امتحان میں اول نمبر پر پاس ہوئے۔ اس کے بعد ۱۸۶۶ء میں پریسیڈنسی کالج میں داخل ہوئے۔ یہاں ایف۔ اے کے امتحان میں وہ تمام یونی ورسٹی میں اوّل رہے +

۲- ایف۔ اے پاس کرنے کے بعد رومیش چندر دت اپنے دو اور دوستوں بہاری لال گپتا اور سریندر ناتھ بنرجی کے ساتھ گھر سے نکل گئے۔ اور ولایت پہنچ کر لندن یونی ورسٹی کالج میں داخل ہوئے۔ ۱۸۶۹ء میں اُنہوں نے سول سروس کا امتحان مقابلہ پاس کیا۔ تین سو

امید واروں میں جن میں تمام انگریز تھے۔ رومیش چندر تیسرے رہے۔ سنسکرت میں اُن کا نمبر اوّل اور انگریزی میں دوسرا تھا ×

۳۔ ۱۸۷۱ء میں واپسی پر اُنہوں نے فرانس۔ جرمنی۔ سوٹزرلینڈ اور اٹلی وغیرہ کی سیر کی۔ ہندوستان آنے پر ۱۸۷۱ء سے ۱۸۸۲ء تک وہ بنگال کے مختلف اضلاع میں کام کرتے رہے یہ سب سے پہلے ہندوستانی تھے۔ جو مستقل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہوئے۔ ۱۸۸۳ء سے ۱۸۸۸ء تک بنگال کے سب سے خراب ضلع باقرگنج کے افسر رہے۔ اور اس خوش اسلوبی سے کام کیا۔ کہ وائسرائے نے ولایت جاتے وقت اُن سے ملنے کی خواہش ظاہر کی ×

۴۔ رومیش چندر بلند پایہ مصنّف تھے۔ شروع شروع میں زیادہ انگریزی زبان میں کتابیں لکھتے تھے۔ پھر مشہور بنگالی فسانہ نگار بابو بنکم چندر چیٹرجی کے کہنے پر بنگالی میں بھی لکھنے لگے۔ وہ قابل مورخ بھی تھے۔ اُن کی کتابیں بہت مشہور ہیں۔ اُنہوں نے انگریزی میں ویدوں۔ مہابھارت اور رامائن کے ترجمے کئے اور پروفیسر میکس مولر جو مشہور سنسکرت دان ہوئے ہیں بہت خوش ہوئے۔ ایک سال میں مہابھارت

کی پندراں ہزار اور رامائن کی دس ہزار جلدیں فروخت ہوئیں ۔

۵ - ۱۸۸۶ء میں رومیش بابو اپنی بیوی اور بچّوں کو ساتھ ولایت لے گئے اور یورپ کے مختلف ممالک کی سیر کی ۔ واپسی پر انہیں میمن سنگھ کا بڑا ضلع ملا - ان ایام میں کسی افسر کی نادانی سے ہندو مسلمانوں میں وہاں کشیدگی تھی - جو اُن کی عقلمندی سے دُور ہوگئی ۱۸۹۳ء میں وہ پھر ولایت گئے - مگر بیمار ہوکر واپس آگئے - ۱۸۹۷ء میں وہ جب سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہوئے تو کمشنر تھے - ملازمت سے دست بردار ہوکر ۱۹۰۴ء تک ولایت رہے - ۱۸۹۹ء میں اُنہیں انڈین نیشنل کانگرس کا صدر مُنتخب کیا گیا - اس سال لکھنؤ میں اجلاس ہؤا تھا - اور وہ صدارت کے لیے ولایت سے آئے تھے ۔

۱۹۰۴ء میں وہ ہندوستان واپس آئے - اور مہاراجہ گائیکواڑ - بڑودہ کی درخواست پر تین سال تک وہاں کے وزیر مال رہے - جہاں اُنھوں نے نمایاں کام کئے - اور ریاست میں حکومت خود اختیاری قائم کردی - پنچائتیں

قائم ہو گئیں۔ لوگ اپنے جھگڑے خود فیصل کرنے لگے۔ اور تعلیم لازمی ہو گئی۔ ۱۹۰۷ء میں جب وہ ریاست سے رُخصت ہونے لگے تو رعایا کو اُن کے جانے کا بہت افسوس ہوا +

۶۔ ۱۹۰۸ء میں مسٹر دت کو پھر ولایت جانا پڑا۔ وہاں سے واپسی پر وہ ایک بار پھر بڑودہ کے وزیر بنے۔ لیکن عمر نے وفا نہ کی۔ اور اُسی سال رحلت کر گئے۔ اُن کے مرنے پر مُلک میں عالمگیر ماتم ہوا +

دت عمر بھر کام کرتے رہے۔ اور ہمیشہ ملک اور قوم کی خدمت کو پیش نظر رکھا۔ وہ ہر طرح ملک کی ترقّی چاہتے تھے۔ اور ہمیشہ مُلک کی حالت سدھارتے رہے۔ وہ عالی جاہ مصنّف اور بلند پایہ مورّخ تھے۔ ہندوستان کی قدیم تاریخ اُنہوں نے بہت چھان بین کے بعد لکھی تھی۔ رومیش بابو اب ہم میں نہیں ہیں۔ لیکن اُن کی یاد تازہ ہے۔ وہ ہمارے دلوں میں بستے ہیں۔ اور اس لئے ہمیشہ زندہ ہیں +

سوالات

۱- رویش بابو کے ابتدائی حالات بیان کرو +

۲- مس تارو دت کون تھیں ؟

۳- فرانس - جرمنی - سوئٹزرلینڈ کہاں ہیں ؟ اٹلی کیوں مشہور ہیں ؟

۴- ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سے کیا مراد اور ڈکشنری کیا عہدہ ہے ؟

۵- پنچایت کسے کہتے ہیں ؟

۱۲۔ مفلسی

۱ جب آدمی کے حال پہ آتی ہے مفلسی
کس کس طرح سے اُس کو ستاتی ہے مفلسی
پیاسا تمام روز بٹھاتی ہے مفلسی
بھوکا تمام رات سُلاتی ہے مفلسی
یہ دُکھ وہ جانے جس پہ کہ آتی ہے مفلسی

۲ جو اہل فضل عالم و فاضل کہاتے ہیں
مفلس ہوئے تو کلمہ تلک بھول جاتے ہیں
پُوچھے کوئی الف تو اُسے بے بتاتے ہیں
وہ جو غریب غربا کے لڑکے پڑھاتے ہیں
اُن کی تو عمر بھر نہیں جاتی ہے مفلسی

۳ جب روٹیوں کے بٹنے کا آکر پڑے شمار
مفلس کو دیویں ایک تونگر کو چار چار
گر اور مانگے وہ تو اُسے جھڑکیں بار بار
اس مفلسی کا آہ بیاں کیا کروں میں یار
مفلس کو اس جگہ بھی چباتی ہے مفلسی

۴ مفلس کی کچھ نظر نہیں رہتی ہے آن پر
دیتا ہے اپنی جان وہ ایک ایک نان پر

ہر آن ٹوٹ پڑتا ہے روٹی کے خوان پر
جس طرح کتے لڑتے ہیں ایک استخوان پر
ایسے ہی مفلسوں کو لڑاتی ہے مفلسی

۵ لازم ہے گر غمی میں کوئی شور و غل مچائے
مفلس بغیر غم کے ہی کرتا ہے ہائے ہائے
مر جائے گر کوئی تو کہاں سے اسے اٹھائے
اس مفلسی کی خواریاں کیا کیا کہوں میں وائے
مُردے کو بن کفن کے گڑاتی ہے مفلسی

۶ بیٹے کا بیاہ ہو تو نہ بھائی نہ ساتھی ہے
نے روشنی نہ باجے کی آواز آتی ہے
ماں پیچھے ایک میلی سی چادر میں جاتی ہے
بیٹا بنا ہے دولھا تو باوا براتی ہے
مفلس کی یہ برات چڑھاتی ہے مفلسی

۷ کیسا ہی آدمی ہو پر افلاس کے طفیل
کوئی گدھا کہے اسے ٹھیرا دے کوئی بیل
کپڑے پھٹے تمام بڑھے بال پھیل پھیل
منہ خشک دانت زرد بدن پر جما ہے میل
سب شکل قیدیوں کی بناتی ہے مفلسی

۸ جب مفلسی ہوئی تو شرافت کہاں رہی
وہ قدر ذات کی وہ نجابت کہاں رہی
کپڑے پھٹے تو لوگوں میں عزت کہاں رہی

تعظیم اور تواضع کی بابت کہاں رہی
مجلس کی جوتیوں میں بٹھاتی ہے مفلسی

شیخ ولی محمد نظیرؔ

سوالات

۱۔ مفلسی کی تعریف کرو۔
۲۔ مفلسی میں کیا خرابیاں ہیں؟
۳۔ نجابت کا کیا مطلب ہے؟
۴۔ ساتویں بند کو نثر میں لکھو۔

۱۳- ہوا

ہوا زندگی کے لئے سب سے مقدم چیز ہے۔ ہوا جب خراب ہو تو اُس میں بدبو پیدا ہو جاتی ہے۔ ہوا تنفسّ کے ذریعہ یعنے جب ہم سانس لیتے ہیں۔ تو پھیپھڑوں میں داخل ہوتی رہتی ہے۔ اور خون کو صاف کرتی ہے ایسی ہوا جو معتدل ہو۔ جو ابخروں اور گردو غبار سے پاک ہو۔ صحت کے لئے نہایت مفید ہے +

گرم ملکوں میں زہریلی ہوا چلتی ہے۔ اُسے باد سموم کہتے ہیں۔ ہندوستان میں گرمی کے موسم میں جو ہوا چلتی ہے۔ اُسے لُو کہتے ہیں +

۲- حرارت غریزی کا لفظ ہم روز مرہ سنتے رہتے ہیں۔ یہ وہ شے ہے جس پر زندگی کی بُنیاد قائم ہے۔ یہ حرارت خون اور ہوا کی آمیزش سے پیدا ہوتی ہے اور بدن میں قائم رہتی ہے۔ اور قلب پر زندگی کے لئے اُس کا خاص اثر ہوتا ہے۔ اس لئے تازہ

اور صاف ہوا میں رہنا اور موسموں کی نقصان پہنچانے والی ہواؤں سے بدن کو محفوظ رکھنا صحت اور زندگی کے لئے نہایت ضروری ہے +

۳۔ موسم گرما میں جب گرم ہوا چلتی ہے۔ ور جسم میں سرایت کرتی ہے۔ تو اس سے بخار آ جاتا ہے۔ سخت لُو لگنے میں تشنج، بیہوشی اور سوء تنفّس بھی ہوُا کرتا ہے۔ کرب۔ بیچینی اور سوزش چشم ہو جاتی ہے۔ جس وقت ابتدائی علامات ظاہر ہوں مریض کو تاریک اور ٹھنڈے کمرے میں لٹا کر پنکھا جھلنا اور ٹھنڈا پانی پلانا چاہیئے۔ کپڑا یا اسفنج تر کرکے جسم کو پونچھتے رہیں۔ شدید گرمی ہو تو سر پر کپڑا پانی میں تر کرکے یا برف کا ٹکڑا رکھنا اور اور ہلکا مسہل دینا چاہیئے +

۴۔ عورتوں اور بچّوں پر لُو کا اثر جلد ہوتا ہے۔ اور سخت گرمی میں رہنے سے عورتوں بچوں اور کمزور آدمیوں پر بیہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ اس صورت میں مریض کو چت لٹانا تمام جسم کو ملنا اور پنکھا جھلنا چاہیئے۔ ٹھنڈے لخلخے سنگھائے جائیں۔ اور سرد پانی کے چھینٹے مُنہ پر دئے جائیں۔ مفرّح شربتوں کا استعمال

کیا جائے۔ اگر بیہوشی دیر تک قائم رہے۔ تو رائی کا پلاسٹر پنڈلیوں پر یا گُدّی کے نیچے لگانا چاہیئے۔ قبض کی شکایت ایسے کمروں میں رہنے سے ہوتی ہے۔ جہاں ہوا کا گزر نہ ہو۔ سیاہ و سفید چھتری تمازت آفتاب سے محفوظ رکھنے کو نہایت اچھی چیز ہے +

۵۔ جس طرح لُو مضر صحت ہے۔ اسی طرح ٹھنڈے ملکوں کی سرد ہوا بھی نقصان دِہ ہے۔ جو مکانات لب دریا واقع ہوتے ہیں یا اُن کے قریب نالے۔ تالاب۔ جھیلیں۔ نہریں۔ ندیاں ہوتی ہیں۔ وہاں کی ہوا میں سردی کے ساتھ رطوبت بھی ہو جاتی ہے۔ سرد خشک اور سرد تر ہوا اکثر امراض نزلہ و زکام پیدا کر دیتی ہے۔ چونکہ رطوبت میں یہ خاصہ ہے۔ کہ وہ عفونت کو جلد قبول کر لیتی ہے۔ اس لئے برسات میں امراض کی زیادتی ہوتی ہے۔ گرم خشک یا سرد خشک ہوا میں امراض کم ہوتے ہیں +

بدبودار اجزا جو حیوانات کے بول براز اور فضلات اور نباتات کے گلنے سڑنے اور انسان و حیوانات کے تنفّس وغیرہ سے جُدا

ہوتے ہیں۔ ہوا میں شامل ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ ہوا بدن میں داخل ہو کر مختلف امراض پیدا کر دیتی ہے۔ اور جب یہ خراب اجزا ہوا میں زیادہ رل جاتے ہیں۔ تو وبائی امراض پھیلتے ہیں۔

کارخانہ جات کے ذرات بھی ہوا میں رلجاتے ہیں اور وہ بھی امراض کا باعث ہوتے ہیں۔ نشیبی مکانات کی ہوا اور جہاں کہیں زیادہ تر گنجان درخت ہوتے ہیں۔ وہاں کی ہوا خاص کر رات کے وقت ناقص ہوتی ہے۔

غرض ہوا سونے میں۔ چلنے میں۔ پھرنے میں اور زندگی بسر کرنے میں ایک اعلےٰ طبیب کا کام دیتی ہے۔ تندرستی کا اس پر مدار ہے۔ کمزور اس سے طاقتور اور بیمار اس سے شفایاب ہوتے ہیں۔

حفظان صحت

سوالات

۱۔ ہوا ہمارے کیا کام آتی ہے؟

۲۔ خراب ہوا کی تمیز اور شناخت کیا ہے؟

۳۔ باد سموم کسے کہتے ہیں؟

۴۔ لُو کی تعریف کرو اور بتاؤ کہ اس سے کیا

خرابیاں ہوتی ہیں؟
۵- ان خرابیوں کا علاج کیا ہے؟
۶- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
سوءِ تنفّس - تشنّج - اسفنج - مسہل - رطوبت - حرارت غریزی *

۱۴- سر سالار جنگ

نواب میر تراب علی خاں سالار جنگ ۲- جنوری ۱۸۲۹ء کو ملک عدم سے بازار وجود میں آئے - ابھی نہ بچے تھے - کہ سر سے والد کا سایہ اُٹھ گیا - اور بمشکل چار برس کے ہونگے - کہ منیر الملک اُن کے دادا بھی وفات پا گئے - اب اُن کی تعلیم و تربیت کا بار اُن کے چچا پر پڑا - اور اُنہوں نے اس فرض کو بطرزِ احسن سر انجام دیا - سر سالار جنگ کے دادا پچیس لاکھ کے مقروض تھے - نظام دکن نے اُن کی وفات پر یہ قرضہ ادا کر دیا - مگر اُن کی تمام جائداد ضمانت میں رکھ لی *

۲- ۱۸۴۷ء میں سالار جنگ ضلع تلنگانہ میں تعلّق دار مقرّر کئے گئے۔ پہلے اس عہدہ پر ایک انگریز تھا۔ اُنہوں نے اپنا فرض نہایت ہوشیاری سے ادا کیا۔ اور انتظامی معاملات سے بخوبی واقف ہو گئے +

جب ۲۶- اپریل ۱۸۵۳ء کو سراج الملک اس دُنیا سے رُخصت ہوئے۔ تو نظام کو ایک نئے وزیر کے تقرّر کی ضرورت ہوئی۔ وُہ سالار جنگ کو اچھّا نہ سمجھتے تھے۔ کیونکہ اُن کے چچا کے صلح نامہ کے ذریعہ برار انگریزوں کے قبضہ میں چلا گیا تھا۔ تاہم وہ چوبیں سال کی عمر میں چند سفارشوں سے اس عہدہ پر ماموُر ہوئے +

۱۸۵۷ء میں جب غدر کا ہنگامہ برپا ہوا۔ تو شمالی ہندوستان میں بلوے ہونے لگے۔ جنوبی ہند میں یہ شورش پھیلنے کو تھی کہ سالار جنگ کی کاردانی سے رُک گئی۔ مگر ہندوستانی ان سے بگڑ گئے۔ ۱۸۵۹ء کی پندرھویں مارچ کو جب آپ ریزیڈنٹ کے ساتھ دربار سے آ رہے تھے۔ تو ایک روہیلے نے آپ پر قرابین کا وار کیا۔ وار خالی گیا

پھر اُس نے تلوار سوت کر حملہ کیا۔ مگر آپ بچ گئے۔ آپ کے محافظ نے حملہ آور کو دم لینے کی فرصت نہ دی +

۳۔ ۱۸۶۱ء میں سالار جنگ کے خلاف سازش کی گئی۔ اور کوشش ہوئی کہ کسی طرح وہ وزیر نہ رہیں۔ لیکن اس میں بھی دشمنوں کو ناکامی ہوئی۔ ۱۸۶۶ء میں ملکہ وکٹوریا آنجہانی نے انہیں کے سی۔ ایس آئی کا خطاب دیا۔

نظام اور وزیر میں کئی بار کشیدگی ہوئی۔ مگر جلد مصالحت ہو گئی۔ سالار جنگ نے کئی بار استعفیٰ دیا اور معافی مانگی +

جنوری ۱۸۶۸ء میں پھر ان پر بندوق کا وار کیا گیا۔ لیکن وہ سلامت رہے۔ ۱۸۷۵ء میں ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز جو بعد ازاں ایڈورڈ ہفتم ہوئے۔ ہندوستان تشریف لائے۔ اُن کے ساتھ ڈیوک آف سدرلینڈ بھی تھے۔ ڈیوک موصوف نے آپ کو دعوت دی اور انگلستان آنے پر مجبور کیا۔ وہ ۱۸۷۶ء کے موسم گرما میں انگلستان گئے اور وہاں سے یورپ کے ملکوں کی سیر کی۔ انگلستان میں اُن کا بڑے جوش سے خیر مقدم کیا گیا۔ اور

ان کی شاہی خاندان کے اراکین اور جلیل القدر امرا سے مُلاقات ہوئی۔ اور اخباروں میں اُن کی بڑی تعریف ہوئی۔ ۲۶۔ اگست کو وہ حیدر آباد واپس آ گئے*

۱۸۷۱ء میں سرکار ہند نے ان کو جی۔ سی۔ آئی۔ ای کا خطاب دیا۔ اور یکم جنوری ۱۸۷۷ء کے شاہی دربار میں آپ کے لئے ۱۷ توپوں کی سلامی مقرّر ہوئی*

۱۸۷۹ء میں نواب شمس الامرا کا انتقال ہوا اور نواب وقار الامرا مدار المہام مقرّر ہوئے دو برس کے بعد وہ بھی دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو سدھارے اور سر سالار جنگ کو کلّی اختیارات دئے گئے۔

۱۸۸۲ء کے موسم گرما میں سالار جنگ ریاست کے اِنتظامی معاملات کے متعلّق کچھ صلاح مشورہ کرنے اور نوجوان نظام کو یورپ کی سیر کرانے کے متعلّق شملہ گئے تھے۔ جنوری ۱۸۸۳ء میں وُہ نوجوان نظام کے ساتھ گلبرگہ۔ اورنگ آباد اور رائچور وغیرہ سفر کو گئے تھے۔ واپسی پر حیدر آباد میں یورپ کے سفر کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔ کہ ۸۔ فروری ۱۸۸۳ء کو ہیضہ نے

اُن کا کام تمام کر دیا ٭

سوالات

۱- کے-سی-ایس-آئی اور جی-سی-ایس-آئی کی تشریح کرو- ان میں سے کونسا خطاب بڑا ہے؟

۲- خطاب کسے کہتے ہیں- چند خطابات جو تمہیں معلوم ہیں- بتاؤ ٭

۳- شملہ کہاں ہے اور کیوں مشہور ہے؟

۴- نظام کا مطلب تم کیا سمجھتے ہو- مدارالمہام کسے کہتے ہیں؟

۵- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ- اور انہیں خوشخط لکھو:-

ملک عدم- بازار وجود- ضمانت- کاردانی- استعفیٰ- قرابین- عالم جاودانی ٭

۶- ذیل کے محاورے کس موقعہ پر بولے جاتے ہیں- انہیں اپنے فقروں میں استعمال کرو:-

(الف) تلوار سونتنا ٭

(ب) دم لینے کی فرصت نہ دی ٭

۱۵- جلوس

۱ ز بس تھا سواری کا باہر ہجوم
ہوا جبکہ ڈنکا پڑی سب میں دھوم
۲ برابر برابر کھڑے تھے سوار
ہزاروں ہی تھیں ہاتھیوں کی قطار
۳ سنہری روپہلی وہ عماریاں
شب و روز کی سی طرح داریاں
۴ ہزاروں ہی اطراف میں پالکی
جھلابور کی جگمگی سنا لگی
۵ کہاروں کی زربفت کی کرتیاں
اور اُن کے دبلے پاؤں کی پھرتیاں
۶ وہ ہاتھوں میں سونے کے موٹے کڑے
جھلک جن کی ہر ہر قدم پر پڑے
۷ وہ ماہی مراتب وہ تخت رواں
وہ نوبت کہ دولہا کا جیسے سماں
۸ وہ شہنائیوں کی صدا خوش نما
سہانی وہ نوبت کی دھیمی صدا

۹ وہ آہستہ گھوڑوں پہ نقارچی
قدم با قدم با لباس زری

۱۰ طرق کے طرق اور پرے کے پرے
کچھ ایدھر کچھ اُودھر ورے کچھ پرے

۱۱ وہ فیلوں کی اور میگھ ڈمبر کی شان
جھلکتے وہ مقیش کے سائبان

۱۲ سواری کے آگے سپاہ اہتمام
لیے سونے روپے کے عاصے تمام

۱۳ نقیب اور جلودار اور چوبدار
یہ آپس میں کہتے تھے ہر دم پکار

۱۴ اُسی اپنے معمول و دستور سے
ادب سے تفاوت سے اور دُور سے

۱۵ بلو! او جوانوں! بڑھے جائیو
دو جانب سے باگیں لئے آئیو

۱۶ بڑھے جائیے آگے سے چلتے قدم
بڑھے عمر و دولت قدم با قدم

۱۷ غرض اِس طرح سے سواری چلی
کہے تو کہ بادِ بہاری چلی

میر حسن

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
ڈنکا - عمّاریاں - غٹ - جھلا - بور - جگمگی - نالکی ۔

۲- اس شعر کا مطلب بیان کرو ؎

وہ فیلوں کی اور میگڈمبر کی شان
جھلکتے وہ مقیّش کے سائبان

۳- تشریح کرو :-
طرق کے طرق اور پرے کے پرے



۱۶- نیند

نیند قدرت کی مہربان دایہ ہے- اور زندگی کے لئے نہایت ضروری چیز ہے- نیند سے ہر ایک عضو پر صحت بخش اثر پہنچتا ہے- اور تمام اعضا کی وہ تھکن جو جاگنے اور کار و بار کرنے سے پیدا ہوتی ہے- دُور ہو جاتی ہے- اور از سرِ نو تازگی آ جاتی ہے- "نمو" کے زمانے میں بچّے جس قدر سونے میں بڑھتے ہیں- اس قدر جاگنے میں نہیں بڑھتے- اور یہ ہی سبب ہے- کہ بچّے فطرۃً زیادہ سوتے ہیں- اور بوڑھوں کو جن کی نشو و نما کا وقت گزر چکتا ہے نیند کم آتی ہے- لیکن بعض بوڑھے بھی بچّوں کی طرح سوتے ہیں- اور طبیعتوں کے لحاظ سے اُن کو زیادہ سونے کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔

۲- بچّوں کو نیند سے کبھی جگانا نہیں چاہیئے- بلکہ جب تک سوئیں سونے دیا جائے چھ سال کے بچّے کو بارہ گھنٹے سونا چاہیئے-

دس سال کے بچے کو دس گھنٹے۔ پھر سن بلوغ تک نو گھنٹے۔ جوان آدمی کو کم سے کم چھ گھنٹے اور زیادہ سے زیادہ آٹھ گھنٹے سونا کافی ہے۔ لیکن تمام اشخاص کو ایک قاعدہ کا پابند بنانا مشکل ہے ٭

تندرست عورتوں کو بھی آٹھ گھنٹہ سے کم نہ سونا چاہیئے۔ رات کو زیادہ دیر تک جاگنا مضر ہے۔ دس بجے کے بعد اور بارہ بجے سے پہلے سونے سے بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ سویرے آنکھ کھلتی ہے۔ اور یہی سہانا وقت ہوتا ہے ٭

۳۔ رات کے وقت شور و غل۔ کتوں کا بھونکنا۔ گرم ہوا یا لُو کا چلنا۔ آندھیوں کا آنا۔ مچھروں کی بھنبھناہٹ اور اُن کا ستانا حبس یا گرمی ایسی تکالیف ہیں۔ جن سے نیند میں سخت خلل واقع ہوتا ہے۔ لیکن ان تکالیف کو تدابیر سے رفع کیا جا سکتا ہے جاڑے کے موسم میں بھی سونے کے کمرے کی کھڑکیاں اتنی کھلی رہیں۔ کہ کمرے کی گرم ہوا باہر جا سکے۔ بالکل بند کر کے اور اس طرح کہ گرم ہوا باہر نہ جا سکے

سخت خطرناک ہے۔ کوئلہ جلا کر یا جلتا ہؤا
لیمپ چھوڑ کر ایسے کمرہ میں سونا خود کشی
کے برابر ہے۔ کوئلہ کا گیس سخت زہریلا ہے۔
اور اس سے اکثر موتیں واقع ہو جاتی ہیں۔
لیمپ کے دھوئیں کے ذرّے بہت سے امراض
پیدا کرتے ہیں۔ ایک لحاف میں کئی آدمیوں
کا سونا بھی صحت کے لئے خراب ہے۔ گرمی
کے موسم میں سادہ اور ہلکا بستر اچھا ہوتا ہے
سُتلی کی بنی ہوئی چار پائی پر نہ کیا ہؤا کمبل
اور چادر بچھانے سے ابخرات کو تمام رات
نکلنے کا موقع ملتا رہتا ہے۔ اور جسم کو خنکی
پہنچتی رہتی ہے۔ سخت بچھونے پر سونا بھی
بدن کو مضبوط کرتا ہے ؎

۴۔ اعتدال سے زیادہ نیند صحت بگاڑتی
ہے۔ سستی کاہلی کے علاوہ ایسے امراض کے
جو مرطوب ہوتے ہیں۔ پیدا ہو جانے کا
اندیشہ ہے۔ خالی معدے میں سونا بھی مضر
ہے۔ کھانا کھا کر فوراً سو جانا بھی اچھا نہیں
لیٹ کر کتاب دیکھنا۔ روشنی کا گل کر دینا۔
طبیعت کو متوجّہ بہ خواب کرنا۔ قصّے کہانی سننا
آہستہ آہستہ کچھ گانا۔ تالو سہلانا۔ سر پر تیل

ملنا یا تلوؤں کی مالش خشک یا تیل سے کرنا نیند لاتا ہے +

انسانی زندگی اور صحت قائم رکھنے کے لئے ورزش اور غذا سے بھی نیند ضروری ہے اور جو کچھ کہ دماغی و اعصابی قوت اور حرارت غریزی کو کام میں لانے سے کمزوری پیدا ہوتی ہے۔ اُس کی تلافی شب میں سونے سے ہو سکتی ہے +

۵۔ آنکھوں کے سامنے تیز روشنی نیند اُچاٹ کر دیتی ہے۔اس لئے چراغ یا لیمپ گل کر کے سونا اچھا ہے۔ سونے کے وقت یہ التزام رکھا جائے۔ کہ اوّل تھوڑی دیر داہنی کروٹ لیٹے۔تا کہ غذا معدہ میں اچھی طرح پہنچ جائے۔ پھر بائیں کروٹ زیادہ دیر تک سونا چاہیئے۔تا کہ حرارت جگر معدہ پر اثر ڈالے اُس کے بعد تھوڑی دیر داہنی کروٹ سو جائے۔ تو کھانا خوب ہضم ہوتا ہے +

برسات میں شبنم سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ مسہری لگا کر سونا اچھا ہے۔ فرش زمیں یا سخت چیز پر سونا صحت خراب کر دیتا ہے +

سوالات

۱- نیند کے قواعد بیان کرو ؛
۲- بچوں اور جوانوں کو کتنے گھنٹے سونا چاہیئے ؟
۳- نیند کس طرح اُچاٹ ہو جاتی ہے - اور اُس کا کیا انتظام ہونا چاہیئے ؟
۴- ذیل کے الفاظ میں جو واحد ہیں اُن کی جمع اور جو جمع ہیں ان کا واحد بتاؤ:-
تدابیر - تکلیفات - عورت - اشخاص - رطوبت ؛
۵- سونے کے کمرے میں کوئلہ جلانا یا لیمپ جلا کر سونا کیسا ہے ؟

۱۷۔ سر اسحاق نیوٹن

سر اسحاق نیوٹن ۱۶۴۲ء میں لنکن شایر کے ایک گاؤں میں پیدا ہوا تھا۔ اُس کا باپ ایک معمولی کاشتکار تھا۔ بچپن میں نیوٹن اتنا کمزور تھا۔ کہ اُس کے زندہ رہنے کی بالکل امید نہ تھی۔ ابھی بچہ تھا۔ کہ سر سے باپ کا سایہ اُٹھ گیا۔ ناچار ماں نے اُس کی پرورش کی +

۲۔ پہلے نیوٹن بہت بے پروا اور کمزور لڑکا تھا۔ مدرسہ میں وہ دھیان لگا کر سبق نہ یاد کرتا تھا۔ ایک دن کسی لڑکے نے اُسے لات ماری۔ وہ بے چارہ لات کا جواب لات سے تو نہ دے سکا۔ البتہ اُس نے عہد کیا کہ پڑھائی میں اس لڑکے کو نیچا دکھاؤں گا اُس دن سے وہ محنت کرنے لگا۔ اور سب میں اوّل ہو گیا +

۳۔ نیوٹن بچپن ہی سے کلوں اور پُرزوں کے بنانے اور بگاڑنے کا شائق تھا۔

وہ ہمیشہ کچھ نہ کچھ کرتا رہتا تھا۔ اُس نے چھوٹی عمر میں ہی کئی کلیں بنا لی تھیں۔ اُس نے ایک ہوا سے چلنے والی چکی اور ایک پانی میں وقت بتانے والی گھڑی بنائی تھی +

۴۔ پندرہ برس کی عمر میں نیوٹن کی ماں نے اُس کو مدرسہ سے اُٹھا لیا۔ اور چاہا کہ نیوٹن کچھ کما کر اس کی مدد کرے۔ لیکن اُس کی طبیعت گھر کے دھندوں میں نہ لگی اس لئے مجبوراً ماں کو اُسے پھر مدرسہ بھیجنا پڑا۔ اٹھارہ برس کی عمر میں نیوٹن ٹرینیٹی کالج کیمبرج میں داخل ہوا۔ پانچ برس کے بعد اُس نے بی۔اے کی ڈگری لی اور پھر تین سال کے بعد ایم۔اے کا اعزاز حاصل کیا +

۵۔ اس عرصہ میں نیوٹن اپنی لیاقت اور قابلیت کی وجہ سے بہت مشہور ہو گیا تھا۔ ایم۔اے کا امتحان پاس کر کے وہ اُسی کالج میں ریاضی کا پروفیسر مقرر ہوا +

نیوٹن کی سب سے پہلی دریافت یہ تھی کہ سورج کی روشنی میں مختلف رنگ ہوتے

ہیں۔ اور سفید رنگ سات رنگ سے بنا ہے۔ اس کے بعد اُس نے ایک خاص قسم کی دُوربین ایجاد کی ؞

۶۔ ۱۶۶۸ء میں کیمبرج میں پلیگ پھوٹ پڑی۔ اِس لئے نیوٹن گھر چلا آیا۔ اور چند دن چین سے کتابوں کے مطالعہ میں مشغول رہا۔ ایک دن وہ باغ میں کرسی پر بیٹھا ہوُا کتاب پڑھ رہا تھا۔ کہ درخت سے ایک سیب زمین پر گرا۔ وہ سوچنے لگا۔ کہ سیب زمین پر کیوں گرا۔ آسمان کی طرف کیوں نہیں چلا گیا۔ سوچتے سوچتے آخر اُس کی سمجھ میں آیا۔ کہ زمین میں کوئی طاقت ہے۔ جو چیزوں کو اپنی طرف کھینچتی ہے۔ کچھ عرصہ بعد اُس نے معلوم کیا۔ کہ سورج ستارے اور دوسرے اجرام فلکی اسی قوتِ کشش کے باعث ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے ہیں۔ اور چکر کھاتے ہیں ؞

۷۔ ۱۶۸۸ء نیوٹن پارلیمنٹ میں کیمبرج یونیورسٹی کا نمائندہ منتخب ہوُا۔ اس کے بعد وہ ٹکسال کا افسر بنا دیا گیا۔ اس عہدہ پر وہ اپنے آخری وقت تک ممتاز رہا۔ ۱۷۰۵ء میں اُسے نائٹ کا خطاب ملا ؞

نیوٹن فاضل جیّد تھا۔ مگر تیز مزاج یا مغرور بالکل نہ تھا۔ کہتے ہیں ایک دن وہ گھر سے باہر گیا ہؤا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں اُس کے کتے ڈائمنڈ نے اس کے بہت سے ضروری کاغذوں پر موم کی بتّی گرا دی۔ جس سے وہ کاغذات جل گئے۔ جب نیوٹن نے واپس آکر دیکھا۔ تو اُسے بہت افسوس ہؤا۔ مگر غصّہ بالکل نہ آیا۔ صرف کتّے سے اتنا کہا "ڈائمنڈ تمہیں کیا معلوم کہ میرا کتنا نقصان ہو گیا؟"

نیوٹن ۱۷۲۷ء میں پچاسی برس کا ہو کر مرا اور ویسٹ منسٹر ایبے میں دفن کیا گیا اس کے آخری الفاظ یہ تھے "میں نے اپنی عمر میں جو کچھ کیا وہ بہت تھوڑا ہے۔ کیونکہ مَیں یہ سمجھتا ہوں۔ کہ علم ایک وسیع سمندر ہے۔ جس کے کنارے پر میں بچّہ کی طرح کبھی سیپ اور کبھی گھونگے چُنتا رہا ہوں"۔

سوالات

۱۔ سر اسحاق نیوٹن کیوں مشہور ہے؟

۲- علم ریاضی سے کیا مراد ہے۔ اس سے کیا فائدے ہیں؟

۳- نیوٹن کے کتّے کا کیا نام تھا۔ اُس نے کیا غلطی کی؟

۴- دُوربین کسے کہتے ہیں۔ اور وہ کس کام آتی ہے؟

۵- ویسٹ منسٹر ایبے کیا ہے۔ اور کیوں مشہور ہے؟

۱۸- غذا

ہر جان دار کے لئے غذا نہایت ضروری ہے۔ غذا نہ ملے۔ تو قیام صحّت اور زندگی ناممکن ہے۔ اگر توانا آدمی کو آٹھ دن دن غذا نہ ملے تو وہ مر جائے گا۔

انسان کا بدن ایک جلتی ہوئی بھٹّی کی مانند ہے۔ بھٹّی گرم رکھنے کو ایندھن کی ضرورت ہوتی ہے۔ جسم ہر وقت کچھ نہ کچھ گھٹتا رہتا ہے۔ اگر اس کو ایک دن رات کھانا نہ دو اور پھر تولو۔ تو وزن میں کمی

نظر آئے گی - اس کمی کو پورا کرنے کی ضرورت ہے - اور خوراک ہی سے جسم میں حرارت اور گرمی پیدا ہوتی ہے - فاقہ کشی سے جسم ٹھنڈا پڑ جاتا ہے - خوراک میں معدہ میں جانے کے بعد بہت سے تغیرات ہوتے ہیں - اور پھر وہ خون بن کر رگوں میں دوڑتی ہے - اور جسم کے ہر حصّہ کا نشو و نما کرتی ہے ٭

۲- غذا اس قسم کی ہو - کہ اس میں بدن کی پرورش کرنے والے اجزا کا حصّہ زیادہ ہو - اور وہ چیز جزو بدن ہو جائے - نیز غذا کو وقت معیّنہ پر کھانے کی عادت ڈالنا چاہیئے - باسی چیزیں جہاں تک ممکن ہو استعمال نہ کی جائیں - بالخصوص باسی روٹی سخت مضر ہے - دن میں زیادہ سے زیادہ تین بار اور کم سے کم دو بار کھانا صحت قائم رکھتا ہے - ہر کھانے میں پانچ چھ گھنٹے سے کم کا وقفہ نہ ہو - سبز ترکاریوں کا کھانا مفید ہے - روغنی اشیا کا زیادہ استعمال ہاضمہ کو خراب کرتا ہے - جلد ہضم ہونے والی اور دیر میں ہضم ہونے والی غذا کو ایک ساتھ نہیں کھانا چاہیئے - دود اور مچھلی یکجا کیا کہ بعض اوقات

تکلیف ہوتی ہے۔ گو انگریزی طب میں اس کی ممانعت نہیں ہے۔ دودھ اور ترشی اور تربوز اور چاول بھی اگر ملا کر کھائے جائیں۔ تو مضر صحّت ہیں ٭

۳۔ بکری کا گوشت۔ مچھلی اور پرندوں کا گوشت طاقت بخش ہے۔ انڈا اور شہد خالص خون پیدا کرتا ہے۔ مختلف قسم کی دالیں۔ گیہوں۔ چاول وغیرہ اجناس مقوّی ہیں۔ چنا فربہ کرتا ہے۔ تازی ترکاریاں مثلاً آلو۔ کرم کلہ گوبھی۔ گاجر۔ شلغم۔ چقندر وغیرہ خون کو درست رکھتے ہیں۔ اور عُمدہ غذائیں ہیں ٭

اکثر ماہی گیر مری ہوئی یا زہر سے ماری ہوئی مچھلیاں اُٹھا لاتے ہیں۔ اُس کی نسبت احتیاط سے ساتھ معلوم کر لینا چاہیئے۔ کہ عمدہ مچھلی کے جبڑے کا رنگ گلابی ہوتا ہے۔ دیکھ لینا چاہیئے۔ کہ گوشت نرم تو نہیں ہو گیا۔ اکثر بیمار جانوروں کا گوشت چُرا چھپا کر فروخت کیا جاتا ہے۔ بعض جانور مسلول ہوتے ہیں۔ بعض کی آنکھوں میں چھالے پڑ جاتے ہیں۔ بعض کا جگر سڑ جاتا ہے۔ اور اُس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ اس قسم کا گوشت

بیماریوں کا گھر ہے۔ جب اطمینان ہو جائے
کہ گوشت خراب نہیں ہے۔ تو پھر اُسے مکھیوں
کے ہجوم سے بچاؤ۔ مکھی بڑی خطرناک چیز ہے
امراض پیدا کرنے والے جراثیم یہ ایک جگہ
سے دوسری جگہ لے جاتی ہے +

۴۔ دودھ کے متعلق بڑی احتیاطوں کی
ضرورت ہے۔ بہت سے مہلک امراض مثلاً
تپ دق۔ بخار کہنہ۔ پیچش اور ہیضہ خراب
دود کے استعمال کا نتیجہ ہیں۔ شیر دار مویشیوں
میں اکثر بیماریاں کثیف مکان میں رکھے جانے
اور انہیں خراب غذا کھلانے سے پھیلتی ہیں۔
اور عام طور پر دودھ اکثر پیتل یا مٹی کے
میلے برتنوں میں جمع کر کے کثیف جگہوں میں
رکھا جاتا ہے۔ اور اس میں خراب اور بغیر
جوش دئے ہوئے پانی کی آمیزش کر دیجاتی
ہے۔ صاف دُودھ حاصل کرنے کو بہت
احتیاط لازم ہے۔ ایک قسم کے جانور کا
دودھ دوسری قسم کے جانور کے دودھ میں ہرگز
نہ ملاؤ۔ اور بیمار جانور کا دودھ کبھی استعمال نہ کرو +

۵۔ نمک بھی غذا کا جزو اعظم ہے۔ اور
یہ جسم کی ساخت میں نہایت کار آمد ہے۔

خصوصاً ہڈیوں کی ساخت میں - لیکن زیادہ نمک کی چیزیں بدن میں خشکی پیدا کرنے اور دُبلا کر دینے کا باعث ہوتی ہیں - کھانے کے بعد کبھی کبھی شیریں غذا بھی مفید ہوتی ہے - لیکن زیادتی ہر صورت میں بُری ہے - اور اس سے صفرا پیدا ہونے اور جگر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے - معدہ میں استرخا پیدا ہو جاتا ہے - پھیکی غذا بھوک کو ساقط کرتی ہے - تُرش غذا اگر صفرا کی زیادتی ہو - تو مفید ہے - شراب ہندوستانیوں کے لئے زہر ہے ؂

زیادہ گرم چاء معدہ اور آنتوں کو نقصان پہنچاتی ہے - اس کا عادی ہو جانا بُرا ہے - اگرچہ تکان زائل کرتی ہے - لیکن کمزور کر دیتی ہے - ڈاکٹر اس کی زیادتی کو دل اور اعصاب کے مریضوں کے لئے مضر بتلاتے ہیں - میوہ جات کے کھانے کا وقت انحدار غذا کا وقت ہے - انحدار غذا سے مراد ہے - غذا کا معدہ سے انتڑیوں میں جانا بھوک کے وقت کھانا نہ کھانا بھی باعث نقصان ہے ؂

سوالات

۱- غذا کا مقصد کیا ہے ؟

۲- پرورش جسم کے لئے کونسی غذا مفید ہے ؟

۳- کون سی غذا امراض پیدا کرتی ہے ؟

۴- چند بہترین غذاؤں کے نام لو- اور بتاؤ- کہ ان کے لئے کیا کیا احتیاط لازمی ہے ؟

۵- صفرا کی تشریح کرو- استرخا سے کیا مراد ہے ؟

۱۹- چھڑی

ہوتی ہے دُنیا میں جو کچھ تحفہ چیز
سب سے ہے سودا کو یہ لاٹھی عزیز
کوچ و مقام اس کا ہے سب اپنے ہاتھ
جب کہیں چلئے تو ہے بے عذر ساتھ
ہاتھ میں رکھتے ہیں اسے ہوشمند
ڈرتے ہیں سب اس سے درند و گزند
کھنچ نہ سکے جہاں شمشیر و تیغ
اس کو لگا بیٹھئے واں بے دریغ
اتنا کم آزار اور ایسا شفیق
اور بھی کوئی ہے کسی کا رفیق
کس میں یہ توفیق ہے کیجے خیال
ہاتھ پکڑ گرتے کو لیوے سنبھال
چوب نہیں دلبر خوش خو ہے یہ
یار ہے یہ قوتِ بازو ہے یہ
مرتبہ اس کا ہے نہایت بلند
کو جبۂ تحقیق ہے ہر بند بند

اس کے گھرانے کا جو کیجے خیال
چھوٹے بڑے جتنے ہیں سب ذی کمال
کوئی تو ہے خامۂ معجز طرازہ
کوئی ستمگر ہے نئے نغمہ سازہ
تیز نمط ہے کوئی صاحبِ ہنر
کوئی ہے نیچا تو کوئی نئے شکم
خورد جو ہوں ہمسر تیر و قلم
نام بزرگاں پہ بزرگے علم
اُس کے بڑوں کی ہے بڑائی قدیم
دال ہے اعجازِ عصائے کلیم
ملنے میں انساں کے ہیں دو ہی اثر
یا تو ہو کچھ فائدہ یا ہو ضرر
اس کے فوائد ہیں تو نقصان نہیں
اور مضرت کا سوء امکان نہیں
اہل نظر کی یہ ہدایت پناہ
جادۂ تاریک میں ہے شمع راہ
بیہودہ کج بختی سے وارستہ ہے
راستی پہ اپنی کمر بستہ ہے

(سودا)

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
درندہ گزند- بے دریغ- ذی کمال-
معجز طراز- نے شکر۔

۲- نئے نغمہ ساز سے کیا مراد ہے؟

۳- ذیل کے مصرع کا مطلب بیان
کرو:-

"جادۂ تاریک میں ہے شمع راہ"

۴- ذیل کے مصرع کی تشریح کرو:-

؎

"دال ہے اعجاز عصائے کلیم"

۵- اس نظم کا مطلب نثر میں لکھو۔

۲۰- افیونی اور آزاد

ایک دن میاں آزاد حسبِ معمول کوٹ پتلون پہنے ترکی ٹوپی زیبِ تن کئے پھرتی کے ساتھ کسی طرف جاتے تھے۔ اور سامنے سے ایک صاحب آتے تھے۔ جب دونو قریب پہنچے۔ تو اُس نے پُوچھا۔ حضرت آپ افیون تو نہیں کھاتے۔ خدا کی مار۔ افیون پر شیطان کی پھٹکار۔ کس ملعون نے آج تک ہاتھ سے بھی چھوئی ہو۔ اس سیاہ کاری سے بندہ اب تک تو بچا رہا آیندہ خدا مالک ہے۔ واللہ افیون کے تو نام سے نفرت ہے اینجانب کو۔ افیونی کی صورت دیکھوں تو لاحول پڑھوں۔ اور جو کہیں افیون پر ہاتھ پڑ جائے تو آبِ گوہر سے ہاتھ دھوؤں۔ اس وقت اس کالی بلا کا نام زبان پر آیا۔ پس جی چاہتا ہے۔ کہ پونے دو سو گھڑوں سے زبان پاک کر دوں۔ یہ کہہ کر میاں آزاد ندی کنارے جا بیٹھے ؞

۲- وہاں سے پلٹ کر جو آئے ہیں تو کچھ اور ہی گل کھلا ہؤا- دیکھتے کیا ہیں کہ وہ ذات شریف پڑے آنکھیں مانگ رہے ہیں اور کراہتے ہیں- صورت پر مُردنی چھائی ہے- لب خشک چشم تر- سر کی فکر نہ پاؤں کی خبر- تب تو میاں آزاد چکرائے کہ یا الہی یہ کیا اسرار ہے- پوچھا کیوں بھئی خیر تو ہے- ابھی تو خاصے بھلے چنگے تھے- یہ اتنی جلد کایا پلٹ کیسے ہو گئی- کچھ منہ سے بولو سر سے کھیلو اُس نے کانکھ کانکھ کر آہستہ سے کہا- کہ یارو میں تو مر مٹا- بھائی کہیں سے پانچ چھ ٹکے کی افیون لے آؤ- پیوں تو آنکھیں کھُل جائیں- جان میں جان آئے- بندہ چھُٹ پنے سے افیون کا عادی ہے- وقت پر نہ ملے تو نزع کی حالت پہنچے- ایں! یہ کیفیت ہے*

۳- حضرت آپ کا کہیں ٹھکانا ہی نہیں- کچھ انتہا بھی ہے- چھ ٹکے کی افیون ایک دفعہ ہی نوش جان- آدمی ہے یا بلا نوش- بچہ ایک دن ٹیں سے مر جاؤ گے- جی بجا ہے- اور آپ تو شاید آب حیات پی کر آئے ہیں- عاقبت کے بورے آپ ہی بٹورئے گا-

واہ میاں واہ - ہو تیکھے آدمی - چتون کہے دیتی ہے - کہ ہو بڑے خم و دم کے آدمی - رسّی جل گئی مگر اُس کا بل نہ گیا - واہ آقا - کیوں نہ ہو - سسک رہے ہو - مگر جواب ترکی بہ ترکی نہ دو تو دوزخ ہی نصیب ہو - حضرت افیون لانی ہو لائیے - ورنہ یہاں بک بک کا دماغ نہیں - ؎

دوزخ مجھے قبول ہے یا منکر و نکیر
لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا

ہم - جی - تو اس بھروسے بھی نہ رہیئے گا - کہ ہم اور افیون لائیں - ہم تو اس فکر میں بیٹھے ہیں - کہ آپ مریں تو نوحہ موزون کریں ؎ "مر گیا کشتۂ تیغ افیون"

پہلا مصرعہ ہوگا - ایک بات مانو تو ابھی لپک جاؤں اور افیم لاؤں - ذرا لکڑی کے سہارے سے اس ہرے بھرے پیڑ کے تلے چلو - وہاں ہری ہری گھانس پر لوٹ مارو - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ - واہ اچھی صلاح - اے میاں یہاں جان دو بھر ہے - چلنا پھرنا - اُٹھنا بیٹھنا کیسا - بھائی کہا میرے سہارے چلو - الغرض میاں آزاد نے اس افیونی کو پیٹھ پر لادا اور

لے چلے - ان کی یہ قطع کہ آنکھیں بند - منہ کھلا ہوا - معلوم ہی نہیں - کہ جاتے کہاں ہیں +

۵ - ایک دفعہ میاں آزاد نے اُن کو ندی میں لے جا کر غوطہ دیا - بس قیامت ہو گئی ستم ڈھایا - آفت کا سامنا - بلا کا سامنا - افیونی آدمی - پانی کی صورت سے نفرت - لگے چلانے - بڑا غچاوے گیا - مارا پٹرا کر دیا - عمر بھر میں آج ہی ندی میں قدم رکھا - خدا سمجھے تجھ سے - سن سے جان نکل گئی - ہو ہو ہو ہو - ٹھٹھر گیا - او خدا نا ترس! اب تو رحم کر - اتنے میں میاں آزاد نے ایک اور غوطہ دیا - تابڑ توڑ کئی غوطے دئے اب اُن کی کیفیت نہ پوچھئے - بس ناگفتہ بہ کروڑوں گالیاں دیں - لاکھوں صلواتیں سنائیں میاں آزاد نے ان کو بہتی میں چھوڑ دیا اور سبے ہوئے +

۶ - اور سنیو افیون - سنئے صاحب ہم نے جو ایک دوستانہ صلاح دی - تو کہنے لگے - تم عاقبت کے بورئے بٹور و گے - لو جدا گلچھرد اور بڑھ بڑھ کے باتیں بنا وقت

ہات تیرے کی ۔

سوالات

۱- تشریح کرو :-
لاحول پڑھی - اب گوہر سے ہاتھ دھوؤں - کایہ پلٹ گئی - منہ سے بولوں - سر سے کھیلو - ٹیں سے مر جاؤ گے - توجہ موزوں کروں - ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھاؤ - بڑا غپاڑے گیا - عاقبت کے بورئے بٹورو گے - رسّی جل گئی مگر رسی کا بل نہ گیا ۔

۲- چڈا گنجیرو سے کیا مراد ہے ؟

۳- بڑھ بڑھ کے باتیں بنانا کیا محاورہ ہے محل استعمال بتاؤ ۔

۴ صلواتیں سنانا کس موقعہ پر بولتے ہیں اور اُس کا مطلب کیا ہے ؟

۵- دوسرے پیرے میں جو افیونی کی حالت کا نقشہ مصنف نے کھینچا ہے - اُسے اپنے الفاظ میں بیان کرو ۔

۲۱- نوّاب محسن الملک

سید مہدی علی جو بعد میں نواب محسن الملک کے نام سے مشہور ہوئے ۹- دسمبر ۱۸۳۷ء کو اٹاوہ میں پیدا ہوئے تھے- اُن کے والد میر ضامن علی اٹاوہ کے مشہور خاندان سادات سے تھے- مگر دُنیاوی ثروت کے لحاظ سے معمولی حیثیت رکھتے تھے- مہدی علی نے پہلے پہل گھر پر عربی اور فارسی پڑھی- اس کے بعد اٹاوہ کے نزدیک پھپھوند میں مشہور عالم مولٰنا عنایت حسین سے تعلیم حاصل کرنے چلے گئے- یہاں وہ بہت عرصہ تک نہ ٹھیر سکے خانگی حالات نے اُن کو تعلیم کا سلسلہ بند کرنے اور ذریعہ معاش تلاش کرنے پر مجبور کر دیا +

مہدی علی پہلے پہل ایسٹ انڈیا کمپنی میں دس روپیہ ماہوار کے محرّر تھے- یہ تنخواہ اُن کی استعداد کے لحاظ سے بہت ناکافی اور دل شکن تھی- مگر دامن ہمت اور استقلال

نہ چھوڑا۔ اور بخوشی اپنے فرائض ادا کرتے رہے۔ ۱۸۵۷ء میں وہ اہلمد اور پھر پیش کار اور پھر سررشتہ دار ہوئے۔ ۱۸۶۱ء میں مہدی علی اٹاوہ کے تحصیلدار ہوئے اور تحصیل کی حالت میں کئی اصلاحیں کیں اور فوجداری اور مال کے قانون پر دو مشہور اُردو کی کتابیں لکھیں۔ جس سے مسٹر ہوم کلکٹر اٹاوہ جو "کانگریس کے باپ" کے نام سے مشہور تھے بہت خوش ہوئے۔ اور کہا کہ مہدی علی میں اتنی قابلیت ہے۔ کہ اگر اُنہیں حاکم ضلع بنایا جائے تو اس عہدہ کو اُن پر فخر ہوگا ؛

دو برس کے بعد وہ ڈپٹی کلکٹری کے امتحان میں شامل ہوئے۔ اس امتحان میں کئی انگریز اُمیدوار بھی شریک تھے۔ مہدی علی اوّل رہے۔ اور ۱۸۶۷ء میں وہ مرزا پور میں مستقل ڈپٹی کلکٹر بنائے گئے۔ پھر وہ دودھی اور رائے بریلی دو ریاستوں میں مہتمم بھی رہے ؛

بہ حیثیت ڈپٹی کلکٹر اُن کی شہرت تمام ہندوستان میں پھیل گئی۔ ان ایام میں ہندوستان کے سب سے بڑے مدبر سر

سالار جنگ حیدر آباد دکن میں وزیر اعظم تھے وہ جوہر شناس اور قابلیت نواز تھے۔ اُنہوں نے شمالی ہندوستان کے تمام بڑے بڑے آدمی ریاست میں بلائے تھے۔ اُن میں سب سے بڑے مہدی علی تھے ؀

حیدر آباد میں اُنہوں نے ثابت کر دیا کہ اُن میں جوہر کوٹ کر بھرے ہوئے ہیں۔ وہاں بہت سی اصلاحیں کیں یہ اُنہیں کی کوشش کا نتیجہ ہے۔ کہ حیدر آباد کی عدالت کی زبان فارسی کی بجائے اُردو ہو گئی۔ ایک عرصہ تک اُنہوں نے واضع قانون کا بھی کام کیا۔ اور جسٹس محمود کو صلاح مشورے کے لئے بُلایا۔ دو سال بعد سر سالار جنگ نے اُنہیں وزیر مال مقرر کیا۔ ۱۸۸۴ء میں وہ اٹھائیس ہزار روپے ماہوار تنخواہ پر وزیر مال و سیاسیات مقرر ہوئے حسن خدمات کے صلہ میں نظام نے اُنہیں منیر نواز جنگ محسن الدولہ محسن الملک کا خطاب دیا۔ اور پھر ان کا نام مہدی علی لوگوں کی زبان سے اُتر گیا۔ اور وہ محسن الملک کے نام سے

مشہور ہو گئے +

نواب محسن الملک کو سردار دلیر جنگ کے مقدمہ میں لندن کی ایک سپیشل کمیٹی میں جانا پڑا۔ وہاں اُنہوں نے اس خوبی سے اپنا فرض ادا کیا۔ کہ حضور نظام اس سے بہت خوش ہوئے۔ لندن کے سفر میں اُنہوں نے انگلستان کے بڑے بڑے آدمیوں سے ملاقات کی۔ اور اپنے اوصاف حمیدہ سے انہیں اپنا گرویدہ بنا لیا +

مسٹر گلیڈسٹون تو اُن کے اتنے دلدادہ ہو گئے۔ کہ جب تک وہ زندہ رہے خط و کتابت جاری رہی +

انگلستان سے واپسی پر ۱۸۹۳ء تک محسن الملک حیدر آباد میں رہے۔ اس کے بعد آٹھ سو روپے ماہوار پنشن لیکر علی گڑھ مقیم ہوئے اور آخر عمر تک وہیں رہ کر اپنی قوم کی خدمت کرتے رہے +

مرحوم سرسید کے ساتھ اُن کی گہری دوستی تھی۔ اس رشتۂ محبت سے قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا۔ محسن الملک نے سرسید کے مشن کو کامیاب بنانے میں بہت مدد دی۔ اور

ایم۔اے۔او کالج کو حیدر آباد سے گراں قدر سالانہ عطیہ آپ کی ہی کوشش سے ملا +

نواب محسن الملک مشہور اہل قلم تھے۔ اُن کے مضامین سرسید کے اخبار تہذیب الاخلاق میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اور اردو ادبیات کی تاریخ میں بے نظیر ہیں۔ ہندوستان کے سب سے بڑے مسلمان مورخ شبلی نعمانی نے اُن کے بارے میں لکھا ہے۔ کہ نواب محسن الملک ایک خاص طرز تحریر کے مالک ہیں۔ اور میدان ادب میں وہ سب سے بڑے صاحب قلم اصحاب کے ہم پلہ ہیں سرسید کی وفات کے بعد نواب محسن الملک نے اُن کا کام خود سنبھالا۔ اور علی گڑھ کالج کے آنریری سیکرٹری بنائے گئے۔ لطف یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنی خوش گوئی۔ صاف بیانی اور فصاحت کے زور سے اپنے مخالفین تک کو اپنے ساتھ ملا لیا +

جب نواب صاحب ۱۸۹۸ء میں کالج کے آنریری سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اس وقت ایک لاکھ روپے کا غبن ہو جانے کی وجہ سے کالج کے پاؤں ڈگمگا رہے تھے۔ مگر اُنہوں نے اپنی

کوشش اور ہمت سے کالج کو بدستور ویسا ہی جاری رکھا جیسا پہلے تھا۔ بلکہ بدرجہا زیادہ ترقی کر دکھائی۔ ان کے زمانہ میں امیر افغانستان اور پرنس آف ویلز نے علی گڑھ کالج کا معائنہ کیا ✢

۱۹۰۷ء میں وہ وائسرائے سے ملاقات کرنے گئے تھے۔ کہ یکایک طبیعت بگڑ گئی اور انتقال فرما گئے۔ وہ اب علی گڑھ کی عالیشان عمارت میں اپنے سابقہ دوست سرسیّد کے پہلو میں ابدی راحت کی نیند سو رہے ہیں ✢

سوالات

۱۔ نواب محسن الملک کے حالات اور کارنامے اپنی عبارت میں بیان کرو ✢

۲۔ اہلمد۔ پیش کار اور سررشتہ دار کی تشریح کرو ✢

۳۔ تحصیلداری اور ڈپٹی کلکٹری کیا عہدے ہیں؟

۴۔ ریاست کا مہتمم کسے کہتے ہیں۔ اور واضع قانون سے کیا مراد ہے؟

۵۔ وزیر سیاسیات کے فرائض لکھو ✢

۴- قواعد کے رُو سے خطاب کیا ہے؟

۲۲- سگرٹ کی قربانی

۱- میاں شریف دولتمند پٹواری تھا۔ مگر بندۂ درم۔ گوڈں کا یار۔ تلوں سے تیل نکالنا۔ راہ چلتے کی آنکھ سے کاجل چرانا اُس کے بائیں ہاتھ کا کرتب تھا۔ نماز روزے کا بہت پابند تھا۔ مگر خیرات کا نام سُن کر ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے۔

۲- چونکہ پابند صوم و صلواۃ تھا۔ ہر قسم کے نشہ سے نفرت تھی۔ مگر حُقّہ اسکا دمسانہ تھا۔ ہر وقت منہال منہ سے لگی رہتی تھی۔ دن بھر جب دیکھو حُقّہ تازہ ہو رہا ہے۔ چلم بھری جا رہی ہے۔ خیر ایسا تو ہر قلیان کش کے ہاں ہوتا ہے۔ مگر اُن ذات شریف کا رات کو بھی حقہ پاسبان تھا۔ اگر مُنہ میں نَے نہ ہو تو نیند نہ آتی تھی۔ اور صبح رفع حاجت کے وقت بیت الخلا میں بھی حُقّہ حقِ رفاقت

ادا کرتا تھا۔ اُن کی بیٹھک میں۔ خوابگاہ میں جائے ضرور ہیں کڑوے اور خمیرے تمباکو کا دھوآں ہر وقت اُڑا کرتا تھا۔ مہمان کو کھانا قسمت سے ملے تو ملے۔ مگر فرشی پیشوائی کے لئے ہر وقت حاضر تھا +

۳۔ میاں شریف کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام لطیف اور چھوٹے کا حنیف تھا۔ بچپن سے دونو حُقّہ نوشی میں باپ کے ہم پلّہ تھے۔ وجہ یہ تھی۔ کہ باپ اُن سے حُقّہ تازہ کرواتا۔ چلمیں بھرواتا۔ تمباکو سلگواتا اور ذرا نہ شرماتا تھا۔ بھری محفل میں دونو صاحبزادے باپ کے روبرو بیٹھ کر دھوآں دار حُقّہ اُڑاتے اور قہقہے لگاتے تھے +

۴۔ شاید کفایت شعاری یا کسی اور وجہ سے باپ نے تمباکو نوشی کو صرف حُقّہ تک محدود رکھا۔ مگر لطیف اور حنیف باپ کے بھی کان کترنے لگے۔ دونو نے سگرٹ کی طرف توجہ کی۔ بڑھیا سگرٹ تو اُنہیں دستیاب نہ ہو سکتے تھے۔ سستے اور گھٹیا استعمال کرنے لگے اتفاق ایسا ہوا۔ کہ سگرٹ کے زہر نے لطیف کا خون خراب کر دیا۔ اُس کے اعضائے جسم کمزور

ہو گئے۔ اور قوتِ نامیہ معدوم۔ سولہ سال کی عمر میں لطیف آٹھ سال کا بچّہ معلوم ہوتا تھا۔ رنگ زرد تھا۔ ہاتھ پاؤں باؤنے کی طرح آنکھیں پیلی اور گال پچکے ہوئے ✦

۵۔ جب لطیف کی حالت دن بدن بگڑنے لگی۔ تو میاں شریف کی آنکھ کھلی۔ بیوی کے رونے دھونے پر پہلے یونانی علاج کیا۔ پھر جرنیلی ڈاکٹر بلوایا۔ اُس نے مریض کو دیکھ کر کہا۔ کہ یہ تمام خرابی سگرٹ کی ہے۔ سگرٹ کو لوگ بے ضرر سمجھتے ہیں۔ مگر اُس کے دُھوئیں میں اٹھارہ قسم کے زہر ہیں۔ تمباکو کا مَیل جو حُقّہ میں جم جاتا ہے۔ اور جسے انگریزی زبان میں نکوٹین کہتے ہیں۔ قاتل زہر ہے۔ اس کے علاوہ "فرفوزل" ہر سگرٹ میں موجود ہے۔ سگرٹ بنانے میں گلسرین استعمال ہوتی ہے۔ تاکہ تمباکو میں نمی رہے۔ اور وہ کاغذ سے چمٹ جائے۔ گلسرین کے جلنے سے جو زہر پیدا ہوتا ہے۔ اُسے فرفونل کہتے ہیں۔ سگرٹ کے گرد جو کاغذ لگاتے ہیں۔ اُس کے جلنے سے جو زہر بنتا ہے اُسے "گرولین" بولتے ہیں۔ سگرٹ کے مرکّب میں قلمی شورہ برتا جاتا ہے۔ تاکہ آگ لگنے پر

تمباکو جل اُٹھے۔ اس سے تنفس میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ نا مکمل سوزش کاغذ اور تمباکو سے جس میں گلسرین ہوتی ہے۔ ایک مہلک زہر نکلتا ہے۔ جسے "کاربن مون اکسائڈ" پکارتے ہیں۔ سگرٹ کا دھوآں شُشش کے رستے خون میں جاتا ہے۔ اور تمام جسم میں زہر پھیلتا ہے۔

"بچے اگر سگرٹ کثرت سے پیتے ہیں۔ تو قوتِ نامیہ زائل ہو کر اعضائے رئیسہ تمام ضعیف ہو جاتے ہیں۔ دماغ چل جاتا ہے۔ جنون لاحق ہوتا ہے۔ پاگل خانے کی آبادی بڑھانے میں تمباکو بڑا معاون ہے۔ زندگی کی دیوار کے لئے تمباکو کا دھواں دیمک ہے۔ بچوں اور صنف نازک کے رختِ حیات کے لئے سگرٹ بلائے بے درماں لطیف کی بیخ عمر سگرٹ کے زہر نے کھوکھلی کر دی ہے۔ وہ اب کوئی دن کا مہمان ہے"

۱۱۔ ڈاکٹر کی تقریر سب نے سُنی۔ اس وقت کسی نے باور کیا کسی نے نہ کیا۔ مگر آخر کار وہی ہوا جو اُس نے کہا تھا۔ لطیف جو بچپن میں ایک چکنا چپڑا۔ موٹا تازہ سُرخ و سفید خوبصورت بچہ تھا۔ اور اب سولہ سال کی عمر میں انسانی ہستی کا ایک بد وضع منظر چند

دن میں راہیٔ ملک عدم ہوا۔ باعث موت مالی خولیا بیان کیا گیا۔ مگر در اصل سگرٹ کی آگ نے لباس زندگی جلا کر خاک کر ڈالا +

خان احمد حسین خاں

سوالات

۱۔ ذیل کے محاوروں کی تشریح کرو۔ اور محل استعمال بتاؤ:۔

(الف) تلوں سے تیل نکالنا +

(ب) راہ چلتے کی آنکھ سے کاجل چرانا +

(ج) بائیں ہاتھ کا کرتب تھا +

۲۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:۔

صوم و صلوٰۃ۔ بیت الخلا۔ رفع حاجت۔ فرشی۔ منہال +

۳۔ قوت نامیہ کسے کہتے ہیں +

۴۔ سگرٹ میں کے قسم کے زہر ہوتے ہیں۔ اُن کے نام لو؟

۵۔ ملک عدم سے کیا مراد ہے؟

۲۳۔ سُورج

۱۔ سورج حرارت اور روشنی کا منبع ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا۔ تو سوائے سرد اور تاریک رات کے دن کی کبھی صورت دکھائی نہ دیتی۔ پانی کے قطرے نہ ایک دُوسرے سے جُدا ہوتے نہ ابخرات بن کر اُڑتے نہ پھر بشکل بارش نمودار ہوتے نہ نباتات میں نمو باقی رہتی۔ نہ حیوانات میں جان۔ سوائے یخ اور برف کے پانی کبھی نام کو نہ ملتا۔ اور ہماری زمین ایک تودۂ برف ہوتی جس پر کوئی شے جان دار حرکت کرتی دکھائی نہ دیتی +

۲۔ سورج ہم سے بہت قریب معلوم ہوتا ہے۔ گرمی کے موسم میں اگر مطلع صاف ہو تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے کسی بیلُون یا غبارے میں سوار ہونے کی دیر ہے۔ سوار ہوتے ہیں اور سورج تک پہنچتے ہیں۔ مگر تمہیں یہ سُن کر تعجب ہوگا۔ کہ سورج ہماری زمین سے نو کروڑ دس لاکھ میل کے فاصلہ پر

ہے - اگر تم ایک تیز ریل گاڑی میں بیٹھو - جو ساٹھ میل فی گھنٹہ کی رفتار سے چلتی ہو - اور کسی اسٹیشن وغیرہ پر دم بھر کے لئے نہ ٹھیرتی ہو - تو ایک سو اکہتّر برس میں سورج تک پہنچو گے - گویا اگر تمہاری یہ خواہش ہوتی کہ ۲۳ - جنوری سنہ ۱۹۰۱ء کے دن سورج تک پہنچ جاؤ تو تمہیں چاہیئے تھا - کہ ایک سو اکہتر برس بیشتر یعنے شہنشاہ عالم پناہ اورنگ زیب عالمگیر کی نماز جنازہ پڑھ کر ریل پر سوار ہو جاتے اور جب آج تک برابر چلتے رہتے - تو سلطنت مغلیہ کے اختتام پر تاسف کرتے ایسٹ انڈیا کمپنی کی ترقّی کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتے - غدر کے فتنہ و فساد پر خون کے آنسو بہاتے - اور پھر ملکۂ وکٹوریا قیصرۂ ہند کی ۶۴ برس کی ہند پروری سے خوش ہوتے تو اس وقت منزل مقصود تک پہنچ جاتے - اور وہاں کھڑے ہو کر ان احسانات کا شکریہ ادا کرتے - جو قیصرہ معظمہ نے ہندوستان پر کیئے ✣

۳ - وہاں پہنچ کر تمہیں معلوم ہوگا - کہ یہ آفتاب جس کی ٹکیہ ایک رکابی سے بڑی

معلوم نہیں ہوتی ۔ ہمارے کرۂ ارضی سے دس لاکھ گنا بڑا ہے ۔ کرۂ زمین کا قطر صرف آٹھ ہزار میل ہے ۔ اور سورج کا قطر آٹھ لاکھ باون ہزار میل ہے ۔

اگر سورج اور زمین کو بیچ میں سے اس طرح تراش دیں ۔ جیسے کھانے کے وقت سیب کو کاٹتے ہیں ۔ اور نصف سورج کے بیچ پر زمین کا چپٹا حصّہ رکھ دیں تو ایسے ایسے ایک سو چھ ٹکڑے نصف سورج کے چپٹے حصّہ کے قطر پر سما جائیں گے ۔ نصف سورج پر زمین کو رکھ دیا جائے ۔ تو ایسا معلوم ہوگا گویا ایک سو چھ کروں کی سطر روے آفتاب پر موتیوں کی ایک لڑی ہے ۔ اگر کرۂ شمس کو بیچ سے کھوکھلا کر دیں ۔ تو تیرہ لاکھ اکتیس ہزار اتنے بڑے بڑے کرے جیسی کہ ہماری زمین ہے ۔ اُس میں سما جاویں گے ۔

۴ ۔ سورج کی روشنی اور حرارت بے حساب ہے ۔ تمام کرنوں سے ۔ جو سورج سے نکلتی ہیں ۔ بہت تھوڑی سی ہماری زمین پر پڑ رہی ہیں ۔ اگر حساب کیا جائے ۔ تو کل شعاعوں

کا دو اربواں حصّہ ہماری دنیا کی ساری ضروریات کو سر انجام دے رہا ہے۔ اگر سورج کی تیز کرنیں اپنی پوری طاقت سے کل کی کل ہم پر پڑتیں۔ تو ہم سب جل کر خاک سیاہ ہو جاتے۔ خدا کی مہربانی سے ایک ناقابل دید شامیانہ ہمیں بچائے ہوئے ہے۔ یہ شامیانہ ان ننھّے ننھّے پانی کے ذرّوں کا ہے۔ جو حرارت آفتاب کے باعث جُدا جُدا ہو کر ہوا میں پھیل جاتے ہیں۔ اسی شامیانے کی بدولت بجائے جلتی ہوئی آگ کے ہوائے سرد کے لطف ہم کو نصیب ہوتے ہیں۔ روشنی اور حرارت کی ننھی ننھی لہریں دن رات بغیر ایک لحظہ دم لینے۔ ٹھیرنے یا جھکنے کے نہایت تیزی کے ساتھ سورج کے تمام پہلوؤں اور طرفوں سے متواتر پیدا ہوتی اور نکلتی رہتی ہیں۔ جب زمین کا کوئی حصّہ ان کی زد سے بچا ہوا ہوتا ہے۔ تو وہاں رات ہوتی ہے۔ لیکن جب وہی حصّہ سورج کے سامنے آ جاتا ہے۔ تو یہ لہریں آنکھوں پر پڑتی ہیں اور ہمیں روشنی دکھائی دینے لگتی ہے *

۵- خدا کی شان دیکھو یہ لہریں ایسی ننھی ننھی ہیں - کہ ایک انچ جگہ میں پچاس ہزار سما سکتی ہیں - تیز سے تیز ریل تو زمین سے سورج تک ایک سو اکہتر برس میں پہنچے گی - توپ کا گولہ دس بارہ برس میں زمین سے سورج تک جائے گا - مگر یہ ننھی ننھی لہریں اس دور دراز فاصلے کو صرف ساڑھے سات منٹ میں طے کر جاتی ہیں - ایک ثانیہ میں ساٹھ نیلم اسی کھرب لہریں تمہاری آنکھ میں داخل ہو جاتی ہیں ٭

سوالات

۱- سورج سے ہمیں کیا فائدے پہنچتے ہیں ؟

۲- سورج ہم سے کتنا دور ہے - اگر ہم وہاں جانا چاہیں تو کتنا وقت لگے - اور آج روانہ ہو کر کب پہنچیں ؟

۳- سورج کی گرمی ہمیں جلا کیوں نہیں دیتی ؟

۴- سورج کی کرنیں کتنے وقت میں ہم تک پہنچتی ہیں ؟

۵- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

نمو - بیلوں - ایسٹ انڈیا کمپنی - غدر - کرہ - قطر ٭

۶ - اورنگ زیب کون تھا اس کا حال بیان کرو؟

۷ - ذیل کے الفاظ قواعد کے رو سے کیا ہیں :-
چیچیٹے - سیب - متواتر - توپ -

۲۴ - وفادار کُتّا

(ورڈز ورتھ کی ایک مشہور نظم کا ترجمہ)

اپنے ریوڑ کو ایک چرواہا
دامن کوہ میں چراتا تھا
کہ ہوُا ناگہاں بلند اک غل
اُس نے کچھ دُور ایک شور سنا
لومڑی جیسے چیختی ہو کوئی
بھونکتا جس طرح ہو یا کتّا
رُک کے کوہسار میں گڈریے نے
آنکھ اُٹھا کر اِدھر اُدھر دیکھا
اور گھنی جھاڑیوں کے پتّوں میں
ایک کُتّا اُسے نظر آیا
اِس علاقہ کے سارے کتوں سے
نسل اُس کی جُدا تھی ذات جدا
ہر قدم پر ذرا سے کھڑکے پر
چونکتا تھا وہ اور جھجکتا تھا
اُس کی آواز سے بھی وضع سے بھی
درد اور اضطراب تھا پیدا
پیش و پس راس چپ فراز و زیر
متنفّس نہ تھا کوئی اسجا
نہ سُنی کوئی گونج سیٹی کی
نہ کسی کے پکارنے کی صدا

ہوئی چوپاں کو تب تو حیرانی
کہ یہ کُتّا یہاں ہے کرتا کیا

غار تھا اک یہاں وسیع و فراخ
جس میں تخ موسم دسمبر کا
جمع رہتا تھا جون تک بہم
گرمی آتی ہی تھی نہ یاں گویا
ایک نیچے تھی جھیل اک گھر میں
اُس کے اوپر تھا اک پہاڑ اونچا
جبل ہیلوولن کے بیچوں بیچ
یہ خطرناک غار واقع تھا
نہ یہاں پر تھی کوئی آبادی
نہ یہاں پر تھا کوئی کھیت کھڑا
نہ یہاں راہ کا نشاں تھا کہیں
نہ کہیں آدمی کا نقشِ پا
مچھلیاں جھیل پر یہاں لیکن
بھرتی تھیں گاہ گاہ فراٹا
کوّے کرتے تھے کائیں کائیں کبھی
اور اُسے ٹیکرا تھا دوہراتا
کبھی قوس قزح یہاں آئی
کبھی ابرِ سیاہ یہاں چھایا
آکے تانا یہاں کرنے کبھی
تیرہ و تار سائباں اپنا
کبھی خورشید کی شعاؤں نے
آکے اپنا یہاں علم گاڑا
لوٹ آتی تھی گونج کر آواز
ایسا صعب المرور تھا یہ درا
دیکھی حالت یہ جب گڈریئے نے
اُس کے دل میں معاً ہؤا کھٹکا
جلدی جلدی قدم بڑھائے ہوئے
ٹیلوں اور ٹیکروں کو طے کرتا
اس کراڑے پہ چڑھ گیا وہ جہاں
بھونکتا تھا۔ کھڑا ہؤا کتّا

نہ گیا تھا ابھی زیادہ دور
کہ پڑا اُس نے راہ میں پایا
لاشہ ایک آدمی کا بوسیدہ
رہ گیا تھا فقط ڈھچر جس کا
دیکھ کر واقعہ یہ ہیبت ناک
خوف دل پر شبان کے چھایا

نیچے اوپر نگاہ دوڑا کر
کہ یہ کس آدمی کا لاشہ ہے
سامنے پر خطر چٹان تھی جو
اب حقیقت کھلی گڈریئے پر
یک بیک یاد آ گیا اُس کو
جو کہ اس راہ سے فلانے روز
طرفہ اک ماجرا سنو لیکن
لوحِ جاں پر گر اثر رہے اسے
ابھی تک بیقرار ہو ہو کر
ہو گئے تھے اُسے مہینے تین
یہ ہی کہسار اس کا تھا مسکن
اس میں کچھ شک نہ تھا کہ جس دن سے
سگِ اصحابِ کہف کی مانند
نہ ہلا ایک دم کو اور کہیں
پہرہ دیتا رہا وہیں شب و روز
گر یہ پوچھو کہ اتنی مدت تک
کیفیت اُس کی مجھ کو کیا معلوم
جس نے اُلفت دلوں میں پیدا کی
کہ نہیں ممکن آدمی کے لیے

اُس نے اپنا قیاس دوڑایا
اور مرا کس طرح یہ بیچارا
اس سے وہ شخص تھا پھسل کے گرا
اب وہ سارا یہ ماجرا سمجھا
اک مسافر کا نام اور پتا
ایک کتے کے ساتھ تھا گذرا
میں نے جس کیلئے یہ قصہ لکھا
کیجیئے نقش تو نہ ہو بیجا
وہ جو کتا کھڑا تھا بھونک رہا
رہتے رہتے یہاں صباح و مسا
یہ ہی ویرانہ اس کا تھا ملجا
مر گئے یہ بد نصیب شخص مرا
اس جگہ سے یہ باوفا کتا
اُس کے لاشہ کو چھوڑ کر نہ گیا
اپنے آقا کو جان کر سوتا
اس بیاباں میں اُسنے کیا کھایا
جانے اس سرگذشت کو وہ خدا
جس نے کتے کو کی وفا وہ عطا
ہو سکے حق سے اُسکے عہدہ برآ

ظفر علی خاں

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کو خوشخط لکھو اور ان کے معانی بتاؤ :-
ریوڑ - دامن کوہ - کوہسار - متنفس - چوپاں - شباں +

۲- جھیل کی تعریف کرو - جھیل اور جزیرہ میں کیا فرق ہے ؟

۳- فراٹا بھرنا کسے کہتے ہیں - راس دچپ نشیب و فراز کا کیا مطلب ہے ؟

۴- قوسِ قزح کو اردو میں کیا کہتے ہیں ؟

۵- سگ اصحاب کہف کا قصّہ بیان کرو +

۶- اس نظم کو نثر میں لکھو +

۲۵- ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور ہندوستان کے ان سپوتوں میں سے ہیں- جن پر صرف اُن کا ملک ہی نہیں بلکہ تمام دُنیا فخر کرتی ہے- وہ ہندوستان کے مایۂ ناز فرزند ہیں- مشہور مہرشی دیویندرو ناتھ ٹیگور کے صاحبزادے ہیں- آپ ۱۸۶۰ء کے موسم بہار میں عالم ارواح سے کشور اجسام میں تشریف لائے- آپ کو بچپن سے قدرتی نظارے دیکھنے کا شوق تھا- مدرسہ کی تعلیم آپ کو پسند نہ تھی- اس لئے اُن کے والد بزرگوار اُنہیں اپنے ساتھ ہمالہ کی سیر کو لے گئے- وہاں اُنہوں نے اپنے والد سے انگریزی- بنگالی اور سنسکرت پڑھی- گیارہ برس کی عمر میں رابندر ناتھ بنگالی لٹریچر کی مشہور کتابیں پڑھ چکے تھے +

۲- آپ نے بنگالی اور انگریزی کتب کے مطالعہ پر کئی سال صرف کئے- اس کے بعد نظمیں اور مضامین لکھنا شروع کئے- جو بنگالی

رسالوں میں اکثر شائع ہوتے رہے۔ اُن کے مضامین زیادہ تر رسالہ بھارتی میں شائع ہوتے تھے۔ یہ اُن کا خاندانی رسالہ تھا۔ اور اُس کی مدیر اُن کی بہن شریمتی سورن کماری دیوی تھی ۔

آپ ہر فن میں صاحب کمال ہیں۔ آپ روشن دماغ شاعر۔ بے مثل فسانہ نگار لاجواب فلسفی اور بے بدل مؤرّخ ہیں۔ علم موسیقی میں آپ کو ید طولےٰ حاصل ہے۔ بنگال میں ہر موقع پر آپ کے گیت بڑے شوق سے گائے جاتے ہیں۔ آپ چار رسالے "سادھنا"۔ "ینگ درشن"۔ "بھارتی" اور "تتو لودھنی"۔ بڑی قابلیت سے چلاتے رہے ہیں ۔

۳۔ ہر ممتاز شاعر کی شاعری میں خصوصیت ہوا کرتی ہے۔ رابندر ناتھ کی شاعری کا خاص مضمون محبّت ہے۔ وہ لوگوں کے دلوں میں یہ بات نقش کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ وطن پرستی کے لحاظ سے بھی اُن کی شاعری بہت بلند پایہ ہے۔ اُن کی نثر خاص انداز رکھتی ہے۔ اس رنگ میں لکھنے والا ہندوستان میں اُن کے سوا کوئی نہیں ہے۔

یوں تو اُن کے کئی ناول۔ ڈرامے اور نظمیں تمام دُنیا میں مقبول ہیں۔ لیکن اُن کی سب سے قیمتی تصنیف گیتا نجلی ہے۔ جس پر اُنہوں نے دو لاکھ روپے کا نوبل پرائیز حاصل کیا ہے +

۴۔ رابندر ناتھ ٹیگور کے والدین برہمو سماجی تھے۔ اُن کا بھی یہ ہی مت ہے۔ وہ اُپنشدوں کے قائل ہیں اور اُن کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ آپ پہلی مرتبہ ۱۷ سال کی عمر میں انگلستان گئے تھے۔ اُس کے بعد کئی مرتبہ یورپ اور امریکہ کی سیر کر چکے ہیں۔ غیر ممالک میں اُن کی راہ میں لوگ آنکھیں بچھاتے ہیں۔ حال میں جب جاپان گئے تو اُن کی حد سے زیادہ آؤ بھگت ہوئی +

ہندوستان کی مشہور کلکتہ یونی ورسٹی نے آپ کو ڈاکٹر آف لٹریچر کی اعزازی ڈگری عطا کی۔ اور سرکار نے نائٹ کا خطاب دیا۔ مگر پنجاب کے ہولناک سانحات سے متأثر ہو کر آپ نے یہ خطاب واپس کر دیا ہے +

۵۔ سب سے بڑا کام جو آپ نے اپنی عمر میں کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اُنہوں نے

بول پور میں ایک مدرسہ شانتی نکیتن کے نام سے کھولا ہے - یہ مدرسہ اب وشو بھارتی یونی ورسٹی بن گیا ہے - اس میں ۵۷ قدرتی طریق پر لڑکوں کو تعلیم دی جاتی ہے - یہاں کے اُستاد دُنیا کے مشہور اور نامور لوگ ہیں - مسٹر سی - ایف - انڈریوز جو کسی وقت مشن کالج دہلی کے پروفیسر تھے - ڈاکٹر ٹیگور کے بڑے دوست ہیں - وہ بھی اس مدرسہ کے معلم ہیں +

سوالات

۱- ڈاکٹر ٹیگور کے حالات اپنے الفاظ میں بیان کرو +
۲- علم موسیقی کی تعریف کرو +
۳- ہمالہ کہاں واقعہ ہے - اور کیوں مشہور ہے ؟
۴- نوبل پرائز کا مختصر حال بیان کرو +
۵- ٹیگور کی سب سے زیادہ مشہور تصنیف کونسی ہے اور اس میں کیا ہے ؟
۶- پروفیسر اور معلم یا مدرس میں کیا فرق ہے ؟
۷- نائٹ کی تشریح کرو ؟
۸- یدھ طوبلے کی توضیح کرو +

۲۶- ہلال عید

دیکھو! دیکھو!! وہ میں نے دیکھ لیا
چھپ گیا چھپ گیا کہیں دیکھو
وہ جو ہے سامنے شجر دیکھو

قلۂ کوہ سے ذرا اونچا
پھر نظر آئیگا وہیں دیکھو
اس سے اوپر اٹھا نظر دیکھو

اے لو! اے لو ہمیں نظر آیا
مژدہ اے دوستو! نظر آیا

مرحبا اے ہلالِ شامِ سعید
مخبرِ صبحِ عیش و عشرتِ عید
مژدۂ عید ایک شب پہلے
پہ یہ تھی انتظار کی صورت
تھا تری جستجو میں پیکِ نظر
کہ یکایک کرم کیا تو نے
تو کفیلِ نشاطِ عالم ہے

لیکے آیا ہے تو بشارتِ عید
تجھ سے وابستہ ہے سعادتِ عید
لائیگا جانتے تھے سب پہلے
کہ نہ دیکھی قرار کی صورت
دشتِ چرخ بریں پہ محوِ سفر
اپنا چہرہ دکھا دیا تو نے
باعثِ انبساطِ عالم ہے

دور سے یہ ترا اشارہ ہے
اوج پر عیش کا ستارہ ہے

واہ اے شاہدِ کمان ابرو
خود نمائی بھی ہے ادا بھی ہے
یہ ترا بانکپن یہ رعنائی

کس ادا سے تنا ہوا ہے تو
اس پہ پھر کاہش حیا بھی ہے
بزمِ بالا میں خلوت آرائی

ہے سزاوار تجھ کو ناز و غرور کھینچ بیشک تو اپنے آپکو دور
سارا عالم ہے تیرا شیدائی سب کو دیکھا ترا تماشائی
تھی زمانے کو جستجو تیری محفلوں میں تھی گفتگو تیری
چشم بد دور کیا نزاکت ہے
تجھ پہ بارِ نظر بھی آفت ہے

تلوک چند محروم بی۔اے

سوالات

۱۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:۔
قلۂ کوہ۔ شام سعید۔ کفیل نشاط۔ انبساط عالم۔
۲۔ شاہد کمان ابرو کی تشریح کرو۔
۳۔ کھینچ بے شک تو اپنے آپ کو دور۔ کا مطلب بیان کرو۔




۲۷۔ میاں آزاد اور نیم حکیم

میاں آزاد کے تو پاؤں میں آندھی روگ تھا۔ اِدھر اُدھر چکر لگائے۔ راستہ ناپا اور پڑ کر سو رہے۔ ایک دن حسب معمول تلوے کھجلائے تو چلے سرا کی طرف۔ وہ تو خیر گزری کہ جوش جنوں نے جنگل نہ دکھایا۔ دونو وقت ملتے سرا میں پہنچے۔ بڑی چھل پہل ہے۔ ایک طرف روٹیاں پک رہی ہیں۔ دوسری طرف دال بگھاری جاتی ہے۔ بھٹیاریاں مسافروں کو گھیر گھار کر لا رہی ہیں۔ صاف ستھری کوٹھریاں دکھا رہی ہیں حضرت اِدھر اُدھر خوب گھومے ✣

۲۔ دیکھتے کیا ہیں کہ ایک کوٹھری کے پاس ایک صاحب لحیم و شحیم فربہ و جسیم جیسے ہی چارپائی پر بیٹھنے لگے۔ پٹی ٹوٹ گئی اور حضرت غڑاپ سے جھلنگے میں ہو رہے۔ ہائے موٹاپا بھی کیا بُری چیز ہے۔ اب سُنئے گرے تو اُٹھا نہیں جاتا۔ آخر کار دایاں ہاتھ بھٹیاروں نے لیا۔ بائیں طرف میاں آزاد نے ہاتھ دیا۔ اور بعد

خرابی بصرہ حضرت کو نکالا۔ جھلنگے سے باہر آئے تو نہایت ہی خفیف۔ پہلے تو بھٹیاری سے خوب گلخپ ہوئی۔ واہ اچھی چارپائی دی۔ اور جو میرا ہاتھ پاؤں ٹوٹ جاتا سر پھوٹ جاتا تو کیسی ہوتی۔ اے واہ میاں! اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے۔ ایک تو چھپر کھٹ کو چکنا چور کر ڈالا۔ پٹی کے بہتر ٹکڑے ہو گئے دینگے ٹکا۔ اور بچہ گنڈے پر پانی پھیر دیا۔ دوسرے ہمیں کو للکارتے ہیں۔ الغرض لوگوں نے سمجھایا بجھایا جھگڑا پاک کیا +

۲۔ میاں آزاد نے پوچھا۔ یا حضرت کہاں سے تشریف لانے کا اتفاق ہؤا۔ فرمایا یہیں تک آیا ہوں۔ معقول۔ سوال دیگر جواب دیگر۔ قبلہ آپ آئے کہاں سے ہیں۔ جی وطن سے آتا ہوں۔ الٰہی خیر۔ وطن کا کچھ نام بھی ہے۔ یا گمنام! جی گوپا مؤ میں مکان ہے۔ اخاہ آئیے آئیے۔ واللہ خوب ملے۔ تو یہ کہئے حضور کا دولت خانہ گوپا مؤ میں ہے۔ خوش آمدی۔ خوش آمدی۔ یہاں کس غرض سے آنا ہؤا۔ حضور جی بندہ حکیم ہے۔ یہ کہئے تو آپ طبیب ہیں کیا! طبیب! طبیب آپ خود ہونگے۔ ہم حکیم ہیں۔ طبیب کہیں اور رہتے ہونگے۔ خیر صاحب وہ

طبیب ہیں - آپ حکیم بلکہ سلطان الحکما سہی - خفا کیوں ہوتے ہو صاحب - کیا یہاں مطب کرنیکا قصد ہے ؟ اور نہیں تو کیا بھاڑ جھونکنے آیا ہوں یا سینچر پاؤں پر سوار تھا +

۳ - بھلا یہ تو فرمائیے - کیسا مقام ہے - لوگ کس نیتش کے ہیں - آب و ہوا کیسی ہے - حضرت یہ نہ پوچھئے - باشندے شورہ پشت - چاق و چوبند آٹھوں گانٹھ کمیت - اور آب و ہوا کا تو خیال ہی نہ کیجئے - برسوں رہیئے - اگر کسی دن سوءہضم کی شکایت ہو تو جرمانہ دوں - پاؤ بھر کی غذا ہو تو تین پاؤ کھائیے - ڈکار تک لیجئے تو مجھے سزا دیجئے +

یہ سُن کر حکیم صاحب نے منہ بنا لیا اور گو لاکھ ضبط کیا - مگر بے اختیار بول اُٹھے - لاحول ولا قوۃ - بڑے بڑے پھنسے ! یہ کیوں - یہ کیوں - اجی آب و ہوا مرغوب ہے - بیماری کا نام نہیں - یہ تو اچھا مقام ہے - لاحول چہ معنی دارد ؟ حضرت آپ بڑے کوڑ مغز ہیں - ایک تو آپ نے یہ گولا مارا کہ آب و ہوا اچھی ہے - اتنا نہیں سمجھتے کہ آب و ہوا اچھی تو ہم سے کیا واسطہ - ہمیں کون پوچھے گا - بیکار

بیٹھے مکھیاں مارا کریں گے +

۴- ہم تو ایسے شہر جانا چاہتے ہیں جہاں ہیضے کا گھر ہو- بخار پیچھا نہ چھوڑے- ڈنگو روز ٹیٹوا دبوچے- قبض اور پیچش کی سب کو شکایت ہو- آب و ہوا میں سم کی خاصیت ہو چیچک کا وہ زور ہو- کہ الاماں- جب البتہ ہماری ہنڈیا چڑھے- آپ نے تو واللہ آتے ہی گولا مارا- ہتھے پر ٹوک دیا- اور ماشا اللہ کس ہمدردی سے آپ فرماتے ہیں کہ سوء ہضمی کی شکایت نہ ہوگی- واہ سوء ہضم کی شکایت اُن کو ہوتی ہوگی. جو ضعف معدہ کے عارضے میں مبتلا ہیں- اور اس پر طرّہ یہ کہ پاؤ بھر کے عوض میں تین پاؤ غذا کھانے لگوں- واہ واہ پٹڑا ہی کر دیا- آمدنی ٹکا نہیں اور کھائیں چوگنا- تو فرمائیے کہ مرے یا جئے- نا صاحب بندہ سویرے ہی. بوریا بندھنا اُٹھا کر چمپت ہوگا- ایسے منحوس شہر میں میری بلا رہے- جہاں سب ہٹے کٹے نظر آتے ہیں +

۵- جسے دیکھو ڈنڈ پیل سنڈا بنا ہوا- بھلا کوئی خاص عارضہ بھی یہاں ہے- یا عارضے کا اس طرف گذر ہی نہیں ہوا؟ حضرت یہاں

کے پانی میں یہ تاثیر ہے - کہ برسوں کا مریض آئے اور ایک قطرہ پانی پی لیا جائے - بس خاصہ ہٹا کٹا - لاحول! پانی کیا آب حیات ہے تو سہی - جو پانی میں زہر نہ ملا دیا ہو - اسے تو قبلہ ہزاروں کوئیں - سینکڑوں اندارے - پچاسوں باؤلیاں - کس کس میں زہر ملاتے پھرتے گا - خیر بھئی سمجھا جائے گا - مگر بُرے پھنسے - واللہ بہت بُرے پھنسے - اس وقت ہوش ٹھکانے نہیں ہے ⁂

۶ - مہترانی - مہترانی - بی مہترانی - ہم کو پنساری کی دوکان سے تولہ بھر سکنجبین تو لا دینا - اس وقت جی قابو میں نہیں ہے - اے میاں پنساری یہاں کہاں - کسی فقیر کی دُعا ایسی ہے کہ یہاں حکیم اور پنساری جمنے ہی نہیں پاتا - کئی حکیم آئے مگر گور میں ہیں - کئی پنساریوں نے دُکان جمائی مگر چتا پر پھونک دئے گئے - یہاں تو بیماری نے آنے کی قسم کھائی ہے! ارے توبہ ارے توبہ - بھئی واللہ کیسا نکما شہر ہے - خداوندا بچائیو - اس طرف رُخ جو آج سے کرے اُس پر لعنت - یارو خدا کے لئے ہمیں ٹٹو کرایہ کر دو تو رفو چکر ہو جائیں - پیچ پی لی ہزار نعمت

کھائی + (زیتون - از فسانہ آزاد)

سوالات

۱- ذیل کے فقروں کی تشریح کرو:-
(الف) راستہ ناپا + (ب) تلوے کھجلائے +
(ج) جنون نے جنگل نہ دکھلایا +
(د) نہایت ہی خفیف + (ہ) اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے +
(و) ڈکار تک نہ لیجئے + (ز) ڈنگو روز ٹیٹوا دبوچے +
(ح) بیڑا ہی کر دیا + (ط) ہنڈیا چڑھے +
(ی) پیچ بی ہزار نعمت کھائی +

۲- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
چھل پہل - چھلنگا - چکنا چور - سلطان الحکما - طرہ - چمپت - رفو چکر - ڈنڈ پیل - ہٹے کٹے - گلخپ +

۳- خرابی بصرہ سے کیا مراد ہے؟
۴- حکیم صاحب کا حلیہ بیان کرو +
۵- حکیم صاحب کیوں شہر سے بیزار ہو گئے؟

۲۸ - رات کا سماں

شام ہوئی اور سورج ڈوبا
فاختہ - طوطی - چڑیا - کوّا
سُن کر سب اللہ اکبر
سنکھ بجا اور گھنٹہ کھٹکا
چمگادڑ نے آنکھیں کھولیں
اُمڈا اندھیرے کا دریا
دیئے گئے لوگوں نے روشن
بیٹھے لگے سب نیند ہی لینے
جھینگر منگوں نے ناکے روکے
ہو گیا سنّاٹا سا چمن میں
قابل دید ہے عالم بالا
رات کے آنے کی ہیں خوشیاں
سارے ثوابت دنگ کھڑے ہیں
قدسیوں کا واں لگا ہے پہرا
لیکن ان دریاؤں کو دیکھو
کل سنسار ہے بے خود سوتی
گو عکسی تصویر ہے بھاتی

چھایا دُنیا میں اندھیرا
کرنے لگے سب رین بسیرا
لگے نمازیں پڑھنے مل کر
بیٹھے ہندو کرنے پُوجا
اُلّو نے اپنی بولیاں بولیں
پلٹ گئی دنیا کی کایا
گانے لگے چھایا اور المن
مائیں اُن کو لوریاں دینے
مانگا اک اک سے رو رو کے
اوس سی کچھ پڑ گئی چمن میں
فلک سجا ہے تاروں سے کیا
کی ہے فرشتوں نے بھی چراغاں
محفل کے وہ رنگ جمے ہیں
کوئی بشر جلنے نہیں پاتا
کھینچ ہی ڈالا سب کا فوٹو
ہیں یہ پروتے چن چن موتی
لیکن رات ہے گذری جاتی

سارے ساتھی گھر کو سدھارے — کون گنے اب بیٹھا تارے

وقت راحت ہے کیوں کھوئیں
آؤ بس ہم تم بھی سوئیں

(علمدار حسین)

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ اور اُنہیں خوشخط لکھو :-

رین بسیرا - سناٹا - ثوابت - فوٹو ۔

۲- ذیل کے فقروں کی تشریح کرو :-

اوس سی کچھ پڑ گئی گلشن ہیں -
اُمڈا اندھیرے کا دریا -
چمگادڑ نے آنکھیں کھولیں -
کون گنے اب بیٹھا تارے -

۳- فرشتہ کسے کہتے ہیں - اور قدسیوں سے کیا مراد ہے ؟

۴- ناک رو کنا کیا محاورہ ہے - اس کا محل استعمال بتاؤ ۔

۲۹۔ نادر شاہ (۱)

جب محمدؐ شاہ بادشاہ کی فوج کو شکست ہوئی۔ اور سپہ سالار برہان الملک کو گرفتار کرکے نادر شاہ کی فوج میں لے گئے تو نادر شاہ نے جرم بخشی کرکے عنایت فرمائی۔ اور چونکہ شام ہو گئی تھی۔ فوج لے کر اپنے خیمہ گاہ کی طرف پھرا۔ برہان الملک کو اپنے ساتھ دستر خوان پر بٹھایا۔ چنانچہ اُس نے مصلحت آمیز باتیں کرکے نادر شاہ کو اس بات پر راضی کر لیا۔ کہ حضور ایک معقول نذرانہ لیں اور یہیں سے واپس تشریف لے جائیں۔ نادر شاہ اس بات پر راضی ہو گیا۔ برہان الملک نے ایک عریضے میں سب حال اپنے بادشاہ کو لکھا اور رقعہ آصف جاہ کو بھیجا کہ تم آؤ اور اس امر کا فیصلہ کر دو ؎

۲۔ یہاں سب دریائے حیرت میں غرق بیٹھے تھے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے! اور حیران تھے کہ کیا کرنا چاہیئے۔ یہ خبر سنتے ہی خوش ہو گئے۔ محمدؐ شاہ نے فوراً آصف جاہ کو روانہ کیا۔ اُس نے برہان الملک کے ذریعے سے نادر کی ملازمت

حاصل کی اور بعد گفتگو یہ ٹھیرایا کہ دو کروڑ روپیہ نعل بہا لیجئے اور یہیں سے تشریف لیجائیے۔ نادر نے یہ بات منظور کی اور آصف جاہ عہد و پیمان کرکے وہاں سے رخصت ہوا۔ مگر محمدؐ شاہ کے سامنے جاکر ان کاموں کو اپنی کارگزاری اور دولت خواہی کے لباس میں ظاہر کیا۔ یعنے برہان الملک کے حسن خدمت کو اُڑا دیا۔ حضور سے خان دوران اور امیر الامرائی کا خطاب اور خلعت بیش بہا آصف جاہ کو عنایت ہوا۔ برہان الملک کا ذکر بھی کسی نے نہ کیا*

۳۔ دوسرے دن محمدؐ شاہ کی ملاقات کی ٹھیری بادشاہ ادھر سے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ادھر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال کے لئے بھیجا۔ وہ رستے میں آ کر ملا۔ بادشاہ نے تخت رواں کو زمین پر رکھوا کر ملاقات کی۔ اس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا اور ہم رکاب ہو کر نادر شاہ کے پاس لے گیا۔ نادر شاہ نے لب فرش تک استقبال کیا۔ اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا۔ بعد اس کے برادرانہ اور دردمندانہ باتیں شروع کیں۔ چائے آئی اور اس کا دور چلنے لگا۔ نادر شاہ اُس

وقت ترکی قبا۔ اس پر قراقلی یعنے سیاہ پوست برے کا خفتان۔ اس پر ایک برکی چغہ پہنے بیٹھا تھا۔ سر پر کلاہ پاپاخ تھی۔ ادھر محمدؐ شاہ شبنم کا کرتہ ڈھاکے کی ململ کا جامہ پہنے تھے اور سر پر جو دستار تھی اُس سے بھی گھبراتے تھے۔ برابر پنکھا ہوتا تھا۔ نادر شاہ سے کہا کہ آپکا لباس بہت گرم ہے۔ کیا بدن کو تکلیف نہیں دیتا۔ نادر شاہ نے آہ سرد بھر کر کہا کہ بھائی جان یہ ہی گرم لباس مجھے ایران سے یہاں لایا ہے اور آپ کے نازک لباس نے آپ کو اجازت نہیں دی کہ دہلی سے یہاں تک تشریف لاتے۔ غرض بادشاہ نے ہنسی خوشی یہاں سے مراجعت کی ؛

۴۔ برہان الملک وہاں امیر الامرائی کے منصب کو اپنا حق سمجھے بیٹھا تھا۔ اُس نے جب آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا یہ حال سُنا تو بہت بگڑا۔ نادر شاہ سے کہا۔ کہ حضور نے کیا غضب کیا۔ جو ہندوستان کے قارونی خزانے چھوڑ کر دو کروڑ روپے پر رضامند ہو گئے۔ یہ رقم تو فقط غلام ادا کر سکتا ہے۔ اور بادشاہی خزانے اور امرا اور مہاجنوں کے گھرانوں کے کیا

ٹھکانے ہیں! البتہ شہر یہاں سے چالیس کوس
ہے۔ حضور وہاں تک تکلیف فرمائیں۔ نادر شاہ
خوش ہو گیا اور اُسی وقت آصف جاہ کو بلا بھیجا
وہ خوشی خوشی پھر حاضر ہوا۔ اُسے حکم ملا۔ کہ تم
ٹھیرو اور اپنے بادشاہ کو بلا لو۔ آصف جاہ نے
کہا۔ کہ عہد نامے میں یہ نہیں ٹھیرا تھا۔ نادر
نے کہا کہ ملک و سلطنت اور بادشاہ کی عزّت
و آبرو سے ہمیں کچھ تعرّض نہیں۔ ہم فقط ایک
ملاقات کرنی چاہتے ہیں۔ آصف جاہ نے ناچار
بادشاہ کو لکھا۔ بہت سے امرا اور نوکر چاکر
ادھر سے ساتھ چلنے کو تیار ہوئے۔ مگر وہ فقط
عمدۃ الملک وغیرہ چند امیروں اور چند خواجہ
سراؤں کو لے کر آئے۔ نادر شاہ نے عزّت
اور احترام کے ساتھ الگ خیمے میں اتروا دیا
اور کہا کہ بھائی محمد شاہ سلطنت اور دربار کا
سامان مع حرم سرا کے منگوا لو اور خاطر جمع
سے یہاں رہو۔ لشکر میں بھی حکم بھیج دیا۔ کہ
جو چاہے ہمارے لشکر میں آ جائے اور جو چاہے
دلّی چلا جائے۔ بعد اُس کے اپنا فرمان اور
بادشاہ کا شقّہ ایک اپنے سردار کو دے کر
شہر کو روانہ کیا۔ اس نے جاتے ہی قلعہ دار

سے کنجیاں لیں اور سب کارخانوں پر قبضہ کر لیا ٭

۵۔ لشکر کے لوگ پریشان ہو کر بھاگے بہتوں کو ولائتیوں نے لوٹ کر باندھا۔ جو ان سے بچے وہ رستے کے گوجروں نے مارے جو جیتے بچے وہ ننگے بچے گھر پہنچے۔ دوسرے دن نادر شاہ بھی محمدؐ شاہ کو لے کر چلے اور دلی میں داخل ہوئے۔ پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی۔ مسجد میں خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑھا گیا۔ اور چونکہ دوہرا دربار تھا۔ اس لئے بڑی دھوم کا توزک و احتشام ہؤا مگر قربانی اس عید کی عجیب و غریب ہوئی۔ عصر کے وقت تک تمام شہر میں امن و امان سے عیش و عشرت ہو رہی تھی۔ جو دفعتہً بھنگڑ خانے میں بیٹھے بیٹھے ایک بھنگڑ بولا کہ واہ رے محمدؐ شاہ رنگیلے آخر بادشاہی پیچ کھیل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا؟ اس نے کہا کہ حرم سرا میں موقع تاک کر ایک قلماقنی سے مغلے کو مروا دیا۔ یہ ہوائی دفعتہً اُڑی اور ہوا کی طرح تمام شہر میں پھیل گئی ٭

سوالات

۱- نادر شاہ کون تھا- اور وہ ہندوستان میں کیوں آیا؟

۲- برہان الملک کا کیا عہدہ تھا- آصف جاہ کا کیا منصب تھا؟

۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ- اور تشریح کرو:-

نعل بہا- حسن خدمت- تزک و احتشام- معانقہ- خفتان- شبنم +

۴- برک کس قسم کا کپڑا ہوتا ہے- اور کلاہ پایاخ کسے کہتے ہیں؟

۵- قارونی خزانہ سے کیا مراد ہے؟

۶- ڈھاکے کی ململ میں کیا خصوصیت ہے؟

۷- قلماقنی کا مطلب بیان کرو +

۳۰۔ نادر شاہ۔ (۲)

غضب یہ ہوُا کہ نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچوں میں بے تکلّف پھرتے تھے۔ اُنہیں لوگوں نے بے وارثا سمجھ کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ رات کو نادر کو خبر پہنچی۔ اُس نے فوج کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر قائم رہو۔ اگر تم پر چڑھ کر آئیں تو جواب دو۔ نہیں تو چپ چاپ بیٹھے رہو۔ رات پھر تلوار چلتی رہی اور صبح تک سات سو ولایتی شہر میں کٹ گیا۔ افسوس یہ کہ ارکان دربار چپکے تماشا دیکھا کئے۔ بلکہ چند اشخاص کہ جن کو نادر شاہ سے کہہ کر اپنے گھر لے گئے تھے۔ وہ بھی مارے گئے *

۲۔ نادر نے صبح اٹھ کر پُوچھا۔ تو وہی حال سُنا۔ حیران ہوُا کہ کرنال کے معرکۂ جنگ میں کل تین ولایتی مریں اور بیس آدمی زخمی ہوں اور شہر میں میرا صدہا سپاہی اس طرح ضائع ہو جائے۔ دُنیا آنکھوں میں اندھیر معلوم ہونے لگی۔ اُسی وقت نکلا اور گھوڑے پر

سوار ہو کر شہر کو دیکھتا ہوا چلا - کہ شاید مجھے
زندہ و سلامت دیکھ کر یہ طوفان ختم جائے اور
دہلی کے قتل عام کا دھبہ میرے نام پر نہ
آئے - مگر شہر کے لوگوں نے اس پر بھی پتھر
پھینکنے شروع کر دئیے - بلکہ بندوقیں بھی ماریں
یہاں تک کہ ایک مصاحب کا پہلو زخمی ہوا -
ساتھ ہی دیکھا کہ جا بجا ایرانی غریب الوطنوں
کے لاشے پڑے ہیں - یہ دیکھ کر اُس کی
آنکھوں میں خون اُتر آیا - اور قتل عام کا
حکم دے کر کہ دیا - جہاں تک کوئی قزلباش
مرا ہوا نظر آئے ایک آدمی جیتا نہ رہے -
یہ کہ کر ترپولئے تک آیا اور روشن الدولہ
کی مسجد میں آکر قتل عام کی علامت ظاہر کی
یعنے تلوار کھینچ کر مسجد میں بیٹھ گیا +

۳ - کوچوں میں خون کے نالے بہ گئے اور
گھروں میں آگ لگ کر زمین سے آسمان تک
دھوآں دھار ہو گیا - نادر شاہ کا غصہ خدا کا
قہر بادشاہ اور امیر سب دیکھتے تھے اور دم
نہ مار سکتے تھے - ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ
کے پاس روتا ہوا آیا اور کہا کہ حضور کے باپ
دادا کی رعیت سب قتل ہو گئی اور ایک فارسی

کا شعر پڑھا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ مقام عبرت ہے۔ خدا کی قدرت دیکھو۔ ہمارے اعمال کی شامت سے یہ صورت نادر دیکھنے میں آئی ہے +

دوپہر کے قریب جب عالم میں کہرام مچ گیا۔ تو پھر سب نے آصف جاہ سے رجوع کی۔ وہ تلوار گلے میں ڈالے۔ سر برہنہ گئے خاموش نادر کے سامنے جا کھڑا ہؤا اور رونے لگا۔ نادر شاہ کے دل میں بھی خدا نے رحم ڈالا۔ پُوچھا۔ کہ کیا چاہتے ہو۔ اُس نے یہ شعر پڑھا

ے کسے نہ ماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

نادر نے شرما کر سر جُھکا لیا۔ تلوار میان میں کی اور کہا تیری سفید داڑھی کے لئے معاف کیا +

۴۔ اُسی وقت شہر میں ایرانی نقیب اور چاؤش اماں کہتے ہوئے دوڑے۔ اور پل کی پل میں امن ہو گیا۔ سلطنت کے کار و بار کے ساتھ دونو بادشاہوں کی صحبتیں پھر بدستور جاری ہو گئیں۔ ایک دن بادشاہ نے نادر کی دعوت کی۔ ایک ایک خدمت ایک ایک

امیر کے سپرد ہوئی - کھانے کے بعد جب چائے آئی - تو عمدۃ الملک نے چائے کی پیالی بھری - مگر جب دینے لگا - تو سوچا کہ اگر پہلے اپنے آقا کو دوں تو ادھر نادر ہے - ایسا نہ ہو ابھی سر اُڑا دے - اور اگر نادر کو پہلے دوں تو آئندہ بھی اپنے دربار میں منہ دکھانا ہے - یہاں اُس کی تیزئ طبع کا جوہر کام آیا - محمدؐ شاہ کے سامنے پیالی کر کے کہا - کہ بادشاہ بادشاہ کو دیتے ہیں - شاہاں بہ شاہاں مے دہند - یعنے فدوی کی یہ لیاقت نہیں - کہ اس عالیجاہ بادشاہ کو چائے دے - آپ اپنے دست مبارک سے دیجئے - چنانچہ دونو بادشاہ خوش ہوئے اور دونوں کے اہل دربار نے اس انداز خوش نما پر تحسین و آفرین کی *

۵ - ایک دن نادر کو پیٹ میں گرانی معلوم ہوئی - محمدؐ شاہ سے حال بیان کیا - اُسی وقت علوی خاں حکیم آیا اور نبض دیکھ کر دوا خانے کے داروغہ کو اشارہ کیا - چنانچہ کشتئ مرصع پر زرنگار خوان پوش پڑا ہوا آیا - خوان پوش اُٹھایا تو ایک مرصع مرتبان میں گلقند الماس کا چمچہ برابر دھرا - گنگا جمنی کانٹا رتی ماشے

سمیت وزن کے اندازے کے لئے ساتھ موجود تھا۔ اور حکیم سوچتا تھا۔ کہ کس قدر گلقند اس میں سے نکالے اور وزن کرکے کھانے کو دے نادر شاہ نے خود مرتبان کو اُٹھا لیا۔ اور کھول کر دیکھا۔ اور اُس کے دو انگلیاں اندر ڈال چار نوالوں میں مرتبان کا مرتبان خالی کر دیا۔ چونکہ اس میں خوشبودار دوائی بھی ملی ہوئی تھی اچھا معلوم ہوا۔ اور کہا کہ خوب حلوا ہے اور لاؤ +

۶۔ ایک دن نادر شاہ ہوا کھانے کو سوار ہوا۔ محمدؐ شاہ نے کہا۔ کہ ایران میں ہاتھی نہیں ہوتا۔ آج انہیں ہاتھی پر سوار کرو۔ جب ہودج میں جاکر بیٹھا۔ تو آگے فیل بان کو دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ فیل بان ہے۔ جو ہاتھی چلاتا ہے۔ فیلبان سے کہا۔ کہ باگ مجھے دے۔ اُس نے کہا کہ قبلۂ عالم ہاتھی کی باگ نہیں ہوتی۔ یہ میرے پاؤں کے اشارے سے چلتا ہے۔ ناک چڑھا کر بولا۔ اسے بٹھا دو کہ ہم اُتر آئیں۔ جس گھوڑے کی باگ غیر کے ہاتھ میں ہو وہ سواری کے لائق نہیں ہے +

۷۔ اس عرصہ میں اپنے بیٹے نصر اللہ میرزا

کی شادی ایک شاہزادی سے کی۔دو مہینے وہاں رہ کر خاطر خواہ نقد و جنس اور جواہر جس قدر سمیٹ سکا۔یہاں تک کہ تخت طاؤس تک بھی اُٹھا لیا۔اور سونے چاندی کے چکی کے پاٹ ڈھلوا کر اونٹوں پر لدوا دئے۔غرض کل تیس کروڑ روپے کا اثاثہ لے کر روانہ ہؤا۔اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے اُن علاقوں کو جن کا روپیہ کابل کی فوج میں لگا ہؤا تھا۔ہندوستان سے نکال کر ایران کی سلطنت میں داخل کیا +

سوالات

۱۔ قزلباش کی تشریح کرو +
۲۔ روشن الدّولہ کی مسجد کی نسبت تمہیں کیا معلوم ہے؟
۳۔ ترپولیا کسے کہتے ہیں ؟
۴۔ تلوار گلے میں ڈالنا کیا محاورہ ہے ؟
۵۔ تیسرے پیرے میں جو فارسی شعر ہے اُس کا مطلب اردو میں بیان کرو +
۶۔ ناک چڑھانا کس موقعہ پر استعمال ہوتا ہے ؟
۷۔ تخت طاؤس پر ایک مختصر نوٹ لکھو +

۳۱۔ نوحۂ تنہائی

(ولیم کوپر کی نظم کا ترجمہ)

تنہائی ترے فسوں کہاں ہیں
دانش نے جو رُخ ہیں تیرے دیکھے
خطروں میں ہمیشہ رہنا منظور
شاہی نگروں پہ اس جگہ میں
انساں کی پہنچ سے دور ہو کر
دن کاٹ رہا ہوں میں اکیلا
سُننے کو کہاں وہ میٹھی بولی
اپنی ہی صدا پہ چونکتا ہوں
میداں میں درندے چلتے پھرتے
صورت سے میری نہیں بھڑکتے
انسان کے ناشناس اِتنے
دہلاتی ہے ان کو یہ ڈھٹائی
انساں کی نعمتو خدا داد
ہمسائگی ۔ دوستی ۔ محبّت
اُڑ کر میں تمہارے پاس آؤں
مل جائیں کہیں سے مجھ کو جو پر

غم اپنا کروں کس تم میں ہلکا
ہر طرح کے صدق سے صفا سے
حکمت کی بڑوں کا لوں سبق میں
دیکھوں میں شباب کی بہاریں
مذہب! تیری ذات میں نہاں ہیں
سیم و زر و لعل کے خزانے
اس ارض نے اس سماں نے لیکن
کا ہے کو سنی اذاں کی آواز
میت کے جرس پہ آہ کب کی
کیوں عید یہاں کبھی منائی
اے باد صبا نہ چھیڑ مجھ کو
جا پیارہ کی کوئی تو خبر لا
اس دیس کا کوئی میٹھا پیغام
دیکھوں گا نہ پھر کبھی میں جسکو
جا دیکھ تو میرے دوستوں کو
بھولے سے کبھی ہے یاد آتی
بتلا مجھے آکے تیرا اک دوست
ہے تو سہی پہ نظر سے اوجھل
کیا تیز خیال کے قدم ہیں
آندھی کو بھی پیچھے چھوڑتے ہیں
ہے کیسی بلا کی اُس کی پرواز

کرتی ہے صریح نور کو مات

دھیان اپنے وطن کا جب ہوں کرتا
لمحے میں سمجھتا ہوں وہاں ہوں
پر ہائے وہ یاد جلد ظالم
واپس مجھے یاس میں ہے لاتی
چڑیوں نے کیا ہے اب بسیرا
ماندوں میں سباع بھی چھپے ہیں
میرا بھی ہے خواب دار باقی
چل جی تو بھی اپنی کوٹھری میں
ہاں ہر جگہ رحمتِ خدا ہے
رحمت سے ہی سب کے سب ہیں جیتے
رحمت ہی بلا کا ہے اُجالا
رحمت ہی رضا کی خو ہے دیتی

سوالات

۱۔ معانی بتاؤ :۔ ماندوں ۔ بسیرا ۔ اوجھل ۔ سباع
۲۔ اس مصرع کا مطلب بتاؤ ۔

"دہلاتی ہے اُن کو یہ ڈھٹائی"

۳۔ فسوں کا کیا مطلب ہے ؟
۴۔ اس نظم میں شاعر نے تنہائی کو کیوں ناپسند کیا ہے ؟

۳۲۔ ضِلع کا اِنتظام اور حکومت

ضلع کی حکومت محکموں میں تقسیم کی گئی ہے ایک محکمہ عدالتہائے انصاف کا ہے۔ جس میں فوجداری اور دیوانی مقدّمات کا فیصلہ ہوتا ہے یہ کام ڈپٹی کمشنر۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ۔ سب ججوں اور اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنروں کے سپرد ہے۔ کلکٹر کے سپرد ضلع کا اگزکٹو کام اور جج کے سپرد جوڈیشل کام ہے۔ مجسٹریٹوں کے تین درجے ہیں درجہ اوّل۔ درجہ دوم۔ درجہ سوم۔ اوّل درجہ کا مجسٹریٹ دو سال قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ اور سزائے تازیانہ دے سکتا ہے۔ درجۂ دوم کا مجسٹریٹ چھ ماہ تک قید اور دو سو روپیہ تک جرمانہ کر سکتا ہے۔ درجۂ سوم کا مجسٹریٹ ایک ماہ قید اور پچاس روپے جرمانہ کر سکتا ہے۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سات سال تک سزائے قید کا حکم صادر کر سکتا ہے ٭

۲۔ سب ججوں کے چار درجے ہیں۔ درجۂ چہارم کے سب جج کے اختیارات سماعت صرف

ایک ہزار روپے کی مالیت کے مقدمات دیوانی تک محدود ہیں۔ ڈسٹرکٹ جج کے اختیارات سماعت مالیت مقدمات کے لحاظ سے غیر محدود ہیں۔ سیشن جج درجہ اوّل کے مجسٹریٹوں کے فیصلوں کی اپیل سُنتا ہے۔ نیز وہ مقدمات فوجداری فیصلہ کرتا ہے۔ جو قابل سماعت عدالت سیشن ہیں۔ ہائی کورٹ تمام صوبہ کی آخری عدالت اپیل ہے۔ اور سب عدالتیں اُس کے ماتحت ہیں *

۳۔ دوسرا محکمۂ مال ہے۔ اس کا افسر اعلےٰ ڈپٹی کمشنر ہے۔ اور اُسے کلکٹر کہتے ہیں۔ اس محکمہ میں تمام کاغذات اور مقدمات متعلقہ اراضی اور لگان پیش ہوتے ہیں۔ کلکٹر کی امداد کے لئے افسر مال ہوتے ہیں۔ جو درجہ اوّل کے کلکٹری اور مجسٹریٹی اختیارات رکھتے ہیں۔ اُن کے ماتحت تحصیلدار اور نائب تحصیلدار ہوتے ہیں *

۴۔ تیسرا محکمۂ انتظامیہ ہے۔ جس کے متعلق ہر قسم کا انتظام ہے۔ اسے اگزیکٹو کہتے ہیں۔ حفظ امن کے قیام۔ میلوں اور اژدہام کے بندوبست کے لئے ہر ضلع میں ایک کپتان پولیس

رہتا ہے۔ اس کے ماتحت اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس۔ انسپکٹر اور سب انسپکٹر ہوتے ہیں۔ جو اپنے محکمہ کے ضابطہ کے بموجب کام کرتے ہیں +

۵۔ ڈپٹی کمشنر کے سپرد۔ بحیثیت پریذیڈنٹ ڈسٹرکٹ بورڈ تمام ضلع کی تعلیم کا انتظام ہے۔ اس لئے ڈسٹرکٹ انسپکٹر مدارس اور اُن کے اسسٹنٹ اُس کے ماتحت کام کرتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر اپنے علاقہ میں تمام سرکاری عمارتوں سڑکوں۔ نہروں۔ پلوں۔ جنگلوں کا محافظ ہے۔ اس لئے اُس کے ماتحت ایک انجنیر اور انجنیر کے ماتحت اوورسیر اور سب اوورسیر ہوتے ہیں جو حسب ضرورت عمارات سرکاری تعمیر کراتے ہیں اور موجودہ عمارتوں کی سالانہ مرمت اور حفاظت کا خیال رکھتے ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کے ماتحت ایک افسر خزانہ ہوتا ہے۔ جو ضلع کی تمام آمدنی اور اخراجات کا باقاعدہ حساب رکھتا ہے۔ اور عملوں کی تنخواہیں وغیرہ اُس کے دستخط سے برآمد ہوتی ہیں۔ بعض اوقات بڑے بڑے اضلاع کو سب ڈویژنوں میں تقسیم کرکے وہاں سب ڈویژنل افسر مقرر کئے جاتے ہیں۔ اور یہ ڈپٹی کمشنروں

کے ماتحت ایسے ہی اختیارات رکھتے ہیں ؛

۶- ہر ضلع میں ایک ڈسٹرکٹ بورڈ ہوتا ہے اور ہر شہر اور قصبہ میں ایک میونسپل کمیٹی ڈسٹرکٹ بورڈ کے ممبر پہلے کچھ منتخب ہوتے تھے کچھ نامزد۔ اب تقریباً سب ممبر منتخب ہؤا کرینگے۔ یہاں تک کہ پریذیڈنٹ صاحب بھی انتخاب شدہ ممبروں میں سے ہی چن لئے جائیں گے ؛

۷- ڈسٹرکٹ بورڈ کے فرائض حسب ذیل ہیں:-
انتظام جائداد ڈسٹرکٹ بورڈ ہسپتالوں سراؤں مدرسوں کی عمارات کی تعمیر و مرمت۔ معلموں اور متعلموں کے وظائف کا اہتمام۔ انتظام آب رسانی و صفائی۔ درختوں کا لگوانا۔ منڈیوں آرام گاہوں اور فوجوں کے ٹھیرنے کے میدان کی حفاظت اور انتظام۔ زراعت کے لئے بند۔ پل اور تالاب بنوا کر پانی کے جمع اور تقسیم کرنے کا بندوبست۔ پیدائش اور اموات کا رجسٹر رکھنا۔ سڑکوں کی تعمیر اور مرمت۔ میلوں زراعتی اور صنعتی نمائشوں کا انتظام اور کانجی ہوس کا انتظام ؛

سوالات

۱- ضلع کا انتظام کس طرح ہوتا ہے ؟
۲- ڈپٹی کمشنر کے سپرد کیا کیا کام ہیں ؟
۳- افسر مال اور افسر خزانہ کسے کہتے ہیں ؟
۴- ڈسٹرکٹ بورڈ کے فرائض بیان کرو ؛

۳۳- سوتے جاگتے کی داستان (۱)

خلیفہ ہارُون الرّشید کے عہد معدلت میں ایک سوداگر نہایت امیروکبیر تھا۔ اور اُس کے ہاں ایک ہی لڑکا تھا۔ جس کا نام ابوالحسن تھا۔ اس سوداگر کے مرنے کے بعد ابوالحسن تمام املاک کا وارث ہوُا۔ مگر مالِ مفت دلِ بے رحم۔ روپے کی قدر نہ کی۔ دن رات

عیش و عشرت۔ ناچ رنگ کی محفل گرم رہنے لگی۔ آخر ابوالحسن کے دوست مال دار ہو گئے اور وہ مفلس۔ اُس کی ناداری دیکھ کر زمانہ ساز دوستوں نے اُس کے گھر آنا جانا بند کر دیا۔ یہاں تک کہ اگر وہ راہ میں مل جاتا تو وہ اُس سے آنکھ چرا کر نکل جاتے۔ دوستوں کی یہ بے مروّتی دیکھ کر ابوالحسن بہت حیران ہؤا۔ اُس کی والدہ نے اُسے پریشان خاطر دیکھ کر پُوچھا۔ کہ بیٹا آج اُداس کیوں ہو۔ مجھے تمہاری بے اعتدالیاں دیکھ کر پہلے ہی یقین تھا۔ کہ تم جلد مفلس ہو جاؤ گے۔ افسوس تم نے اپنا تمام زر و مال نالائق دوستوں کو کھلا دیا۔ جو آج تم سے صاحب سلامت کے بھی روادار نہیں +

۳۔ ابوالحسن والدہ کی گفتگو سن کر رو پڑا پھر وہ اُن دوستوں کے پاس گیا۔ جن پر اُسے کمال اعتبار تھا۔ اور اُن سے قرض مانگا لیکن سب نے کانوں پر ہاتھ رکھا اور صاف انکار کر دیا۔ ابوالحسن شکستہ دل ہو کر گھر آیا اور عہد کیا۔ کہ اب کسی بغدادی سے دوستی نہ کروں گا۔ پھر کچھ مال اسباب فروخت

کر کے کچھ تھوڑا سا سرمایہ اکٹھا کیا۔ اور نہایت احتیاط سے گھر رکھا اور اپنا یہ دستور ٹھیرا لیا کہ ہر روز ایک نئے نو وارد مسافر کو اپنے ساتھ گھر لے جاتا۔ اُس کو کھانا کھلاتا۔ آدھی رات تک اس سے باتیں کرتا۔ فجر ہوتے ہی اُس کو رخصت کر دیتا پھر دوسرے دن اور مسافر کو لے آتا اور اُس کی بھی پہلے مسافر کی طرح ضیافت کرتا اور کہہ دیتا کہ پھر کبھی میرے گھر نہ آنا۔ وہ ملاقات سے گھبراتا تھا۔ یہ دستور اِس وجہ سے بنا رکھا تھا۔ کہ وہ دوسروں کے ساتھ مِل کر کھانا کھانے کا عادی تھا ٭

۳۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ابو الحسن کِسی نو وارد کی تلاش میں بغداد کے پُل پر بیٹھا ہؤا تھا۔ کہ خلیفہ ہارون الرشید سے مِلا۔ خلیفہ نے اپنا بھیس بدلا ہؤا تھا۔ کوئی اُسے پہچان نہ سکتا تھا۔ خلیفہ کی عادت تھی کہ وہ ہر رات اپنا لباس تبدیل کر کے حکّام شہر اور رعایا کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے نکلتا تھا۔ اُس دن خلیفہ ایک موصل کے سوداگر کے بھیس میں تھا۔ اور اُس کے ہمراہ ایک

غلام تھا۔ ابوالحسن نے سلام علیک کر کے کہا کہ بندہ پرور آج رات غریب خانہ پر تشریف لا کر تناول ما حضر سے مشکور فرماویں۔ خلیفہ نے اُس کی دعوت قبول کر لی۔ گھر پہنچ کر ابوالحسن نے خلیفہ کو جسے وہ موصل کا سوداگر سمجھتا تھا۔ پُر تکلّف کمرے میں بٹھایا۔ پھر خود اپنے ہاتھ سے دستر خوان بچھایا اور اُس پر نہایت پُر تکلّف کھانا چن دیا۔ دستور عرب کے مطابق دونو کھانے کو بیٹھے اور کھانا کھانے میں کوئی بات نہ کی ابوالحسن اچھی اچھی چیزیں اُٹھا کر اپنے مہمان عزیز کے سامنے رکھتا تھا۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو خلیفہ کے غلام نے دونو کے ہاتھ دُھلائے۔ جب کھانا اُٹھا لیا گیا۔ تو پھر ابوالحسن کی والدہ نے نہایت اعلےٰ قسم کے میوہ جات سنہری تشتریوں میں لا کر اُن کے سامنے رکھے خلیفہ ابوالحسن کی بذلہ سنجیوں سے بہت خوش ہؤا اور اُس کے حالات پوچھے۔ ابوالحسن نے اپنی تمام کیفیت بیان کی۔ جب رات زیادہ گزر گئی۔ تو خلیفہ نے کہا کہ بھائی اب تم بھی آرام کرو اور مَیں بھی آرام کرتا ہوں۔ کیونکہ مجھے صبح منزل پر جانا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میں بھی

تمہاری خدمت کروں - میں بغدادی دوستوں کی طرح نہیں ہوں +

۴ - ابوالحسن نے کہا کہ اے میرے عزیز مہمان جو کچھ تم نے کہا ہیں تمہاری اس جوانمردی پر تمہاری تعریف کرتا ہوں اور تمہارا مشکور ہوں مگر مجھے کسی چیز کی حاجت نہیں ہے - البتہ ایک امر ایسا ہے جسے میں اپنے لئے تکلیف محسوس کرتا ہوں - تم پردیسی ہو شاید نہیں جانتے کہ بغداد میں ہزاروں محلے ہیں اور ہر محلے میں ایک امام مسجد رہتا ہے - اس محلہ کا امام نہایت شریر - بد باطن اور ریا پسند ہے - اُس کی مردم آزاری سے میں بہت تنگ ہوں - اُس کے چار مشیر ہیں وہ بھی اُس کی طرح مردم آزار ہیں - تمام محلہ اُن سے نالاں ہے - اور خاص کر میں تو بہت تنگ ہوں - خلیفہ نے کہا - کہ تم نے اُن کی نسبت کیا علاج تجویز کیا ہے - ابوالحسن نے کہا - علاج میری دعا ہے - کہ خدا مجھے فقط ایک دن کے لئے خلیفہ ہارون الرشید بنا دے - خلیفہ نے کہا کہ اگر خلیفہ بن جاؤ تو کیا کرو - ابوالحسن نے کہا کہ جو چار اُس کے مشیر ہیں سو سو دُرّے اُن کی پیٹھ پر لگواؤں

اور چار سو دُرّے اس امام کی پشت پر۔ پھر میرے دل کی حسرت نکلے اور آئندہ دوسروں کو عبرت ہو کہ جو لوگ اپنے ہمسائیوں کو تنگ کرتے ہیں اُن کی یہی سزا ہے۔ یہ سُن کر خلیفہ نے دل میں ارادہ کیا۔ کہ اس فعل کو اُس سے پورا کرا دے۔ اس نے غلام کی طرف اشارہ کیا۔ اُس نے کسی حکمت سے گلاس میں سفوف بیہوشی گھول کر ابو الحسن کو پلا دیا۔ ابوالحسن نے کہا۔ صبح جاتے ہوئے دیوان خانہ کا دروازہ بند کر کے جانا +

۵۔ جب ابو الحسن پر آثار بیہوشی طاری ہو گئے اور غافل ہو گیا۔ تو خلیفہ نے غلام کو جو غلام گردش میں موجود تھا۔ بلا کر کہا کہ اس شخص کو اپنے کندھے پر اُٹھا کر لے چل اور اس گھر کو اچھی طرح پہچان لے۔ جب میں کہوں گا اسے لا کر یہاں چھوڑ جانا ہو گا۔ خلیفہ ابو الحسن کو لئے ہوئے اپنی خوابگاہ میں گیا۔ وہاں سب غلام اور خواجہ سرا اور کنیزیں خلیفہ کے تشریف لانے کے انتظار میں تھے خلیفہ نے حکم دیا۔ کہ اس آدمی کو میرے شبخوابی کے کپڑے پہناؤ اور میرے پلنگ پر لٹا دو

اور صبح جس وقت یہ بیدار ہو۔ تو جس طرح مجھے مخاطب کیا کرتے ہو اُسی طرح امیر المومنین کے نام سے اسے مخاطب کرو اور اسے میرا قائم مقام جانو۔ پھر خلیفہ نے وزیر جعفر کو بُلا کر کہا۔ کہ صبح ایک آدمی اور ہماری جگہ تخت پر جلوس کرے گا۔ اُس کو ہمارا قائم مقام سمجھنا۔ ہر طرح سے آداب شاہی جو میرے لئے مخصوص ہیں بجا لانا۔ جس کو وہ سزا دے اُسے سزا دینا۔ اور جسے وہ انعام دلوائے فوراً انعام دینا۔ پھر مسرور خواجہ سرائے کو بلا کر کہا۔ کہ جس طرح مجھ کو صبح کے وقت نماز کے لئے جگایا کرتا ہے۔ اُس شخص کو بھی ایسے ہی جگانا۔ غرض خلیفہ تمام ہدایات جاری کرنے کے بعد دوسرے مکان میں جا کر سو رہا +

سوالات

۱۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :۔

املاک ۔ پریشان خاطر ۔ صاحب سلامت ۔ شکستہ دل ۔ نو وارد ۔ عادی ۔ پر تکلّف ۔ ماحضر ۔ تناول +

۲۔ ذیل کے محاورات کی تشریح کرو :۔

آنکھیں چرا کر نکل جانے ۔ مال مفت دل بیرحم +

۳- امام مسجد سے کیا مراد ہے ؟
۴- غلام گردش کسے کہتے ہیں - اور خواجہ سرا سے کیا مطلب ہے ؟

۳۴- کلامِ شبلی

افلاس سے تھا سیدۂ پاک کا یہ حال
گھر میں کوئی کنیز نہ کوئی غلام تھا
گھس گھس گئی تھیں ہاتھ کی دونو ہتھیلیاں
چکّی کے پیسنے کا جو دن رات کام تھا
سینہ پہ مشک بھر کے جو لاتی تھیں بار بار
گو نور سے بھرا تھا مگر نیل فام تھا
اٹ جاتا تھا لباس مبارک غبار سے
جھاڑو کا مشغلہ بھی جو ہر صبح و شام تھا
آخر گئیں جنابِ رسولِ خدا کے پاس
یہ بھی کچھ اتفاق کہ واں اذن عام تھا
محرم نہ تھے جو لوگ تو کچھ کہ سکیں نہ عرض
واپس گئیں کہ پاسِ حیا کا مقام تھا

پھر جب گئیں دوبارہ تو پوچھا حضور نے
کل کس لئے تم آئی تھیں کیا خاص کام تھا
غیرت یہ تھی کہ اب بھی نہ کچھ منہ سے کہ سکیں
حیدر نے ان کے منہ سے کہا جو پیام تھا
ارشاد یہ ہؤا کہ "غریبانِ بے وطن
جن کا کہ صُفّۂ نبوی پہ قیام تھا
مَیں اُن کے بندوبست سے فارغ نہیں ہؤا
ہرچند اس میں خاص مجھے اہتمام تھا
جو جو مصیبتیں کہ اب ان پر گذرتی ہیں
مَیں اُس کا ذمّہ دار ہوں میرا یہ کام تھا
کچھ تم سے بھی زیادہ مقدّم تھا انکا حق
جن کو کہ بھوک پیاس سے سونا حرام تھا
خاموش ہو کے سیّدۂ پاک رہ گئیں
جرأت نہ کہ سکیں کہ ادب کا مقام تھا
یوں کی ہر اہلِ بیت مطہر نے زندگی
یہ ماجرائے دُخترِ خیر الانام تھا

سوالات

۱- سیّدۂ پاک کے لفظی اور معنوی معنے بتاؤ۔
۲- غلام اور کنیز میں کیا فرق ہے؟
۳- اذنِ عام کی تشریح کرو۔
۴- جناب حیدر کون تھے اور اصحاب صفہ سے کیا مراد ہے؟
۵- خیرالانام کے لفظی معنے بتاؤ۔ شاعر کا اشارہ کن کی طرف ہے؟

۳۵۔ سوتے جاگتے کی داستان (۲)

صبح خلیفہ ایسی جگہ چھپ کر بیٹھا۔ کہ جہاں سے وہ ابو الحسن کی تمام حرکات دیکھ سکے اور اُس کو کوئی نہ دیکھے۔ اب جب صبح ہو گئی تو تمام خواصیں کنیزیں۔ لونڈیاں اپنی اپنی جگہ پر مؤدبانہ طریق سے کھڑی ہو گئیں اتنے میں ایک خواجہ سرائے نے اسفنج کا ایک ٹکڑہ سرکہ میں تر کرکے ابو الحسن کی ناک کے پاس لیجا کر سونگھایا۔ ابو الحسن کو چھینک آ گئی اور اُس نے چاہا کہ تھوکے۔ ایک کنیز نے بڑھ کر سونے کا اُگال دان آگے کر دیا۔ تاکہ قالین خراب نہ ہو۔ ابو الحسن نے آنکھیں کھول دیں۔ اور اپنے آپ کو ایک نہایت سجے ہوئے کمرہ میں پایا۔ جس میں کئی قسم کی شمعیں روشن تھیں۔ اور کمرے کی چھت نہایت خوبصورت

مطلا تھی - پھر اُس نے سامنے نہایت حسین و جمیل کنیزوں کو صف بستہ دیکھا - بعض کے ہاتھ میں مورچھل تھے - بعض سونے کے اُگالدان لئے ہوئے تھیں - اور بعض کے ہاتھوں میں گانے بجانے کے آلات تھے - لحاف اور پلنگ پوش بھاری کمخواب کا تھا اور اُس کے گرد موتیوں کی جھالر لٹک رہی تھی - ابوالحسن نے اسے خواب سمجھا اور پھر آنکھیں بند کر لیں ایک خواجہ سرائے نے بڑھ کر کہا یا امیرالمومنین یہ سونے کا وقت نہیں ہے نماز کا وقت ہو چکا ہے *

۲ - ابوالحسن نے آنکھیں کھول دیں - دل میں نہایت خوش ہوا اور اُٹھ کر بیٹھ گیا - اُسے یقین ہو گیا کہ واقعی خدا نے مجھے خلیفہ بنا دیا ہے - اتنے میں کنیزیں زمین بوس ہو کر گانے لگیں اور ساز بجانے لگیں - ابو الحسن اس قدر حیران ہوا - کہ اپنے آپ کو بھول گیا یکایک پھر اُس کو خیال آیا کہ مَیں خواب دیکھ رہا ہوں یا بیداری ہے - اُس نے پھر اپنی آنکھیں بند کر لیں - پھر جب اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں - تو مسرور خواجہ سرائے آگئے

بڑھا اور عرض کیا۔ کہ یا امیر المومنین آج کیا وجہ ہے۔ کہ حضور نے نماز صبح ادا نہیں کی۔ کیا خداوند کی طبیعت کچھ خراب ہے یا یوں ہی سُستی تھی۔ اب بستر سے اُٹھئے۔ دربار عام کو تشریف لے جائیے۔ اور حکم احکام جاری فرمائیے۔ ابو الحسن نے کہا کہ آپ دھوکہ میں ہیں کہ مجھے امیر المومنین کہہ رہے ہیں۔ مسرور نے کہا۔ کہ خداوند کیا آپ غلام کی آزمائش کرتے ہیں۔ خانہ زاد کس طرح اپنے آقائے نعمت کو بھول سکتا ہے۔ شاید رات کو کوئی خواب پریشان دیکھا ہے۔ ابو الحسن یہ سُن کر بہت ہنسا۔ پھر ایک خورد سال حبشی سے پوچھا کہ سچ بتا مَیں کون ہوں۔ اُس نے کہا حضور خلیفہ امیر المومنین ہیں۔ ابو الحسن نے کہا۔ تو سخت جھوٹا ہے۔ اور اس وجہ سے تیری صورت اس قسم کی منحوس ہو گئی ہے۔ پھر ایک کنیز کی طرف متوجّہ ہوا اور کہا کہ ادھر آ اور اپنے دانتوں سے ذرا میری اُنگلی کو کاٹ تا کہ مَیں دیکھوں کہ مَیں بیدار ہوں۔ خواص نے آہستہ سے ابو الحسن کی اُنگلی کو کاٹا۔ وہ درد سے تلملا اُٹھا اور کہا کہ میں واقعی خلیفہ

بن گیا ہوں اور یہ امر نہایت حیرت انگیز ہے۔ پھر اس کنیز سے پوچھا۔ کہ خدا کے لئے سچ سچ بتاؤ کہ میں واقعی امیرالمومنین ہوں اور تمہارا مالک ہوں۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ آپ واقعی ہمارے مالک اور صاحب ہیں ٭

۳۔ پھر جب ابوالحسن نے اُٹھنے کا ارادہ کیا۔ تو ایک خواجہ سرائے نے بڑھ کر ہاتھ تھام لیا اور تمام محل میں آداب و سلام کا شور مچ گیا۔ حاضرین نے دعا دی۔ کہ یہ دن خیریت سے گزرے۔ ابوالحسن حیران تھا۔ کہ کل تک تو میں ابوالحسن تھا۔ آج خلیفہ بن گیا ہوں۔ یہ معاملہ کیا ہے؟ پھر خواجہ سراؤں نے ابوالحسن کو خلیفہ کی پوشاک پہنائی اور دونو طرف قطاریں باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ مسرور آگے بڑھا اور ابوالحسن کو دربار عام کی طرف لے گیا۔ دو امیر آگے بڑھے اور اُنہوں نے اُس کے بازوؤں میں ہاتھ دے کر تخت پر بٹھایا۔ اُس نے اپنے دائیں بائیں نظر کی تو دیکھا کہ بڑے بڑے سردار مؤدب کھڑے ہیں۔ اتنے میں وزیر اعظم جعفر بھی آ موجود تھا۔ ابوالحسن نے دیوان عام کے دروازے کھلوا دئے۔ اور حکم دیا کہ شہر

کا کوتوال حاضر ہو۔ وہ آیا تو کہا کہ فلانے
محلّہ کے امام مسجد کو درّے لگائے جائیں اور
اونٹ پر اُلٹا سوار کر کے تمام شہر میں تشہیر
کیا جائے۔ اور آگے آگے اُن کے منادی کرائی
جائے۔ کہ یہ سزا اُن لوگوں کی ہے۔ جو اپنے
اہلِ محلّہ کو ناحق تنگ کریں اور اُن پر
جھوٹی تہمتیں لگائیں۔ کوتوال نے خلیفہ کا حکم
لے کر تعمیل کی۔ کیونکہ در حقیقت وہ امام مسجد
اور اُس کے مشیر مفسد اور شریر تھے۔ پھر
ابو الحسن نے وزیر اعظم سے کہا۔ کہ فلانے
محلّہ میں ابو الحسن نامی ایک شخص رہتا ہے۔
اُس کی والدہ کو ایک ہزار اشرفی پہنچا دو۔
اور کہو۔ کہ یہ خلیفہ نے تجھے بھیجی ہیں۔ اس
حکم کی بھی فوراً تعمیل ہوئی۔ جب تمام امور سے
فراغت ہو چکی۔ تو ابو الحسن نے دربار برخاست
کر دیا۔ اور اراکین دربار رخصت ہو گئے۔
ابو الحسن وزیر اور مسرور کی مدد سے تخت سے
نیچے اُترا اور محل کی جانب چلا۔ محل میں خاصہ تیار
تھا۔ جس کی خوشبو سے اُس کا دماغ معطّر
ہو گیا ؛

۴۔ رات کو ابو الحسن نے محل کے سات

پر تکلف کمروں کی سیر کی ۔گانا سنا اور رقص دیکھا نصف شب کے قریب کنیزوں نے خلیفہ کے حکم سے اُسے سفوف بیہوشی دے کر بے ہوش کر دیا۔ ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے۔ اور وہی روز اوّل کی کیفیت ہو گئی۔ خلیفہ نے حکم دیا۔ کہ اس کے شاہی کپڑے اُتار لو اور اس کے اصلی کپڑے اس کو پہنا دو۔ غلام نے حکم کی تعمیل کی۔ پھر خلیفہ نے کہا کہ اُس کو لیجا کر اُس کے مکان کے دیوان خانہ میں لٹا دو۔ اور باہر نکلتے وقت دروازہ کھلا چھوڑ دینا۔ غرض جب غلام اُس کو گھر چھوڑ آیا۔ تو وہ تمام رات بے ہوش رہا۔ صبح ہونے پر اُس نے آنکھ کھولی اور اپنے گھر کو دیکھ کر سخت حیران ہوا۔ کنیزوں اور خواجہ سراؤں کے نام لے لے کر آوازیں دیں۔ اور کہا کہ تم کدھر ہو۔ یہاں کیوں نہیں آتے۔ ابوالحسن کی ماں اُس کی آواز سُن کر دَوڑی ہوئی آئی۔ اور کہا۔ کہ بیٹا خیر ہے۔ کیوں اس طرح کی باتیں کرتے ہو۔ ابوالحسن نے اپنی ماں کی طرف نہایت غرور سے دیکھا اور کہا کہ اے اچھی بی بی تو کیسے اپنا بیٹا کہتی ہے۔ اُس نے کہا۔ کہ کیا تو میرا بیٹا

نہیں ہے۔میں حیران ہوں کہ تو مجھے بھول کیوں گیا۔ابو الحسن نے کہا۔کہ اے نا لائق عورت ہوش کی دوا کر۔میں ہرگز تیرا بیٹا نہیں ہوں۔تو نہایت جھوٹی ہے۔ادب سے بات کر۔میں امیر المومنین ہوں۔اُس کی ماں نے کہا۔بیٹا خاموش رہ۔ایسی بیہودہ گفتگو نہ کر۔ورنہ لوگ تجھے ابھی پکڑ لے جاوینگے۔ابو الحسن نے کہا۔کہ میں پاگل نہیں ہوں۔میرے ہوش و حواس درست ہیں۔میں فی الحقیقت امیرالمومنین ہوں۔ماں نے جواب دیا کہ معلوم ہوتا ہے تجھ پر کسی جن کا سایہ ہو گیا ہے۔یا کوئی شیطانی چیز تیرے جسم میں حلول کر گئی ہے میں درحقیقت تیری ماں ہوں۔اور تو میرا بیٹا ابو الحسن ہے۔دیکھ یہ گھر تیرا ہے۔خلیفہ کا محل نہیں ہے +

ابو الحسن یہ سُن کر کچھ سوچنے لگا اور تھوڑی دیر ٹھیر کر آنکھیں کھولیں۔اور کہا کہ اماں جو کچھ تونے کہا ہے یہ سب سچ ہے۔اور میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ میرا مکان ہے۔اور میں ابو الحسن ہوں۔لیکن میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ یہ باتیں میرے دماغ میں کیونکر پیدا ہو گئیں +

سوالات

۱- ابو الحسن نے خلیفہ کے محل میں بیدار ہو کر کیا دیکھا- اس کی کیفیت اپنے الفاظ میں بیان کرو ۔

۲- ابو الحسن کے دربار کا حال لکھو ۔

۳- دربار عام کسے کہتے ہیں؟

۴- محل میں خاصہ تیار تھا-اس فقرے کا مطلب بیان کرو ۔

۵- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
حلول - تلملا - امور - سفوف - پلنگ پوش - کمخواب - جھالر ۔

۳۶۔ شاہ قانوت

شاہ قانوت فخر انگلستان (۱) خسرو نیک خو عظیم الشان
ملک کی روح سلطنت کی جان — عدل گستر ملک سیرا انسان

تخت شاہی پہ جلوہ فرما تھا
اور مشیروں کا گرد حلقہ تھا

ہمہ تن یکزباں تھا سب دربار (۲) تو شہنشاہ ہے ابر گوہر بار
تیرا دربار ہے بڑا دربار — تیری سرکار ہے بڑی سرکار

کیوں نہ ہوں آج تیرے زیر عناں
بحر و بر - آدمی - پری - انساں

سُن کے یہ بولے خسرو ذیشان (۳) گر سمندر ہے تابع فرمان
آزماتا ہوں اُسکو میں اِس آن — آؤ دِل کا نکالئے ارمان

لے چلو تخت کو سمندر پر
اب حکومت کے دیکھیئے جوہر

تھا سمندر بھی خوب زوروں پہ (۴) لہریں لاتی تھیں آسماں کی خبر
اور ہوا چل رہی تھی جوں صرصر — گو کہ سرگرم جنگ تھے عنصر

وہ تلاطم تھا بس خدا کی پناہ
اور چھایا ہوا تھا ابر سیاہ

ساتھ سردار سلطنت آئے (۵) دیکھ کر مد و جزر گھبرائے

اور حماقت پہ اپنی پچھتائے — "نشہ" کو کہتے تھے کون سمجھائے

نشہ کے دل میں خودی سمائی ہے
دیکھئے کس کی شامت آئی ہے

(۶) پھر مخاطب ہو شاہ نے فرمایا — اے سمندر یہ شور ہے کیسا
ہے یہ طوفان کس لئے برپا — تجھکو گستاخ ڈر نہیں میرا

تیرے دل میں یہ کیا سمایا ہے
کیوں بغاوت پہ سر اُٹھایا ہے

(۷) اتنے میں ایک موج محشر خیز — کر کے منہ زور باد پا مہمیز
نشہ کی جانب بڑھی نہایت تیز — لے چلی سوئے بحرِ شور انگیز

سب کے ہاتھوں کے اُڑ گئے طوطے
اور شہنشاہ بال بال بچے

(۸) شاہ قانوت نے نظر کو اٹھا — سوئے اعیانِ سلطنت دیکھا
اور غصّہ سے لال ہو کے کہا — اے خوشامد کے پُتلو کیا کہنا

دُور ہو جاؤ منہ کو کالا کرو
لیکے اک چلّو پانی ڈوب مرو

(۹) وہ ہی پروردگار وہ ستّار — جس نے پیدا کئے ہیں لیل ونہار
اُس کا بندہ ہے قلزم ذخّار — سارے عالم کا ہے وہی سردار

ہے فقط اُس کے تابع فرمان
بحر و بر آدمی پری انسان

خان احمد حسین خان

سوالات

۱- شاہ قانوت کون تھا؟ اُس کے حالات بیان کرو +

۲- وہ درباریوں سے کیوں ناراض ہؤا؟

۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ:-
خسرو - عدل گستر - ملک بیر - زیر عنان - صرصر - مدّ و جزر +

۴- ذیل کے فقروں کی تشریح کرو:-
آؤ دل کا نکالئے ارمان -
گویا سرگرم جنگ تھے عنصر -
دل میں جو دُھن سمائی ہے -
سب کے ہاتھوں کے اُڑ گئے طوطے -
بال بال بچے -

۵- ذیل کے شعر کا مطلب بیان کرو:-
دُور ہو جاؤ منہ کو کالا کرو
لیکے اک چُلّو پانی ڈوب مرو

۳۷۔ سوتے جاگتے کی داستان (۳)

ابو الحسن کی ماں نے خیال کیا۔ کہ اس کو شاید کوئی دماغی بیماری ہو گئی ہے۔ جس کے سبب سے یہ اس قسم کی گفتگو کرتا ہے۔ یہ خیال کر کے وہ کچھ مسکرائی۔ اور کہا کہ بیٹا شاید تُو نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ ابو الحسن نے پھر ذرا سوچ کر کہا۔ کہ او نالائق عورت سوچ سمجھ کر بات کر۔ میں ہرگز تیرا بیٹا نہیں ہوں۔ اور نہ تو میری ماں ہے۔ تُو بے ادب ہے۔ کہ مجھے اپنا بیٹا کہتی ہے۔ کیا تجھے معلوم نہیں۔ کہ میں امیر المومنین اور تمام مسلمانوں کا سردار ہوں۔ اُس کی ماں نے کہا کہ بیٹا خدا کے لئے اپنی زبان بند کر۔ کیا تو نے اِس محلہ کے امام اور اُس کے چار مشیروں کا حال نہیں سُنا۔ کل کوتوال

نے انہیں سزائے تازیانہ دی اور پھر تشہیر کر کے شہر بدر کر دیا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تیرا بھی یہ ہی حال نہ ہو +

۲۔ ابو الحسن نے کہا۔ کہ اے مکار بڑھیا غور سے سُن۔ کہ نہ تو میں تیرا بیٹا ہوں اور نہ ہی ابو الحسن ہوں۔ بلکہ امیر المومنین بادشاہ بحر و بر ہوں۔ میں نے ہی کوتوال کو حکم دے کر امام مسجد کو سزا دلوائی ہے۔ ماں نے گھبرا کر کہا کہ بیٹا خدا کے لئے ایسی فضول باتیں نہ کرو ابو الحسن نے کہا کہ اے بڑھیا خاموش رہ ورنہ ایسی سخت سزا دوں گا کہ قیامت تک یاد رہیگی۔ میں نے تجھے ایک دفعہ کہہ دیا۔ کہ میں امیرالمومنین ہوں۔ ماں نے سمجھ لیا کہ یہ دیوانہ ہو گیا ہے۔ اور رونے لگی۔ لیکن ابوالحسن کو اُس کے رونے پر اور غصّہ آ گیا۔ اور کہا کہ اے ملعونہ سچ بتا کہ مَیں کون ہوں۔ اُس نے محبتانہ لہجہ میں کہا کہ تو میرا پیارا بیٹا ابو الحسن ہے۔ جس کو مَیں نے جنا ہے۔ پرورش کیا ہے اور دود پلایا ہے۔ تو بہت بُرا کرتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو خواہ مخواہ امیر المومنین کہتا ہے۔ یہ لفظ تو خاص ہمارے مہربان بادشاہ کے لئے ہے۔

جس نے کل ایک غلام کے ہاتھ مجھے ایک ہزار اشرفی کی تھیلی بھیجی ہے۔ ابوالحسن کو یہ سُن کر اپنے امیرالمومنین ہونے کا اور زیادہ خیال ہُوا کیونکہ اُس نے وزیر جعفر سے کہہ کر اشرفیاں بھجوائی تھیں۔ پھر اپنی ماں کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ کہ او مکّارہ یہ مہربانی مَیں نے ہی کی تھی۔ باوصف اس کے تجھے یقین نہیں آتا اب میرا فرض ہے۔ کہ تجھے اس جھوٹ پر سخت سزا دوں۔ یہ کہہ کر اُس نے لاٹھی اُٹھا لی اور اپنی ماں کو زور زور سے مارنے لگا۔ غریب ضعیفہ چلّانے لگی۔ شور سن کر ہمسائے جمع ہو گئے۔ ابوالحسن کے ہاتھ سے لاٹھی چھین لی۔ اور کہا کہ تجھے کیا ہو گیا کہ تو اپنی ماں پر ہاتھ اُٹھاتا ہے۔ یہ سُن کر اُسے غُصّہ آ گیا ٭

۳۔ ابوالحسن کہنے لگا۔ کہ کون گدھا ابوالحسن ہے۔ مَیں ابوالحسن نہیں ہوں۔ میں امیرالمومنین ہوں۔ یہ ذلیل عورت میری ماں نہیں ہو سکتی میں نہیں جانتا۔ کہ تم کون ہو۔ اب تو لوگوں کو یقین آ گیا کہ یہ دیوانہ ہے۔ اور جیسا کہ ماں کو مارا ہم پر بھی دست درازی کریگا۔

ایک شخص نے دَوڑ کر داروغہ پولیس کو خبر کر دی وہ آ گیا۔ آتے ہی دو چار کوڑے لگائے اور ہتھ کڑی لگالی۔ اب غریب ابوالحسن کی آنکھیں کھُلیں۔ راستہ میں لوگ اُسے گھونسے مارتے اور گالیاں دیتے تھے۔ داروغہ اُسے جیلخانہ لے گیا۔ اُسے ایک آہنی قفس میں بند کر کے حکم دیا کہ پچاس کوڑے ہر روز اسے لگاؤ۔ چند دن میں ابوالحسن نہایت دُبلا ہو گیا پھر اُس نے اپنی غلطی تسلیم کر کے معافی مانگی اور کہا کہ وہ موصلی سوداگر جو دیوان خانہ کا دروازہ کھلا چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ کوئی شیطان تھا۔ اُسی نے مجھے خراب کیا۔ آخر داروغہ نے اُس کی ماں کی سفارش پر اُسے گھر جانے کی اجازت دے دی +

۴۔ چند دن کے بعد جب ابوالحسن کے جسم میں طاقت آئی۔ تو وہ پھر حسب معمول ایک نیا مہمان ہر روز گھر لانے لگا۔ ایک دن وہ مہمان کے انتظار میں بغداد کے پُل کے قریب کھڑا تھا کہ پھر خلیفہ ایک موصلی سوداگر کے بھیس میں گذرا۔ ابوالحسن نے اُسے پہچان لیا اور اُسے منحوس سمجھ کر اُس کی طرف سے منہ

پھیر لیا۔ خلیفہ نے چاہا کہ اس سے صاحب سلامت کرے کہ ابو الحسن نے کہا حضرت اپنی راہ لیجئے۔ آپ کی وجہ سے میں دیوانہ بنا۔ جیل خانہ گیا اور کوڑے کھائے۔ خلیفہ جھٹ ابو الحسن کے گلے لگ گیا اور کہا کہ یہ ناممکن ہے۔ اب میں تمہیں چھوڑ کر دوسری جگہ جاؤں خدا کے لئے میرا قصور معاف کر دو۔ اس دفعہ میں دیوان خانہ کا دروازہ بند کر کے جاؤں گا۔ ابو الحسن خلیفہ کی منّت خوشامد سے مجبور ہو گیا اور پھر اُسے گھر لے گیا۔ پھر اپنی ماں سے طرح طرح کے کھانے پکوائے پھر دستر خوان بچھایا۔ اور مہمان کو کھانا کھلایا۔ دوران گفتگو میں خلیفہ نے پوچھا کہ تم شادی کیوں نہیں کرتے۔ تو ابو الحسن نے جو اس وقت سرور میں تھا کہا کہ میری منشا تو یہ ہے۔ کہ میری شادی اگر ہو تو اُس نازنین سے ہو جو خلیفہ کے محل میں بانسری بجاتی تھی۔ اور مَیں نے اُسے خواب میں دیکھا تھا آدھی رات کے وقت خلیفہ نے پھر ابو الحسن کو سفوف بیہوشی دے کر بیہوش کیا۔ اور جیسے پہلے کیا تھا۔ پھر اُسے اپنے محل میں

لے گیا +

۵۔ علی الصباح جب ابو الحسن بیدار ہؤا۔ تو پھر خلیفہ کے محل میں تھا۔ خواجہ سرا بے مؤدب کھڑے تھے۔ کنیزیں اور خواصیں ساز درست کر رہی اور سونے چاندی کے اُگالدان لئے کھڑی تھیں۔ ابو الحسن کانپ گیا۔ اور کہنے لگا اس موصلی سوداگر نے مجھے دھوکا دیا۔ اُسکا وعدہ تھا۔ کہ جاتے ہوئے دروازہ بند کرکے جاؤں گا۔ مگر ظالم بھول گیا۔ شیطان کو موقعہ مل گیا اور آج پھر اُس نے میرے دماغ میں حلول کیا ہے۔ وہ کھڑا ہو کر دعا مانگنے لگا۔ کہ یا خدا مجھے شیطان سے بچا۔ وہ آنکھیں بند کرکے لیٹ گیا۔ اور کہنے لگا آپ ہی شیطان اُکتا کر چلا جائے گا۔ مگر محل کی کنیزوں نے اُسے سونے نہ دیا۔ ناچار اس سے وہی سوال کئے جو پہلے کئے تھے۔ پھر ایک خواص کو بُلا کر کہا۔ کہ تو میرا کان کاٹ تاکہ میری آنکھ کھُل جائے۔ اُس نے اس زور سے کاٹا کہ ابو الحسن درد سے چلانے لگا۔ اُس کے چلّانے پر خواصوں نے یکبارگی تمام ساز بجانے شروع کر دئے۔ اور خواجہ سرا بے ناچنے

اور کودنے لگے۔ یکایک ابوالحسن کو جوش آ
گیا۔ اور وہ بھی اُٹھ کر ناچنے اور اُچھلنے
کودنے لگا۔ اور حالتِ جوش میں اپنے تمام
کپڑے اُتار ڈالے صرف ایک پاجامہ رہنے دیا
وہ ناچتا ناچتا اِتنا دوہرا ہو جاتا تھا۔ کہ اُسکا
سر زمین کے ساتھ جا لگتا تھا *

۱۱۔ خلیفہ یہ حال دیکھ کر ہنستے ہنستے لوٹ
گیا اور بے ساختہ بول اُٹھا۔ کہ اے ابوالحسن
خدا کے لئے بس کر۔ کیا مجھے ہنساتے ہنساتے
مار ڈالے گا۔ خلیفہ کی آواز سُن کر سب خاموش
ہو گئے۔ ابو الحسن نے خلیفہ کو پہچان لیا اور
کہا کہ معقول حضور ہی موصل کے سوداگر بنے
ہوئے تھے۔ پھر اُس نے اپنے جسم پر کوڑوں
کے داغ دکھائے اور کہا۔ کہ یہ حضور کی
خوش طبعی اور مذاق کے تمغے ہیں۔ خلیفہ نے
اُسے گلے سے لگا کر کہا۔ کہ تو میرا بھائی ہے
میں تیری ان تمام تکالیف کی تلافی کر دُونگا۔
چنانچہ خلیفہ نے اپنا وعدہ ایفا کیا۔ اُس کے
رہنے کو ایک عالی شان مکان دیا۔ ایک ہزار
اشرفی کی تھیلی اُسی وقت دی اور ماہانہ وظیفہ
مقرّر کر کے اُسے اپنے مصاحبوں میں داخل

کر لیا۔ پھر اُس کی شادی اُسی کنیز سے جس کا ذکر اُس نے کیا تھا کر دی ÷

سوالات

۱۔ سزائے تازیانہ کا کیا مطلب ہے؟
۲۔ گھر واپس آکر ماں بیٹے میں کیا گفتگو ہوئی۔ اپنی عبارت میں لکھو ÷
۳۔ سوتے جاگتے کی کہانی مختصر طور پر بیان کرو ÷
۴۔ وظیفہ کی تشریح کرو ÷

۳۸- عدلِ فارُوقی

۱- ایک دن حضرتِ فاروق نے ممبر پر کہا
مَیں تمہیں حکم جو کچھ دُوں تو کروگے منظور
ایک نے اُٹھ کے کہا یہ کہ نہ مانیں گے کبھی
کہ ترے عدل میں ہم کو نظر آتا ہے فتور
چادریں مال غنیمت میں جو اب کے آئیں
صحن مسجد میں وہ تقسیم ہوئیں سب کے حضور
اُن میں ہر ایک کے حصّہ میں فقط ایک آئی
تھا تمہارا بھی وہی حق کہ یہی ہے دستور
اب جو یہ جسم پہ تیرے نظر آتا ہے لباس
یہ اُسی لوٹ کی چادر سے بنا ہوگا ضرور
مختصر تھی وہ ردا اور ترا قد ہے دراز
ایک چادر میں تیرا جسم نہ ہوگا مستور
اپنے حصّہ سے زیادہ جو لیا تو نے تو اب
تو خلافت کے نہ قابل ہے نہ ہم ہیں مامور

۲- گرچہ وہ حدِ مناسب سے بڑھا جاتا تھا
سب کے سب مُہر بہ لب تھے چہ اناث وچہ ذکور

روک دے کوئی کسی کو یہ نہ رکھتا تھا مجال
نشۂ عدل و مساوات سے تھے سب مخمور

۳ اپنے فرزند سے فاروق معظم نے کہا
تم کو ہے حالت اصلی کی حقیقت پہ عبور
تمہیں دے سکتے ہو اس کا میری جانب سے جواب
کہ نہ پکڑے مجھے محشر میں مرا ربّ غفور

۴ بولے یہ ابن عمرؓ سب سے مخاطب ہو کر
اس میں کچھ والدِ ماجد کا نہیں جرم و قصور
ایک چادر میں جو پورا نہ ہُوا اُن کا لباس
کر سکی اس کو گوارا نہ مری طبعِ غیور
اپنے حصّے کی بھی میں نے انہیں چادر دیدی
واقعہ کی یہ حقیقت ہے کہ جو تھی مستور

نکتہ چیں نے یہ کہا اُٹھ کے کہ ہاں اے فاروق
حکم دے ہم کو کہ اب ہم اُسے مانیں گے ضرور

علامہ شبلی

سوالات

۱۔ حضرت عمرؓ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے؟
۲۔ مال غنیمت سے کیا مراد ہے؟
۳۔ خلافت کی تشریح کرو۔

۴- نکتہ چین نے حضرت عمر پر کیا اعتراض کیا؟
۵- مطلب بیان کرو:۔ ۵
نشۂ عدل و مساوات سے سب تھے مخمور

۳۹- پنجاب کے موسم

۱- ہندوستان میں عام طور پر چار موسم ہوتے ہیں - گرمی - برسات - جاڑا اور بہار - پنجاب میں گرمی کا موسم اپریل کے مہینے سے شروع ہوتا ہے - اور مئی جون میں اس کا زور ہوتا ہے - ان دنوں میں سورج تیرہ چودہ گھنٹے تک چمکتا رہتا ہے - دھوپ اس شدت سے پڑتی ہے - کہ اس کی تپش آنکھوں سے سہاری نہیں جاتی - گرمی کے مارے دن ڈھلے تک باہر نکلنے کو جی نہیں چاہتا - اس موسم میں آندھیاں خوب زور سے آتی ہیں - جب چند روز دھوپ تیز پڑتی ہے - تو ایسا معلوم ہوتا ہے - کہ ہوا بند ہو گئی - پھر ایک ہی دفعہ اس زور کی ہوا چلتی ہے - کہ تمام آسمان پر

گرد ہی گرد چھا جاتی ہے۔ کبھی کبھی تو بالکل اندھیرا ہو جاتا ہے۔ تالاب خشک ہو جاتے ہیں کسانوں کو ان دنوں میں زیادہ کام کرنا پڑتا ہے۔ گرمی کے شروع میں دھوپ کی تیزی سے گیہوں۔ جو چنے کی فصلیں پک جاتی ہیں۔ آم ہندوستان کا مشہور میوہ ہے۔ اسی موسم کی گرمی سے پکتا اور رنگ پکڑتا ہے۔ آڑو فالسے۔ جامن۔ خربوزے۔ کھیرے۔ ککڑی۔ لیچی آلوچے۔ آلو بخارے۔ خوبانیاں۔ زردالو اسی موسم کے میوے ہیں۔ پہاڑی علاقوں مثلاً شملہ۔ ڈلہوزی۔ مری۔ کسولی۔ کانگڑہ وغیرہ میں گرمی اس شدّت سے نہیں پڑتی۔ پہاڑوں پر اونچائی کی وجہ سے ٹھنڈک رہتی ہے۔ امیر لوگ گرمی کے دنوں میں پہاڑوں پر چلے جاتے ہیں۔ گرمی میں پہاڑوں پر عجیب بہار ہوتی ہے۔ درخت لہلہاتے ہیں۔ چشمے بہتے ہیں +

۲۔ گرمی کے بعد برسات آتی ہے۔ جولائی اگست کے مہینوں میں بارش کا زور رہتا ہے برسات میں کالی کالی گھٹائیں ہر وقت آسمان پر چھائی رہتی ہیں۔ ندی۔ نالے۔ تالاب بھر جاتے

ہیں - خشک زمین کے بھاگ جاگ اُٹھتے ہیں-
زمین سبز پوشاک پہن لیتی ہے - جنگل میں منگل
ہو جاتا ہے - کوئل کوکتی ہے - مینڈک ٹرّاتے
ہیں - رات کو پپیہے بولتے ہیں - اور جنگل سر پر
اُٹھا لیتے ہیں - سانپ - بچھّو - کیڑے مکوڑے -
حشرات الارض کثرت سے نکل آتے ہیں - مکھیاں
دق کرتی ہیں - مچھّر ستاتے ہیں - ملیریا بخار پھیل
جاتا ہے - برسات کا موسم صحت کے لحاظ سے
خراب ہے - لیکن کھیتی کیاری کا دارو مدار
بارش پر ہے - زمیندار ہل چلاتے ہیں - مونگ
باجرہ - مکئی - جوار - کپاس وغیرہ بوتے ہیں - مویشی
گھاس کھا کر موٹے ہو جاتے ہیں - دودھ دہی
کی افراط ہو جاتی ہے ✣

۳ - بارش کی وجہ سے خنکی ہو جاتی ہے -
رفتہ رفتہ دن چھوٹے اور راتیں بڑی ہونے
لگتی ہیں - اکتوبر کے مہینے میں سردی شروع
ہوتی ہے - دسمبر اور جنوری میں کڑاکے کی
سردی پڑتی ہے - ان ایّام کو خزاں کہتے ہیں
درختوں کے پتّے جھڑ جاتے ہیں - سورج کی
کرنیں ترچھی پڑتی ہیں - دھوپ کی تیزی جاتی
رہتی ہے - ٹھنڈی ہوائیں چلتی ہیں -

پالا پڑنے لگتا ہے۔ برف پڑتی ہے۔ پہاڑوں کی چوٹیاں برف سے سفید ہو جاتی ہیں۔ ندی نالے اُتر جاتے ہیں۔ اب نہ مینڈک ٹرّاتے ہیں نہ مچھر ستاتے ہیں۔ پرندے گرم ملکوں کو چلے جاتے ہیں۔ ہنسوں۔ کُونجوں اور مُرغابیوں کو جاڑا بھاتا ہے۔ قطاریں باندھ کر آتی ہیں۔ اور ندی نالوں اور جھیلوں کی رونق بڑھاتی ہیں پہاڑی علاقوں میں سردی کی شدت سے گھر سے باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ شروع سردی میں زمیندار باجرہ۔ جوار۔ مکئی وغیرہ کی فصل کاٹ لیتے ہیں۔ سنگترے۔ سیب۔ ناشپاتی۔ بگوگوشے امرود۔ بادام۔ کشمش۔ پستہ اخروٹ اس موسم کے خاص پھل اور میوے ہیں +

۴۔ فروری میں رُت بدلنے لگتی ہے۔ درختوں میں کونپلیں پھوٹ آتی ہیں۔ ان میں پتے نکل کر پھول آنے لگتے ہیں۔ کھیتوں میں سرسوں کے بسنتی اور زرد زرد پھول عجب بہار دیتے ہیں۔ موسم سرما کے اس حصّہ کو بسنت رُت کہتے ہیں۔ اسی موسم کا نام بہار ہے۔ یہ پھولوں کا موسم ہے۔ ہر طرف بہار ہی بہار نظر آتی ہے۔ پرندوں

میں جان پڑ جاتی ہے۔ اور خوشی کے مارے چہچہاتے ہیں۔ شاما اور کوئل آم کے درختوں پر آ موجود ہوتی ہے۔

سوالات

۱- پنجاب میں کئے موسم ہوتے ہیں۔ اُن کے نام بتاؤ؟

۲- تم کس موسم کو پسند کرتے ہو؟ وجہ بیان کرو۔

۳- گرمی اور جاڑے کے پھلوں کے نام بتاؤ۔

۴- آندھیاں کس موسم میں آتی ہیں؟

۵- پہاڑوں پر تمام سال کیوں سردی رہتی ہے؟

3

۴۸۔ پھُول کی فریاد

۱ کیا خطا میری تھی ظالم تو نے کیوں توڑا مجھے
کیوں نہ میری عمر ہی تک شاخ میں چھوڑا مجھے
۲ جانتا گر اس ہنسی کے دردناک انجام کو
میں ہوا کے گدگدانے سے نہ ہنستا نام کو
۳ شاخ نے آغوش میں کس لُطف سے پالا مجھے
تو نے مَلنے کے لئے بستر پہ لا ڈالا مجھے
۴ میری خوشبو سے بسائے گا بچھونا رات بھر
صبح ہوگی تو مجھے تو پھینک دیگا خاک پر
۵ پتّیاں اُڑتی پھرینگی منتشر ہو جائیں گی
رفتہ رفتہ خاک میں مِلجائینگی کھوجائینگی
۶ تو نے میری جان لی دم بھر کی زینت کے لئے
کی جفا مجھ پر فقط تھوڑی سی فرحت کے لئے
۷ دیکھ میرے رنگ کی حالت بدل جانے پہ ہے
پتّی پتّی ہو چلی بے آب مرجھانے پہ ہے
۸ جس کی میں رونق تھا بے رونق وہ ڈالی ہوگئی
حیف ہے بچّے سے ماں کی گود خالی ہوگئی

۹ تتلیاں بے چین ہونگی - جب نہ مجھ کو پائیں گی
غم سے بھونرے روئیں گے اور بلبلیں چلاّئینگی
۱۰ دودھ شبنم نے پلایا تھا ملا وہ خاک میں
کیا خبر تھی یہ کہ ہے بے رحم گلچیں تاک میں
۱۱ مہر کہتا ہے مری کرنوں کی سب محنت گئی
ماہ کو غم ہے کہ میری دی ہوئی رنگت گئی
۱۲ دیدۂ حیراں ہے کیاری باغباں کے دل پہ داغ
شاخ روتی ہے کہ ہے ہے گل ہوا میرا چراغ
۱۳ مَیں بھی فانی تو بھی فانی سب ہیں فانی دہر میں
اِک قیامت ہے مگر مرگِ جوانی دہر میں
۱۴ شوق کیا کہتے ہیں تو سُن لے سمجھ لے مان لے
دل کسی کا توڑنا اچھا نہیں تو جان لے

شوق قدوانی

سوالات

۱ - پھول کا ہنسنا کیا معنے رکھتا ہے؟

۲ - شعر نمبر۲ میں گدگدانا کیوں موزوں ہے؟

۳ - شعر نمبر۱۰ کا مطلب بیان کرو۔

۴ - معانی بتاؤ:-

تتلیاں - بھونرے - گلچیں - منتشر - مرگ جوانی ۔

۴۱- ریگستان

۱- دُنیا میں سب سے بڑا ریگستان صحرائے افریقہ ہے۔ وہاں گرمی سخت پڑتی ہے۔ پانی بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ صحرا کا ریگستان اتنا بڑا ہے۔ کہ اُس کی وسعت کا اندازہ طاقت خیال سے باہر ہے۔ اسے زرد اور خشک ریت کا سمندر اگر کہیں تو بجا ہے کہیں کہیں پہاڑیاں اور چٹانیں بھی ہیں۔ لیکن بہت کم۔ ہر ایک جگہ بالکل بنجر بیابان ہے۔ ریت کے بگولے آتے اور جاتے ہیں۔ اور بعض اوقات ٹیلوں اور پہاڑیوں کی صورت میں نمودار ہوتے ہیں۔ ہندوستان کا ریگستان راجپوتانہ میں ہے ؎

۲- ریگستان میں عجیب تماشہ نظر آتا ہے۔ ہوا ہر وقت چلتی رہتی ہے۔ کبھی گڑھوں کو بھرتی اور کبھی خالی کر دیتی ہے۔ کبھی ریت کے تودے کے تودے لگا دیتی ہے۔ اور کبھی انہیں اس طرح اڑا کر لیجاتی ہے۔

کہ چٹیل میدان نظر آنے لگتا ہے۔ آسمان تانبے کی مانند سُرخ ہوتا ہے۔ دھوپ بڑی تیز ہوتی ہے۔ سنہری ریت ہر وقت لرزتا اور جگ مگ جگ مگ کرتا معلوم ہوتا ہے +

۳۔ ریگستان میں جانور بھی پائے جاتے ہیں وہاں چنڈول جو دُور دور تک اُڑ سکتی ہے۔ اور بہت تیتر موجود ہیں۔ وہاں گلہریاں بستیاں بنا کر رہتی ہیں۔ ریگستان چکاروں کو بہت پسند ہے۔ ریگستان کے جانور اور پرند اور کیڑے مکوڑے سب خاکستری رنگ کے ہوتے ہیں اُن کے بدن پر دھبّے۔ دھاریاں اور داغ سے ہوتے ہیں۔ جب وہ دشمن سے خوف زدہ ہوتے ہیں۔ تو دبک کر ریت میں بیٹھ جاتے ہیں۔ اور چپکے پڑے رہتے ہیں۔ اگر کوئی چھیڑے تو گھبرا کر نہایت تیزی سے دوڑتے ہیں۔ یہ جانور خوراک کی تلاش میں مقامات تبدیل کرتے رہتے ہیں +

۴۔ ریگستان میں دور دراز فاصلے پر کوئی نہ کوئی قدرتی چشمہ یا کنواں مل جاتا ہے۔ وہاں کئی قسم کے درخت خصوصاً تاڑ اور کھجور کے درخت کثرت سے ہوتے ہیں۔ اس سرزمین

کو نخلستان کہتے ہیں +

نخلستان میں لوگ زمین بوتے ہیں - اناج - چاول کپاس کاشت کرتے ہیں - پھل دار درخت لگاتے ہیں - اور گائے بھینسوں کے گلّے اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ پالتے ہیں - ریگستان کے سفر کے لئے اُونٹ سے بڑھ کر کوئی جانور موزون نہیں - اونٹ کو اور جانوروں کی طرح جلدی جلدی پیاس نہیں لگتی - بلکہ کچھ دنوں تک بغیر پانی کے گزارا کر لیتا ہے - اونٹ عرب والوں کا نہایت قیمتی سرمایہ ہے - جب اونٹ کے بچّہ پیدا ہوتا ہے تو لوگ بڑی خوشیاں مناتے ہیں - مثل مشہور ہے - کہ خدا نے اونٹ کو اُسی مٹھی بھر مٹّی سے بنایا ہے - جس سے آدم کو - اونٹ ساری عمر انسان کے ساتھ رہتا ہے - جب مر جاتا ہے - بہشت کو جاتا ہے +

۵ - جب ریگستان کا سفر درپیش ہوتا ہے تو بہت سے اونٹوں کو چن کر ایک لمبی قطار بنا لیتے ہیں - لدّو اونٹوں پر اسباب لادتے ہیں - ان پر بوجھ لادنا آسان کام نہیں - ان کو پہلے ہی سے پتہ لگ جاتا ہے - کہ ہم نے لمبا سفر طے کرنا ہے - وہ چلاتے ہیں

بڑبڑاتے ہیں۔ بڑی جدّ و جہد کرتے ہیں۔لات مارتے ہیں۔اور بعض اوقات تو کاٹنے کو بھی دوڑتے ہیں ٭

سواری کے اونٹوں پر پالان رکھ کر مسافر اُن پر سوار ہوتے ہیں۔ایک اونٹ آگے آگے چلتا ہے اور باقی سارے اُس کے پیچھے پیچھے قطار باندھ کر چلتے رہتے ہیں۔ اس طرح تمام قافلہ وسیع سنسان ریگستان میں سے گزرتا ہے ٭

۶۔ریگستان کی مصیبتیں ناقابل بیان ہیں۔ رات ختم ہوتے ہی سورج آگ کے گولے کی طرح نمودار ہوتا ہے۔آفتاب نکلنے سے پہلے جو صبح کی روشنی ہم یہاں پر دیکھتے ہیں صحرا میں بالکل نہیں ہوتی۔تمام دن آنکھوں کو چُندھیانے والی نہایت تیز دھوپ پڑتی ہے۔اونٹ کی چال اُس کے ہچکولے اور دھکے بہت تکلیف دِہ ہوتے ہیں۔پیاس ناقابلِ برداشت ہوتی ہے۔مشکوں اور مشکیزوں کا پانی گرم اور بدبو دار ہو جاتا ہے۔رات کے پہلے حصّہ میں گرمی ایسی سخت پڑتی ہے۔کہ مسافروں کو نیند بالکل نہیں آتی۔خوفناک خواب

آتے رہتے ہیں۔ صحرا میں ایک قسم کی گرم اور زہریلی ہوا چلتی ہے۔ اسے بادِ سموم کہتے ہیں۔ یہ مسافروں کو بہت ستاتی ہے۔ اگر یہ کئی دن تک برابر چلتی رہے تو قافلے والوں اور اُن کے اونٹوں کو ہلاک کر ڈالتی ہے ٭

۷۔ ریگستان میں بڑی خوفناک چیز سُراب ہے۔ پیاسے اور لبِ جان مسافروں کو دُور سے عالی شان قصر باغ اور بستاں سرا۔ چشمے اور فوّارے دکھائی دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت قریب ہیں۔ مسافر اس طرح دیوانہ وار جاتے ہیں۔ لیکن آخر کار معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ باغ اور محل قلعے اور حصار شعبدۂ تخیّل اور ریت کے ٹیلے تھے۔ جہاں موت اور خوفناک موت اُن کی منتظر تھی ٭

سوالات

۱۔ ریگستان کی تعریف کرو۔ دُنیا کا سب سے بڑا ریگستان کہاں ہے؟

۲۔ کیا ہندوستان میں بھی کوئی ریگستان ہے۔ اگر ہے تو کہاں؟

۳۔ نخلستان سے کیا مراد ہے؟ ۴۔ بادِ سموم کسے کہتے ہیں؟

۵- سراب کا نقشہ بیان کرو ؟
۶- ریگستان کے سفر کے لئے کونسا جانور موزوں ہے اور کیوں ؟

۴۲- بدرالدین طیب جی

بدرالدین طیب جی ۸- اکتوبر ۱۸۴۴ء کو پیدا ہوئے- آپ کے والد ماجد کا نام طیب جی میاں بھائی تھا- وہ ایک دولتمند عربی سوداگر تھے- اور روشن خیال مسلمانوں میں شمار ہوتے تھے- بدرالدین طیب جی کے علاوہ اُن کے دو اور فرزند بھی تھے- جن میں سے شجاع الدین نے باپ کی وفات کے بعد اُن کا کار و بار سنبھالا اور قمرالدین ولایت میں فارغ التحصیل ہوکر بمبئی ہائی کورٹ میں سالسٹر مقرّر ہوئے بدرالدین سب سے چھوٹے تھے- آپ نے بھی اپنے دونو بھائیوں کی طرح پہلے اُردو فارسی پڑھی اور پھر الفنسٹن انسٹی ٹیوشن میں داخل ہوگئے- چند برس کے بعد ان کو

اپنی آنکھوں کے علاج کے لئے فرانس جانا پڑا۔ اچھے ہو کر وہاں سے لندن گئے اور سولہ برس کی عمر میں ینو برسی ہائی پارک کالج میں داخل ہو گئے۔ اور وہاں سے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ اس اثنا میں پھر طبیعت علیل ہو گئی۔ اور ہندوستان آنا پڑا۔ صحت یاب ہونے پر ڈاکٹر نے یونی ورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے سے روکا۔ آخر کار وہ مڈل ٹمپل میں قانونی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ اور اپریل ۱۸۶۷ء میں بیرسٹر ہو گئے +

بدر الدین اپنے بھائی قمر الدین کی طرح جو پہلے ہندوستانی سالسٹر مقرر ہوئے تھے۔ بمبئی میں پہلے ہندوستانی بیرسٹر تھے۔ اپ اپنی خدا داد لیاقت کی بدولت بہت جلد مشہور ہو گئے +

دس سال بعد آپ قومی لیڈروں کی صف میں شمار ہونے لگے۔ اور زندگی بھر ملک اور قوم کی خدمت میں مصروف رہے۔ آپ کی زبان میں جادو تھا۔ لوگ آپ کی تقریریں سن کر تصویر حیرت بن جاتے تھے۔ جب نیشنل کانگریس کا تیسرا اجلاس مدراس میں ہوا تو تمام ملک نے

اُنہیں صدر منتخب کیا۔ ۱۸۹۵ء میں آپ ہائی کورٹ کے جج مقرر ہوئے۔ بحیثیت جج اُن کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔ چند دن میں ہی آپ کی قابلیت کی چاروں طرف دُھوم مچ گئی۔ مقدمے سنتے وقت وہ اصل حالات دریافت کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتے تھے۔ اور بیجا نکتہ چینی اُنہیں ایک آنکھ نہ بھاتی تھی +

بدرالدین طیب جی انجمن اسلام بمبئی کے پہلے سیکرٹری تھے۔ اور بعد ازاں اس کے پریذیڈنٹ بھی رہے۔ وہ تعلیم نسواں کے حامی اور پردے کے مخالف تھے۔ اُن کی تمنّا تھی۔ کہ عورتوں کا درجہ مردوں کے برابر ہو۔ بدرالدین طیب جی صادق القول تھے۔ مُنہ سے جو کہتے تھے وہ کر کے دکھا دیتے تھے۔ آپ نے اپنی صاحبزادیوں کو انگلستان تعلیم حاصل کرنے کو بھیجا تھا۔ ۱۹۰۳ء میں وہ بمبئی کی محمڈن تعلیمی کانفرنس کے صدر بنائے گئے۔ وہاں اُنہوں نے پردے کے خلاف تقریر کی +

کچھ عرصہ کے بعد اُنہیں پھر آنکھوں کے

علاج کے لئے لندن جانا پڑا - وہاں اُنہوں نے ایسٹ انڈیا نامی مجلس کے جلسوں میں دھوآں دھار تقریریں کیں - ماہ جولائی میں وہ لندن سے واپس آئے اور علی گڑھ کالج ایسوسی ایشن کی ضیافت میں شریک ہوئے - آپ کی بڑی خواہش تھی کہ علی گڑھ کالج کو یونی ورسٹی کا اعزاز نصیب ہو - مگر خدا کو منظور نہ تھا کہ وہ یہ دن دیکھیں - ۱۹ - اگست کو یکایک پیغام اجل آ گیا اور وہ آناً فاناً جاں بحق ہوئے +

بدر الدین سچے معنوں میں مُحبِ وطن - راستباز - دلیر - صداقت پسند اور صاحب ایمان انسان تھے - ہندوستان میں اُن کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا +

سوالات

۱ - سالسٹر اور بیرسٹر میں کیا فرق ہے ؟

۲ - ہائی کورٹ سے کیا مراد ہے ؟

۳ - جج کی تعریف کرو ؟

۴ - کانگرس اور کانفرنس کے معنے بتاؤ ؟

۵ - ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-

مُحبِ وطن - صادق القول - راست باز - جاں بحق +

۶ - مرحوم کی زندگی پر ایک مختصر نوٹ لکھو +

۳۴۔ مینڈک سے

(۱)

سن او شوریدہ حال سودائی ۔۔۔ بند کر اپنی اب یہ شہنائی

مَیں نے مانا ہے آجکل برسات ۔۔۔ لطف میں کٹتے ہیں تیرے دن رات

تیری فصلِ بہار ہے بیشک ۔۔۔ تجھ کو یہ سازگار ہے بیشک

پر مجھے کیوں ستا رہا ہے تو ۔۔۔ مفت کیوں غل مچا رہا ہے تو

صدقہ اس اپنی خوش گلوئی کا ۔۔۔ واسطہ اپنی خوب رُوئی کا

صدقہ اس میگنی سی آنکھوں کا ۔۔۔ واسطہ بھدے بھدے ہاتھوں کا

تجھ کو سوگند تیری صورت کی ۔۔۔ اس گھنانی ڈرانی مورت کی

تجھ کو جوہڑ کا واسطہ اے دوست ۔۔۔ وجہ غوغا مجھے بتا اے دوست

(۲)

کس لئے تو نے غل مچایا ہے ۔۔۔ آسماں سر پہ کیوں اُٹھایا ہے

رات بھر سن چکے تری ٹرٹر ۔۔۔ نیند بھر سونا ہو گیا دوبھر

کوئی حد بھی ہے تیری اس زٹر کی ۔۔۔ انتہا کوئی تیری اس بڑ کی

جھٹ پٹے سے لگا تھا ٹرانے ۔۔۔ صبح ہونے کو آئی دیوانے

سُن چکے تیرے ٹپے اور دھرپت ۔۔۔ راگ کی تو نے خوب کی دُرگت

دیکھ تو آدھی بج چکی کب کی ۔۔۔ رہ گئیں چند ساعتیں شب کی

ارے ظالم خموش ہو بس کر
تا کجا غائیں غائیں اور ٹرٹر

(۳)

توڑ مت سلسلہ تصوّر کا — وقت غربت کے ہے تاثّر کا
گو مسافر ہوں اجنبی ہوں میں — لیکن آخر تو آدمی ہوں میں
یہ ہوا! یہ گھٹا! بہار کی رات — میں اکیلا نہ کوئی سنگ نہ سات
ہیں ہزاروں خیال اک دل میں — لاکھ ارمان اس ایک منزل میں
رشک ہے مجھ کو تیری قسمت پر — اور افسوس اپنی حالت پر
تجکو حاصل ہے صحبتِ احباب — میں ہوں بیتاب صورتِ سیماب
حلقۂ بندگی سے تو آزاد — ہمہ تن قید سے ہوں ہیں فریاد
مجھ کو غربت وطن برابر ہے — یہاں سودا ہے لاکھ اِک سر ہے
تو سدا گھر میں میں وطن سے دور — بلبلِ خوش نوا چمن سے دور
ذکرِ ماضی نہ فکرِ مستقبل — تو ہے اور ہیں یہ تیرے آب و گل

---

(۴)

فکرِ رہتی ہے یاں یہی دن رات — کس طرح سے کٹے گی قید حیات
تجھ پہ ہم جنس کا نہیں احساں — میں ہوں مرہونِ منتِ انساں
تجھ کو اک دن نہ مانگتے دیکھا — یاں ہمیشہ لب سوال ہے وا
تیرا باقی نہیں رہا کوئی — میرا نکلا نہ مدّعا کوئی
الغرض تیرا بول ہے بالا — تے غم دزدو نے غمِ کالا

سید علمدار حسین واسطی

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ اور انہیں خوشخط لکھو:- شوریدہ حال - شہنائی - سازگار - سوگند

نڑ - بڑ ۔

۲- جھٹ پٹے سے کیا مراد ہے؟

۳- مینڈک کا حلیہ شاعر کے الفاظ میں بیان کرو ۔

۴- مینڈک کی آواز کے لئے کونسے خاص الفاظ ہیں؟

۵- شاعر نے مینڈک کو اپنے مقابلہ میں کیوں ترجیح دی ہے؟

۴۴- کرکٹ اور فٹ بال

۱- آج کل کوئی سکول یا کالج ایسا نہیں ہے - کہ جس میں فٹ بال اور کرکٹ کی ٹیم نہ ہو - علاوہ ازیں بڑے بڑے شہروں میں پرائیویٹ ٹیمیں بھی موجود ہیں - کئی والیان ریاست بھی ان کھیلوں کے سرپرست ہیں - مہاراجہ پٹیالہ کی ٹیم خاص طور پر مشہور اور شہرہ آفاق ہے - مہاراجہ کشمیر کی ٹیم میں بھی اچھے اچھے کھیلنے والے داخل ہیں - پرنس رنجیت سنگھ جی کی ٹیم اور بمبئی کے پارسیوں کی ٹیم سے بھی ہر ایک شخص واقف ہے ۔

۲- ان کھیلوں سے اکثر مفید نتائج نکلتے ہیں۔ ڈیوک آف ولنگٹن کا قول ہے کہ مجھے فرانس میں جو فتوحات نصیب ہوئیں وہ انہیں کھیلوں کی بدولت تھیں۔ ڈیوک کا مطلب یہ تھا۔ کہ ان کھیلوں سے اُس کے فوجی افسروں نے اپنی طاقت کو کام میں لانے کا سبق حاصل کیا۔ انہیں کھیلوں نے ان میں جرأت اور مردانگی کی رُوح پھونک دی۔ انہیں کھیلوں نے انہیں ایک دوسرے کی مدد کرنا اور امید کی تھوڑی سی جھلک پر ہمّت نہ ہارنا سکھایا +

۳- یہ کھیلیں انسان کو یہ سکھاتی ہیں۔ کہ ایام جنگ کو چھوڑ کر امن و آسائش کے زمانے میں بھی کامیابی کا انحصار بہت کچھ ان پر موقوف ہے۔ دنیاوی معاملات میں ہر ایک شخص کو اپنے حریف پر سبقت حاصل کرنے کے لئے ایک طرح کی لڑائی لڑنی پڑتی ہے۔ ایسے موقعوں پر کامیابی حاصل کرنے کا بڑا گُر یہ ہے۔ کہ انسان ہمّت اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دے۔ کرکٹ اور فٹ بال میں

ہر شخص کا مدعا یہ ہوتا ہے کہ ہماری ٹیم دوسری ٹیم پر فتح پائے۔اس لئے متفقہ کوشش لازمی ہے۔اور ذاتی معاملات کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔کرکٹ میں ہر ایک پارٹی کا کپتان اپنے آدمیوں کو خاص خاص کام پر متعین کرتا ہے۔اُس کے احکام کی متابعت ہر ایک کا فرض ہے +

۴۔فٹ بال میں بھی ٹیم کے ہر ممبر کے لئے کھیل کے میدان میں ایک خاص جگہ معین کی جاتی ہے۔اچھے کھلاڑی بے سوچے سمجھے گیند کے پیچھے نہیں دوڑتے اور نہ یہ کوشش کرتے ہیں۔کہ جس قدر زیادہ ٹھوکریں وہ لگا سکتے ہیں لگائیں۔بلکہ اچھے کھلاڑیوں کا یہ فرض ہے کہ گیند کا انتظار کریں۔اور جب اُن کے پاس آئے۔اِس خوش اسلوبی سے ٹھوکر لگائیں۔کہ گیند اپنی ہی پارٹی کے ممبروں میں رہے۔اور مخالف پارٹی کے قبضہ میں نہ جائے۔اس بات کے لئے یکجہتی اور اتفاق بہت ضروری ہے۔ہر کام کے لئے ایک ضابطہ ہوتا ہے۔ان کھیلوں کے لئے بھی قواعد اور ضوابط مقرر ہیں۔جن کی پابندی ایمانداری سے کیجاتی ہے قواعد اور ضوابط کی پیروی جوہر شرافت ہے +

۵- ان کھیلوں میں اگر کوئی جھگڑا پیدا ہو تو اُس کا فیصلہ امپائر کرتا ہے۔ اور یہ فیصلہ بمنزلہ قانون سمجھا جاتا ہے۔ تمدن کا دار و مدار اسی اصول پر ہے۔ اگر ہر شخص خود رائی کرے اور اپنی گورنمنٹ کے احکام کی متابعت نہ کرے تو سلطنت کے انتظام میں فتور پھیل جائے۔ اور امن اور امان میں خلل واقع ہو۔ بڑے بڑے کارخانوں میں بھی یہ دستور ہے کہ جب مالک یا اُس کے ملازموں میں مزدوری یا تنخواہ کی نسبت کوئی تنازعہ ہوتا ہے۔ تو دونو فریق کسی معزّز شخص کو جس پر اُن کو اطمینان ہوتا ہے پنچ مقرّر کرتے ہیں۔ یہ شخص کارخانہ دار کے حساب کو جانچتا ہے۔ اُس کی مالی حالت پر غور کرتا ہے۔ اور فیصلہ کرتا ہے۔ جسے فریقین ہنسی خوشی سے منظور کر لیتے ہیں۔ یہ صورت بدرجہا اس سے بہتر ہے۔ کہ کارخانے والے کام چھوڑ کر بیٹھ جائیں۔ خود ذاتی نقصان برداشت کریں۔ اور دوسروں کو نقصان پہنچائیں ؂

۶- کرکٹ اور فٹ بال کا بڑا فائدہ یہ

بھی ہے - کہ وہ کھیلنے والوں کو تحمّل کا سبق دیتی ہیں - اور سکھاتی ہیں - کہ اپنا مزاج قابو میں رکھنا چاہیئے - جو شخص کھیل کے وقت اپنے آپ کو قابو میں نہیں رکھ سکتا - یقیناً شکست کھاتا ہے اور ذلیل ہوتا ہے - پھر ان کی یہ بھی تعلیم ہے کہ شکست کو صبر اور استقلال سے برداشت کرنا چاہیئے - جو لوگ ناکامیوں پر جامہ سے باہر ہو جاتے ہیں وہ تمام عمر مصیبت جھیلتے ہیں +

سوالات

۱- کرکٹ اور فٹ بال میں تمہیں کونسا کھیل پسند ہے؟ وجوہات بیان کرو +

۲- کرکٹ سے ہمیں کیا سبق حاصل ہوتا ہے؟

۳- فٹ بال میں کاردان کھلاڑی کس طرح کاربند ہوتے ہیں؟

۴- ہندوستان کے کسی مشہور کرکٹر کا نام لو- اور اس کی شہرت کے حالات بیان کرو +

۴۵- کلامِ امیرؔ

١- محفل برہم

(١) محفل برخاست ہے پتنگے — رخصت شمعوں سے ہو رہے ہیں
(٢) ہے کوچ کا وقت آسماں پر — تارے کہیں نام کو رہے ہیں
(٣) ان کی بھی نمود ہے کوئی دم — وہ بھی نہ رہینگے جو رہے ہیں
(۴) دنیا کا یہ رنگ اور ہم کو — کچھ ہوش نہیں ہے سو رہے ہیں
(۵) ارباب کمال چل بسے سب — سَو میں کہیں ایک دو رہے ہیں

٢- بلبل

١ واہ کیا خوب پر و بال نکالے بلبل
اُڑتے ہی پڑ گئی صیّاد کے پالے بلبل
٢ تو گرفتار ہے صیاد کا سمجھے تو مزاج
تھوڑی ابھی آواز نکالے بلبل
٣ خوش بیانی ہے تیری سارے چمن میں مشہور
کچھ تو صیّاد کو باتوں میں لگالے بلبل

۴ دھیان صیّاد کا گلچیں کا خطر خوف خزاں
ہو بلا ایک تو سر سے اُسے ٹالے بلبل
۵ پھول گلشن میں نہ آئے تھے کہ صیّاد آیا
دل کے ارمان کہو خاک نکالے بلبل

۳- آبرُو

۱ موتی کی طرح جو ہو خدا داد
تھوڑی سی سی آبرو بہت ہے
۲ جاتے ہیں جو صبر و ہوش جائیں
مجھ کو تو اے درد تُو بہت ہے
۳ مانند کلیم بڑھ نہ اے دل
یہ دُور کی گفتگو بہت ہے
۴ اے نشترِ غم! ہو لاکھ تن خشک
تیرے دم کو لہُو بہت ہے
۵ کیا غم ہے امیر! اگر نہیں مال
اس وقت میں آبرو بہت ہے

امیر الشعرا - امیر احمد مینائیؒ

سوالات

۱- محفل برخاست سے کیا مراد ہے؟
۲- پتنگے شمع سے کب رخصت ہوتے ہیں؟
۳- ارباب کمال کی تشریح کرو اور مثالیں دو۔
۴- پر و بال نکالنا کیا محاورہ ہے؟
۵- اس شعر کا مطلب بیان کرو۔

مانندِ کلیم بڑھ نہ اے دل
یہ دُور کی گفتگو بہت ہے

۴۶۔ خطوط

۱۔ جناب سیّد صاحب قبلہ! بعد بندگی عرض کرتا ہوں۔ کہ عنایت نامہ آپ کا پہنچا۔ آپ جو فرماتے ہیں کہ تو اپنی خیر و عافیت کبھی کبھی لکھا کر۔ آگے اتنی طاقت باقی تھی۔ کہ لیٹے لیٹے کچھ لکھ لیتا تھا۔ اب وہ طاقت بھی زائل ہو گئی۔ ہاتھ میں رعشہ پیدا ہو گیا۔ بینائی ضعیف ہو گئی۔ متصدّی نوکر رکھنے کا مقدور نہیں۔ عزیزوں اور دوستوں میں سے کوئی صاحب وقت پر آ گئے تو مَیں مطلب کہتا گیا وہ لکھتے گئے۔ یہ حسنِ اتفاق ہے۔ کہ کل آپ کا خط آیا آج ہی ایک دوست میرا آ گیا۔ کہ یہ سطریں لکھوا دیں۔ اور یہ آپ کبھی نہ فرمائیں۔ کہ منشی میاں داد خاں سے مجھے قطع محبّت ہو گیا ہے۔ منشی صاحب کی صحبت اور اُن کے توسّط سے آپ کی محبّت دل و جان میں اس قدر سما گئی ہے۔ جیسا اہلِ اسلام میں

ملکہ ایمان کا۔ پس ایسی محبت کا موقوف ہونا کبھی ممکن نہیں۔ امراض جسمانی کا بیان اور اخلاص ہمدگر کی شرح کے بعد ہجوم ہائے نہانی کا ذکر کیا کروں۔ جیسا ابر سیاہ چھا جاتا ہے یا ٹڈی دل آتا ہے۔ بس اللہ ہی اللہ ہے ۔

نجات کا طالب غالب۔ ۶۔ اپریل ۱۸۶۸ء

۲۔ جناب نواب صاحب! میں آپ کے اخلاق کا شاکر اور آپ کی یاد آوری کا ممنون اور آپ کے دوام دولت کا دعا گو ہوں۔ اگر بوڑھا اور اپاہج نہ ہوتا۔ تو ریل کی سواری میں مکرر آپ تک پہنچتا اور آپ کے دیدار سے مسرت اندوز ہوتا۔ آپ میرے شفیق اور میرے محسن ہیں۔ خدا آپ کو ہمیشہ سلامت باکرامت رکھے۔ خط دیر سے لکھنے کا سبب ضعف و نقاہت ہے۔ اگر میری اوقات شبا روزی اور میرے حالات آپ دیکھیں۔ تو تعجب کرینگے۔ کہ یہ شخص جیتا کیوں کر ہے۔ صبح سے شام تک پلنگ پر پڑا رہنا اور پھر دمبدم پیشاب کو اٹھنا ان مجموع مصائب میں سے ایک ادنٰی مصیبت گیر ہے ۔

۱۲۸۲ سنہ ہجری شروع ہؤا - ۱۲۱۲ سنہ ہجری کی ولادت ہے - اب کے رجب کے مہینے سے ستّرواں سال شروع ہوگا - ستّرا بہتّرا بہرہ - بوڑھا اپاہج آدمی ہوں - جو عنایت تم میرے حال پر فرماتے ہو صرف تمہاری خوبی ہے - مَیں کسی لائق نہیں +
نجات کا طالب غالب - ۳۱ - مئی ۱۸۶۶ء

۳ - صاحب مہربانی نامہ کہ گویا الفاظ اُس کے سراسر نواب میر غلام بابا خان صاحب کی زبانی تھے - پہنچا - جواب لکھتا ہوں اور پرسش کا شکرہ بجا لاتا ہوں - ایک قرن بارہ برس سے فردوس مکان نواب یوسف علی خاں والئ رام پور اپنے اشعار میرے پاس بھیجتے تھے - اور سو روپیہ مہینہ ماہ بماہ بسبیل ہنڈوی بھجواتے تھے - اس مغفور کی اندازہ دانی دیکھئے - کہ مجھ سے کبھی اس روپیہ کی رسید نہیں لی - اپنے خط میں ہنڈوی بھیجا کرتے ہیں - خط کا جواب لکھ بھیجنا - اس ماہانہ کے علاوہ کبھی دو سو کبھی ڈھائی سو بھیجتے رہتے - فتنہ و فساد کے دنوں میں قلعہ کی آمد مفقود - انگریزی پنشن مسدود - یہ بزرگوار وجہ مقرری ماہ بماہ اور فتوح گاہ گاہ بھیجتا رہا - تب میری

اور میرے متوسّلوں کی زیست ہوئی۔ رئیس حال کو خدا بدولت و اقبال ابداً مویداً سلامت رکھے۔ وجہ مقرّری کی ہنڈوی ہر مہینے بحسب دستور قدیم اپنے خط میں بھیجے جاتا ہے۔ فتوح کی رسم دیکھئے جاری رہے یا نہیں۔ میرے پاس روپیہ کہاں جو قاطع بُرہان کو دوبارہ چھپواؤں۔ پہلے بھی نواب صاحب مغفور نے دو سو روپے بھیج دئے تھے۔ تب پہلا مسودہ صاف ہو کر چھپوایا گیا تھا۔ اب بھی وعدہ کیا تھا۔ کہ اپریل کی وجہ مقرّری کے ساتھ دو سو پہنچیں گے۔ وہ آخر اپریل ۱۸۶۵ء حال میں مر گئے۔ اپریل کا روپیہ رئیس حال سے میں نے پایا۔ مصرف کتاب کا روپیہ نہ آیا۔ یاد دلاؤں گا مگر اس مرحوم کا وعدہ سررشتۂ دفتر سے نہ تھا۔ جو از روئے دفتر اس کی تصدیق ہو۔ بہر حال فکر میں ہوں اگر اسباب نے مساعدت کی فہو المراد ورنہ

ع "آنچہ ما در کار داریم اکثرے در کار نیست"

منشی صاحب! اس خط کو ضروری جان کر بیرنگ بھیجتا ہوں ✣

نجات کا طالب۔ غالب۔ ۳۰۔ جولائی ۱۸۶۵ء

۴۔ صاحب! تمہارے خط پہنچنے سے کمال خوشی ہوئی۔ ٹوپیاں اگرچہ تمہارے سر پر ٹھیک نہ آئیں۔ لیکن ضائع نہ گئیں۔ میرے شفیق اور تمہارے مربّی کے صرف میں آئیں۔ تم کو اور ٹوپیاں بھیجوں گا۔ مصوّر سے سخت عاجز ہوں۔ وعدہ ہی وعدہ ہے۔ وفا کا نام نہیں۔ کلیات میر تقی کا انتخاب تمہارے خط کے پہنچنے سے دو دن پہلے میر فخر الدّین نے ارسال کر دیا۔ ٹکٹ اُن کے حوالے کر دئے۔ حضرت بہتان لگانے کی خو کس سے سیکھی۔ میرے پاس کوئی غزل تمہاری نہیں ہے۔ نوّاب صاحب کو سلام کہنا۔ اور میری زبانی کہنا کہ ٹوپیوں کو میرا ارمغان سمجھنا۔ سیف الحق کی نذر تصوّر نہ کرنا + نجات کا طالب غالب۔

۲۵۔ جنوری ۱۸۶۵ء

۵۔ جناب منشی صاحب! آپ کا خط مہری لفٹننٹ گورنر آگرہ کہ وہ میرا بھیجا ہؤا تھا۔ پُہنچا۔ اُس کے بھیجنے کی کچھ ضرورت نہ تھی۔ جب گورنمنٹ اعلیٰ نے مجھ کو خط لکھنا موقوف کیا۔ تو لفٹننٹ گورنروں کے اگلے زمانے کے

خطوط سے میرا کیا دل خوش ہوگا- ایسے ایسے
پچاس ساٹھ خط میرے پاس موجود ہیں۔
مجھ کو تو پچھ آنے کے پیسوں کا افسوس
ہے۔ جو تم نے بابت محصول دئے +

راقم اسداللہ مرقوم
۱۰- فروری ۱۸۶۲ء

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ اور انہیں خوشخط لکھو:-

رعشہ - متصدی - ملکۂ ایمان - ہجوم ہائے نہانی-
ٹڈی دل - اپاہج +

۲- ذیل کے فقروں کی تشریح کرو:-

(الف) میرا ارمغاں سمجھنا +

(ب) آنچہ ما درکار داریم اکثرے درکار نیست +

(ج) انگریزی پنشن مسدود +

(د) ستّرا بہتّرا - بہرہ - بوڑھا - اپاہج +

۳- ہنڈوی کسے کہتے ہیں اور کس کام آتی ہے؟

۴- دوسرے خط کو اپنے الفاظ میں لکھو +

٤٧۔ برسات کی مذمت

١ کیا کہوں اب کی کیسی ہے برسات
جوش باراں سے بہ گئی ہے بات
٢ بوند تھمتی نہیں ہے اب کے سال
چرخ گویا ہے آب در غربال
٣ وہی یکساں اندھیر برسے ہے
آسماں چشمِ وا کو ترسے ہے
٤ ماہ و خورشید اب نکلتے نہیں
تارے ڈوبے ہوئے اچھلتے نہیں
٥ آب میں کوئی بولتا ہی نہیں
آسماں دیدہ کھولتا ہی نہیں
٦ چرخ تنگ ہو گیا ہے پانی جو
ماہ و ماہی ہیں ایک جا ہر دو
٧ لے زمیں سے ہے تا فلک غرقاب
چشمۂ آفتاب میں گرداب
٨ خشک بن اب کے بار سبز ہوئے
موش دشتی کے خار سبز ہوئے

۹ عقل بارش نے سب کی کھوئی ہے
بات باراں نے یاں ڈبوئی ہے
۱۰ ابر رحمت ہے یا کہ زحمت ہے
ایک عالم غریق زحمت ہے
۱۱ لے گئے ہیں جہان کو سیلاب
نقشہ عالم کا نقش تھا بر آب
۱۲ روز و شب یاں ہمیشہ جھمکا ہے
ان دنوں رنگ برق چمکا ہے
۱۳ آدمی ہیں سو کب نکلتے ہیں
مردم آبی پھرتے چلتے ہیں
۱۴ کتے ڈوبے۔ گئے کہاں ہیں اب
سگِ آبی ہی ہیں جہاں ہیں اب
۱۵ معبد اب سارے گرتے جاتے ہیں
زاہد خشک ڈوبے جاتے ہیں
۱۶ غرق چڑیا ہے اور گلہری ہے
خشکی کا جانور بھی بحری ہے
۱۷ شعر کے بحر میں بھی ہے پانی
بہتی پھرتی ہے اب غزل خوانی
۱۸ ہے زراعت جو پانی نے ماری
ہو گئی آب خست ترکاری
۱۹ خضر کیوں کر کے زیست کرتا ہے

۲۰ آب حیواں میں پانی مرتا ہے
کیا لکھے میر بیشہ کی طغیانی
ہو گئی ہے سیاہی بھی پانی

سوالات

۱۔ سگِ آبی سے کیا مراد ہے؟ اور زاہد خشک کس کو کہتے ہیں؟
۲۔ ڈوبے ہوئے اُچھلتے نہیں کیا محاورہ ہے؟ اور کب بولا جاتا ہے؟
۳۔ غریق رحمت محاورہ کس موقعہ پر استعمال ہوتا ہے؟
۴۔ تشریح کرو۔ ؎

چرخ گویا ہے آب در غربال

۴۸۔ پمپے آئی کی سیر

چرمی دامن قیامت کوہ دلاویز
بیش بہا رقص و سرود اوقات
نشستیں مخصوص سیاسی رتھوں
پنجر اوطاق معدنی مادہ

۱۔ جب برطانیہ کے باشندے چمڑے کا لباس پہن کر اِدھر اُدھر پھرتے اور تیلیوں کی بنی ہوئی چرمی کشتیوں میں دریائی سفر کرتے تھے۔ تو اس وقت مہذب اور شائستہ لوگ کوہ وسودیس کے دامن میں آباد تھے۔ اُن کو معلوم تھا کہ یہ پہاڑ آتش فشاں ہے لیکن یہ خبر نہ تھی۔ کہ یہ پھٹ کر قیامت برپا کر دے گا۔ اس زمانہ میں ہرکولینم اور پمپے آئی دو بڑے مشہور شہر تھے۔ لوگ خوبصورت

ریشمی کپڑے پہنتے تھے - مکان دلاویز تصویروں سے سجاتے تھے - عورتیں بیش بہا زیور استعمال کرتی تھیں - ہر قسم کی دل لگی کا سامان بیشتر تھا - رقص و سرود اور ملاقاتوں میں اوقات بسر ہوتی تھی - اور اُن کے لئے گول تماشا گاہ میں نشستیں مخصوص تھیں - عورتیں سیاسی انتخاب میں امیدواروں کی مدد کرتی تھیں - رتھوں میں سوار ہوتی اور عیش و عشرت میں زندگی گزارتی تھیں +

ایک دن کا ذکر ہے - کہ ایک قسم کی بےچینی سی پھیل گئی - ایک عجیب و غریب سیاہ بادل کوہ وسوویس پر چھا گیا - زمین کے نیچے سے ہولناک آوازیں آنے لگیں - ہوا میں ایک قسم کی تلخی نمودار ہوئی اور ڈرپوک باشندے سہم گئے - رفتہ رفتہ مہیب آوازوں میں دھماکے اور کڑک پیدا ہو گئی - اور ہوا سے باریک خاکستر اور راکھ گرنے لگی - پھر راکھ برسنے لگی - اور کواڑوں اور چولوں میں اس طرح جم گئی - کہ دروازے بند ہو گئے - لوگوں نے چاہا کہ بھاگ جائیں - مگر باہر نکلے تو دم گھٹنے لگا - معدنی مادے کے ستون آتشین اژدہاؤں کی طرح پہاڑ سے

لہراتے ہوئے نکلے اور ہرکولینم کی طرف تیزی سے دوڑے۔ پمپے آئی بھی قریب تھا۔ ایک شہر بھُن کر کباب ہو گیا اور دوسرا دم گھُٹ کر رہ گیا ✣

۲۔ سالہا سال گزر گئے۔ اور ان دفن شدہ شہروں کے صرف افسانے رہ گئے ہیں۔ ہم سُنتے تھے۔ کہ اس نام کے شہر تھے۔ آتش خیز پہاڑ نے اُنہیں اس طرح بے نشان کیا تھا۔ کہ اصلی مقام کا پتہ کسی کو نہ تھا۔ حال میں چندہ جمع ہو کر کھُدائی کا کام شروع ہؤا ہے ✣

ریل ہمیں ہرکولینم سے گزارتی ہوئی پمپے آئی لے آئی ہے۔ اب تم دیکھو گے کہ کِس قسم کا یہ شہر تھا۔ جسے معدوم ہوئے دو ہزار سال ہو گئے ہیں ✣

گاڑی سے اُتر کر ہم سیدھے شہر کے دروازے میں داخل ہوتے ہیں۔ جو دو ہزار برس ہوئے دفن ہؤا تھا۔ اور اب برآمد ہؤا ہے۔ اور اس وقت دنیا کے عجیب مقامات میں شمار ہوتا ہے۔ اور بحر و بر کے سفر کر کے لوگ اُسے دیکھنے چلے آ رہے ہیں ✣

۳- اب ہم ایک طویل اور تنگ گلی میں ہیں - جس میں بلا سقف مکانوں کی قطاریں ہیں - فرش کی اینٹیں ناہموار اور بہت بوسیدہ ہیں - کیونکہ برسات میں یہ گلیاں دریا بنجاتی ہیں - یہ گلیاں اس قدر تنگ ہیں کہ اگر آمنے سامنے دو رتھیں آ جائیں - تو اُن کا گذرنا ناممکن ہے - در اصل پہیے آئی کے باشندے پہیئے دار گاڑیاں بُہت کم استعمال کرتے تھے ان میں پالکیوں اور نالکیوں کا رواج تھا - اور مرد گھوڑے کی سواری پسند کرتے تھے - گلیوں کے ساتھ ساتھ کئی بلا سقف مچان ہیں ان سے پتہ چلتا ہے - کہ یہاں دوکانیں تھیں بعض میں سنگ مرمر کے کھوکھلے برتن ہیں - یہاں شراب فروخت ہوتی تھی - اور ان برتنوں میں ٹھنڈی کی جاتی تھی - ایک مکان کے ساتھ ایک شوخ رنگ روغنی سانپ ہے - جس سے معلوم ہوتا ہے - کہ یہاں ایک دوائی فروش رہتا ہوگا *

۴- ہم ایک مکان میں داخل ہوئے - یہ کسی امیر کا مکان تھا - یہ ایک صحن کے گرد تعمیر کیا گیا ہے - خواب گاہ ایک تاریک

صندوق ہے۔جس میں ہوا اور روشنی کو دخل نہیں ہے۔ امرا کے مکانوں میں صحن کے ساتھ ایک باغ ہوتا تھا۔جس میں سنہری مچھلیوں کے لئے ایک پختہ تالاب ضرور بناتے تھے۔ یہ تالاب تو اب بھی موجود ہے۔لیکن زیورات برتن۔ظروف اور دیگر ضروریات زندگی جو گھروں سے کھود کر نکالی گئی ہیں وہاں سے اُٹھا کر نیپلز کی عجائب گاہ میں رکھ دی گئی ہیں +

۵۔ ادھر دیکھو یہاں ایک ایسی چیز ہے۔ جسے دیکھ کر ہم تھرا جاتے ہیں۔ اور موت اور دہشت کا ایک ہولناک سماں ہماری آنکھوں کے سامنے از سر نو پھر جاتا ہے۔ دروازے کے ساتھ ایک گھرے اوطاق میں دو انسانی پنجر ہیں۔ جو زمین پر کئی مختلف حالتوں میں پڑے ہیں۔ یہ اسی طرح پڑے ہیں جس طرح برآمد ہوئے تھے۔انہیں کسی نے نہیں چھیڑا۔ خیال ہے کہ یہ لوگ جان بچانے کو دروازے کی طرف دوڑے ہونگے۔لیکن جب دروازے کے قریب پہنچے تو راکھ سے دروازہ بند تھا۔ وہ کھل نہ

سکا۔ جب واپس ہوئے تو وقت گزر چکا تھا۔ اور وہ دم بند ہو کر رہ گئے۔ دو ہزار سال گزر گئے اور یہ بے گور و کفن جہاں گرے تھے وہیں پڑے ہیں +

۶۔ تخمیناً دو ہزار پنجر کھدائی میں برآمد ہوئے ہیں۔ جن کو وہاں سے اُٹھا لیا گیا ہے صرف چند جہاں پڑے تھے وہیں رہنے دئے گئے ہیں۔ تاکہ ناظرین جب آئیں۔ تو اس زمانہ کے ہولناک حادثہ کا اندازہ لگا سکیں اس بربادی نصیب شہر میں جو راکھ گری اور خاک جمی اُس کی گہرائی چھبیّس ۲۶ فٹ تھی۔ جس نے ہر شے کو دبا کر خاک کر دیا +

کُتّے اور بلّیاں اور اس قسم کی چھپکلیاں تو اب بھی دیواروں کے شگافوں میں ہم ہر روز اٹلی میں دیکھتے ہیں۔ جو اس طوفان خاکستر میں انسانوں کی طرح دب گئی تھیں۔ اُن کے جسم خاک ہو گئے ہیں۔ لیکن ان کے جسم کا نقش بجنسہٖ موجود ہے۔ اور کئی حالتوں میں نرم پلاسٹر شگافوں اور درزوں میں ڈال کر انسان نے اس غریب ننھے کلبلاتے جسم کو جو اس خوفناک قید میں اسیر ہو

گیا تھا۔ از سر نو زندہ کر دیا ہے ۔
(سیر دنیا)

سوالات

١۔ آتش فشاں پہاڑ کی تعریف کرو ۔

٢۔ کوہ وسوویس کہاں ہے۔ اور اُس کے پھٹنے سے کونسے دو مشہور شہر دب گئے تھے؟

٣۔ پمپے آئی کتنے سال زیر زمین رہا۔ اور کب برآمد ہوا؟

٤۔ شہر کی کھدائی سے اس زمانہ کے حالات کا کیا پتہ چلتا ہے؟

٥۔ دفن ہونے سے پہلے وہاں تہذیب کا کیا حال تھا؟

٦۔ ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ ۔ اور جن کے نیچے لکیر ہے ان کی تانیث و تذکیر کی صراحت کرو :۔
خاکستر ۔ عجائب گاہ ۔ اوطاق ۔ پنجر ۔ معدنی مادہ ۔

۹۴ - پہاڑ اور گلہری

۱ کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
تجھے ہو شرم تو پانی میں جا کے ڈوب مرے
۲ ذرا سی چیز ہے - اس پر غرور! کیا کہنا!
یہ عقل اور یہ سمجھ - یہ شعور کیا کہنا!
۳ خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں
۴ تیری بساط ہے کیا میری شان کے آگے
زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے
۵ جو بات مجھ میں ہے تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں
بھلا پہاڑ کہاں جانور غریب کہاں

---

۶ کہا یہ سُن کے گلہری نے مُنہ سنبھال ذرا!
یہ کچی باتیں ہیں دل سے انہیں نکال ذرا
۷ جو مَیں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا
۸ ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے

کوئی بڑا کوئی چھوٹا یہ اُس کی حکمت ہے
۹ بڑا جہان میں تجھکو بنا دیا اُس نے
مجھے درخت پہ چڑھنا سکھا دیا اُس نے
۱۰ قدم اُٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے! خوبی ہے اور کیا تجھ میں
۱۱ جو تُو بڑا ہے تو مجھ سا ہُنر دکھا مجھ کو
یہ چھالیا ہے ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو
۱۲ نہیں ہے چیز نکمّی کوئی زمانے میں
کوئی بُرا نہیں قدرت کے کارخانے میں

ڈاکٹر سر شیخ محمدؐ اقبال

سوالات

۱- پہاڑ کی تعریف کرو +

۲- گلہری کس قسم کا جانور ہوتا ہے۔ اس کا حلیہ بیان کرو؟

۳- "پانی میں جا کے ڈوب مرے" کیا محاورہ ہے۔ اس کا محل استعمال بتاؤ اور اسے اپنے فقروں میں استعمال کرو؟

۴- پہاڑ نے گلہری کو کیا کہا۔ اور اُسے کیا جواب ملا؟ نثر میں لکھو +

۵۰۔ بادشاہوں کا شہر

سیّاح چھپّر غار قبر چٹان

تابوت شوخ لاش مہیب

ممی رضا و رغبت حبس

آج ہم سیّاحوں کی جماعت کے ساتھ بادشاہوں کی قبروں کی جستجو میں دریا سے پار جا رہے ہیں۔ ایک بڑے لمبے سفر کے بعد ہم سواری سے اُترے ہیں۔ گدھوں کو ایک چھپّر کے تلے چھوڑ دیا ہے اور پا پیادہ پہاڑیوں میں داخل ہوتے ہیں۔ یہ معلوم نہیں۔ کہ ان چٹانوں میں کتنی قبریں بنی تھیں۔ لیکن سال بسال یہ کھدتی چلی جاتی ہیں۔ پہلی قبر جس میں ہم داخل ہوئے ہیں۔ ایک بڑے روشن غار کی مانند ہے۔ اور چٹانوں میں کھودی ہوئی ہے۔ ایک غار نما کمرے کے بعد

دوسرا کمرہ آتا ہے۔ اور ہر کمرہ نشیب کی طرف ڈھالو ہے۔ قبر کیا ہے اسے بھول بھلیاں کہنا چاہیئے۔ تصویریں دیواروں پر بنی ہیں۔ جن میں طرح طرح کے رنگ سبز۔ آسمانی۔ نارنجی۔ سرخ موجود ہیں۔ اور اس وقت ایسے ہی شوخ اور تازہ ہیں۔ جیسے کہ پہلے دن تھے۔ آخری کمرے میں متوفی شاہ کا تابوت رکھا گیا تھا۔ یہ تابوت ایک بڑے سنگ ابری کے ٹکڑے سے تراشا گیا ہوگا اس کے اندر لکڑی کا بکس تھا۔ اور پھر اس بکس کے اندر ایک اور ڈبہ اور آخری ڈبہ میں گٹھلی کی طرح بادشاہ کی لاش تھی۔ جسے مسالے اور خوشبوئیں مل کر محفوظ کیا گیا تھا۔ یہ لاش یوم نجات کی منتظر تھی۔ مصریوں کا اعتقاد ہے کہ ایک دوسرا جہان ہے۔ اور اُس میں بھی ہمارے جیسے انسان ہیں۔ اس لئے وہ لاشوں پر اس قسم کے مسالے لگاتے تھے۔ کہ وہ کبھی خراب نہ ہوں۔ اور جب اُن کی طلبی دُوسرے جہان میں ہو۔ تو تیار رہیں۔ ان قبور سے تابوت نکال کر کیرو کے عجائب گھر میں رکھ دیئے گئے ہیں لیکن

جس قبر میں ہم اُترے اور جو اس قسم کی گہری نشیب میں کھودی گئی ہے۔ کہ وہاں پیروں پر قائم رہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ممی پر رکھ دی ہے۔ اور کھلی پڑی ہے۔

بجلی کی روشنی میں ہم نے بادشاہ ایمن ہتیپ ثانی کو دیکھا۔ اس کی جلد بدن سیاہ ہو کر اب جھلّی بن گئی ہے۔ جو اُس کے سڈول امیرانہ چہرے پر تن کر چڑھی ہوئی ہے۔ پیشانی گیند نما ہے۔ ناک اہل روما کی طرز کی ہے۔ اور ہونٹوں سے جو مضبوطی سے باہم پیوستہ ہیں۔ پرلے درجہ کی نفرت کا اظہار ہے۔ گویا وہ جو اپنے وقت میں دنیا میں سب سے بڑا طاقت ور شہنشاہ اور سنگدلی کا رہ نما تھا۔ جانتا ہے کہ اس وقت اسے بیرونجات کے وحشیوں کی ایک جماعت تکنے آئی ہے۔ جن کی قومی تاریخ محض ایک نقش بر آب ہے۔ اس بادشاہ کے خوف سے دشمن کانپتے تھے۔ اس نے شام پر دھاوا کیا۔ اپنے ہاتھ سے سات سردار قتل کئے۔ اور اُنہیں تھیبز میں ہمراہ لایا۔ اس طرح پر کہ اُس کی کشتی کی کمانوں کے ساتھ اُن کے سر

اُلٹے لٹک رہے تھے +

قدیم زمانہ میں جس دن بادشاہ تخت نشین ہوتا تھا اُس دن سے اس کی قبر کُھدنی شروع ہو جاتی تھی۔ دیواروں میں وہ سین منقّش ہیں جن کے دیکھنے کی متوفی کو اگلے جہان میں توقّع ہے۔ ہم میزان دیکھتے ہیں۔ جس کے ایک پلڑے میں متوفی کا دل ہے اور دوسرے میں ایک پر۔ لازم ہے کہ دل اور پر وزن میں برابر ہوں۔ کیونکہ شریر ہونا بھی ویسا ہی بُرا ہے۔ جیسا کہ حد سے زیادہ صادق ہونا۔ متوفی کو بیالیس ججوں کے سامنے پیش ہونا پڑتا ہے۔ اور ہر جج بڑی تحقیق سے پوچھتا ہے۔ کہ آیا متوفی نے ایک خاص گناہ کیا ہے +

رُوح کے ساتھ دوسری دُنیا میں جانے کو قبروں میں کئی اشیا دفن کی جاتی تھیں۔ اور وہ یہ تھیں :۔

پارچات۔ خوراک۔ برتن اور ہتھیار +

ہم اس رسم کے مشکور ہیں کیونکہ بیشمار اس قسم کی اشیا ہمیں دستیاب ہوئی ہیں۔ جن سے قدیم مصریوں کی رہائش کا حال

معلوم کر سکتے ہیں۔ بہت سی چیزیں ان اشیا میں سے کیرو میں محفوظ ہیں۔ صرف ایک چیز اکمن ہتیپ کی قبر میں موجود ہے۔ ساتھ کے کمرے میں جہاں روشنی ان پر صاف پڑتی ہے۔ تین ممیاں ہیں۔ ہر ایک کے سر میں سوراخ ہے اور سینے پر نشان زخم جن سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہ بادشاہ کے غلام تھے اور اس لئے قتل کر دئے گئے تھے۔ کہ ان کی روحیں بادشاہ کے ساتھ جائیں اور دوسرے جہان میں اس کی خدمت کریں ✦

ان ممیوں کے سر پر ابھی تک بال سلامت ہیں۔ اور نقلی بال بھی جو اصلی بال بڑھانے کو وہ استعمال کرتے تھے۔ ان کے چہروں پر ایک مہیب بناوٹی ہنسی ہے۔ معلوم نہیں ہے۔ کہ آیا انہوں نے برضا و رغبت اس طرح مرنا فخر سمجھا۔ یا اپنی جان بچانے کو جو صرف ان کی تھی۔ اور جس پر کسی اور کو کوئی حق نہ تھا وہ جان توڑ کر لڑے تھے ✦

اس کمرے میں بہت حبس اور گرمی ہے شکر ہے۔ کہ ہم باہر نکل کر ہوا میں آئے

لیکن جب باہر نکلے - تو سورج کی روشنی سے ہماری آنکھیں چُندھیا گئیں ؛

(از سیر دُنیا)

سوالات

۱- بادشاہوں کے شہر سے کیا مراد ہے ؟

۲- ذیل کے الفاظ کی تذکیر و تانیث بتاؤ :-
چٹان - تابوت - جھلّی - جلد

۳- ذیل کے الفاظ کے معانی کیا ہیں :-
مہیب - ممی - بہ رضا و رغبت - حبس - نشیب ؛

۴- ایمن ہتیپ ثانی کی شکل و شباہت بیان کرو ؛

۵- اس بادشاہ کی قبر میں کونسی چیز سب سے زیادہ تعجب خیز نہیں معلوم ہوتی ہے - صراحت کرو ؛

۵۱۔ سر جان مور کا جنازہ

نہ بانگ دہل تھی نہ ماتم کا باجا
چلا سوئے مدفن جب اُس کا جنازہ
تلنگوں نے بھی قبر پر اس جواں کی
وداعی کوئی توپ اس دم نہ داغی

کسی طرح سنگیں سے گھاسیں ہٹا کر
لٹایا اُسے کنج مرقد میں لا کر
اندھیرا تھا اور رات تھی سنسناتی
کرن چاند کی تھی کبھی جھلملاتی
دم واپسیں شمع بھی کھینچتی تھی
عجب بے کسی تھی عجب بے بسی تھی

نہ تو اس کا سینہ کفن سے چھپا تھا
نہ جسم اس کا چادر میں لپٹا ہوا تھا
مگر مثل شیر جواں وہ بچارا
تھا بیجان جنگی لباسوں میں سوتا

پڑھا فاتحہ مختصر ہم نے اس دم
کوئی لفظ افسوس بولے نہ واں ہم
رہے غور سے دیکھتے اس کی صورت
یہ ڈر تھا کہ آتی ہے کل کون آفت

لحد کھودنے میں تھے مصروف جب ہم
سرہانے کو صاف اُس کے کرتے تھے جس دم
خیال اپنے دل میں یہی تھا گزرتا
کوئی اجنبی خواہ دشمن مبادا
حقارت سے لات اُس کے سر پہ نہ مارے
رہیں جب سمندر میں ہم لوگ سارے

اہانت کا لفظ اُس کی نسبت کہیں گے
اُسے بالیقیں گالیاں بھی وہ دینگے
خیال اس جواں کو نہ ہو اس کا اصلا
اُسے چھوڑ دیں قبر میں گر وہ سوتا

ہؤا جبکہ کام اپنا انجام آدھا
بجا اُس گھڑی کوچ کرنے کا گھنٹا
صدا توپ کی دور سے آ رہی تھی
عدو کی جماعت جسے چھوڑتی تھی

اُسے خون آلودہ میداں سے لا کر
رکھا ہم نے آہستہ مرقد کے اندر
نہ مصرع کوئی لوحِ تربت پہ کھودا
نہ سنگِ لحد قبر پر اُس کی رکھا
دیا چھوڑ تنہا وہاں سے چلے ہم
جہاں اُس کی نام آوری بس تھی ہمدم

محمدؐ اسمٰعیل بی۔اے

سوالات

۱- یہ نظم کس انگریزی نظم کا ترجمہ ہے؟ اور اُس کا مصنّف کون تھا؟

۲- معانی بتاؤ :-
بانگ دہل - تلنگے - اہانت - تربت - سنگِ لحد +

۳- فاتحہ پڑھنا کسے کہتے ہیں؟

۴- تشریح کرو :-
دمِ واپسیں شمع بھی کھینچتی تھی +

۵۲۔ سادگی

سادگی کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو گھر کی سادگی۔ دوسری لباس کی سادگی تیسری خیالات کی سادگی۔ چوتھی کام کی سادگی ۔

گھر کی سادگی سے یہ مراد ہے۔ کہ انسان اپنے قیام گاہ کو بہت سادہ رکھے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ قلی جب بوجھ اٹھا کر بازار سے گھر لے آتا ہے۔ اور اُسے جلدی جلدی پھینک کر ہلکا ہو جاتا ہے تو اُس وقت اُسے کیسی مسرت ہوتی ہے؟ اسی طرح جن لوگوں کے مکان فضول چیزوں سے لدے پھندے رہتے ہیں۔ ان کی جان ہمیشہ عذاب میں رہتی ہے۔ رات دن ان کو چیزوں کی ترتیب کی فکر رہتی ہے۔ اور اُن کا تمام فرصت کا وقت چیزوں کی جھاڑ پونچھ اور آراستہ کرنے میں صرف ہو جاتا ہے۔ اوّل اوّل جو کچھ عرصہ تک آراستگی کا شوق جوش پر رہتا ہے۔

وہ چیزوں کی دیکھ بھال کرتے رہتے ہیں۔ لیکن پھر رفتہ رفتہ یہ شوق سرد پڑ جاتا ہے۔ اور جو چیزیں روز مرّہ استعمال میں نہیں آتیں۔ان پر گرد و غبار کے ڈھیر لگے رہتے ہیں۔اب دیکھو کہ جو چیزیں ایک دن لاکر مکان میں اس لئے جمع کی گئی تھیں۔کہ ان کی وجہ سے گھر خوش نما اور آراستہ ہو جائے اب وہی چیزیں مکان کو بد نما اور کوڑے کرکٹ سے بھرا ہؤا ظاہر کر رہی ہیں بعض لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے۔کہ وہ خانگی استعمال کے علاوہ بہت سی بیکار اور فضول چیزیں لا کر جمع کر لیتے ہیں۔مثلاً بعض آدمی درجنوں کرسیاں اور میز لا کر گھر کو کباڑی کی دکان بنا دیتے ہیں۔اگر اُن سے پوچھا جائے کہ بھئی تمہارے روز مرّہ کے استعمال میں تو صرف دو چار کرسیاں اور ایک میز آتی ہے۔تمہارے دوست بھی اتنے نہیں کہ ان سو پچاس کرسیوں پر آ کر بیٹھیں گے۔تو وہ جواب یہی دیتے ہیں۔کہ ممکن ہے۔کہ کسی دن ان سب کرسیوں کی ضرورت پڑ جائے۔غرض وہ سب اسی طرح

خاک مٹّی میں پڑی ہوئی آخرکار دیمک کی نذر ہوتی ہیں ؎

اگر تم رات دن کی فکر سے نجات حاصل کرنا چاہتے ہو - تو گھر میں اتنی چیزیں رکھو - جن کی روز مرّہ صفائی اور آراستگی کا بندوبست کر سکو - مَیں ایک دفعہ ایک دوست سے ملنے کے لئے اُن کے مکان پر گیا - مَیں نے دیکھا کہ اُن کے کپڑے پہننے کے کمرے میں اٹھائیس جوڑے جوتے بڑی بے ترتیبی سے پڑے تھے - مَیں نے یہ دیکھ کر ہنسی سے پوچھا کہ کیوں بھئی کیا آج کل تم نے جوتوں کی دوکان کھول رکھی ہے ؟ تو فخریہ فرمانے لگے کہ بھئی یہ سب جوتے استعمال میں آتے ہیں - دیکھئے مَیں دن میں چار جوڑی جوتے بدلتا ہوں - اس طرح ہفتہ بھر میں اٹھائیس کے اٹھائیس پہن سکتا ہوں - مَیں نے پوچھا کہ ان جوتوں کے ذخیرے میں صرف چار جوتے ایسے صاف ستھرے چمکیلے نظر آتے ہیں - جن کی نسبت یہ گمان ہو سکتا ہے - کہ یہ روز مرّہ پہنے جاتے ہوں گے - باقی تو سب کے سب ایسے خراب خستہ پڑے ہوئے ہیں - کہ یہ خیال بھی نہیں

ہو سکتا - کہ تم پہننے ہو گے ! فرمانے لگے - کہ ہاں مجھے یہ چار جوتے بہت پسند ہیں - اس لئے روزمرّہ انہیں کو پہنتا ہوں - اور ان پر روغن بھی اکثر ہوتا رہتا ہے - باقی کبھی کبھی پہنتا ہوں - میرا نوکر گھر کے کام سے چھٹکارا نہیں پاتا کہ اُن کی خبر خبر لے - ٹھیک اسی وقت قسمت کا مارا نوکر بھی ہمارے سامنے آ گیا - اُنہوں نے اسے چیں بجبیں ہو کر پوچھا - کہ ان جوتوں پر تو نے کب سے روغن نہیں کیا ؟ وہ کہنے لگا کہ کوئی تین مہینے گزرے ہونگے ! مَیں کیا کروں - مجھے اتنی فرصت نہیں ہوتی کہ روغن کر سکوں - اس پر اُنہوں نے بیچارے نوکر کو خوب مارا - وہ روتا ہؤا دوسری طرف چلا گیا - میں نے اپنے دوست سے کہا - کہ بھائی ! قصور تمہارا ہے - جب تم دیکھتے ہو اتنے جوتوں کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑتی - تو ان کو کیوں رکھا ہؤا ہے - خواہ مخواہ بلا مول لے رکھی ہے - ان کو کسی طرح علٰحدہ کر دو - اور صرف چار جوڑی جوتے رہنے دو - جو تم استعمال میں لاتے ہو - اُنہوں نے میری نصیحت پر عمل

کیا اور جوتوں کے فکر سے آزاد ہوئے +

ایک دفعہ مَیں ایک دوست کے ہاں گیا وہ ان دنوں ایک بڑی وسیع کوٹھی میں رہتے تھے۔ یہ کوٹھی ایک پنشن یافتہ سب جج کی ہے۔ موسم گرمی کا تھا۔ اس لئے وہ خود تو پہاڑ پر چلے گئے تھے۔ اور ان کو اپنی کوٹھی میں بسا گئے تھے۔ مَیں نے دیکھا۔ کہ کوٹھی میں جا بجا کوڑے کرکٹ کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں۔ اُس سے کہا کہ بھئی کوٹھی میں رہنا اُس وقت مفید ہو سکتا ہے کہ جب ہر جگہ صفائی ہو۔ یہاں تو گرد و غبار سے تمام گھر عرب کا ریگستان بنا ہؤا ہے۔ کہنے لگے کہ ہاں مَیں خود اس گرد و غبار کی وجہ سے پریشان رہتا ہوں۔ لیکن کیا کروں آجکل میرے پاس کوئی نوکر نہیں ہے۔ اور نہ میں رکھنا چاہتا ہوں۔ کوٹھی کا چوکیدار ایسا بُرا ہے۔ کہ وہ بات کہتے کاٹنے کو دوڑتا ہے۔ مجھے کار سرکار سے اتنی فرصت نہیں کہ خود کوٹھی کی صفائی کر سکوں۔ اب یہ تین مہینے جوں توں گزار کر اپنے مکان میں چلا جاؤں گا۔ اور آزادی سے رہوں گا +

گھر کی طرح تمہارا لباس بھی سادہ ہونا چاہئے جو زیادہ فوق البھڑک لباس پہنتے ہیں۔ اُن کو ہر وقت لباس کو ہتھیلی کے پھپھولے کی طرح حفاظت سے رکھنا پڑتا ہے۔ اُن کے لباس کو جہاں کسی نے ذرا ہاتھ لگایا اور اُن کا دل دھڑک گیا۔ جہاں کسی نے ہنسی میں پکڑ کر کوٹ کا دامن ذرا کھینچا۔ اور وہ دامن کے مسکنے کے ڈر سے خوف زدہ ہو گئے*

تم اپنے آپ کو فوق البھڑک لباس کی قید میں نہ پھنساؤ۔ تم آزاد پیدا ہوئے تھے۔ مرتے دم تک آزاد رہو۔ لباس ایسا پہنو۔ کہ جسم ڈھانک لو۔ تراش خراش بھی اچھا ہو۔ تاکہ دیکھنے والوں کی نگاہوں میں بھلا معلوم ہو لیکن تھیٹر کے بادشاہ بننے کی ضرورت نہیں*

خیالات کی سادگی بھی نعمت غیر مترقبہ ہے۔ بعض لوگ نادانی سے اپنے دماغ کو پیچیدہ خیالات کا مسکن بنا لیتے ہیں۔ آپ کی خواہشیں ایسی ہوتی ہیں۔ جو کبھی پوری نہیں ہو سکتیں وہ ان خوشیوں کے حاصل کرنے کا خیال باندھتے ہیں۔ جن کے حصول کی امید بالکل خیال فاسد ہے۔ وہ ما فوق الفطرت معجزوں

فرشتوں اور بھوت پریت پر اعتقاد رکھ کر اپنے دل و دماغ کو پریشان کرتے رہتے ہیں۔ فرضی باتوں کے ڈھیر کے نیچے اصلیت چھپ جاتی ہے۔ اور وہ عمر بھر اس "راز حقیقی" اور "نور ازلی" سے بے بہرہ رہتے ہیں +

پیچیدہ خواہشوں کے ہوائی قلعے نہ باندھو سادگی اسی میں ہے۔ کہ تم ایسی خواہشوں کے حاصل کرنے کی فکر کرو جو تمہارے اور تمہارے ابنائے جنس کے لئے مفید ہو سکیں۔ خیالی اور فرضی خواہشیں مذہبی فلسفیوں کے لئے چھوڑ دو۔ نیکی کی خو ڈالو۔ خوش روئی اختیار کرو۔ سبھاؤ میں اچھے بنو۔ بس یہ ہی زندگی کا لازوال اصول ہے +

مہاتما بدھ نے زندگی کا مقصد حاصل کرنے کے لئے صرف ایک خوبی کو برقرار رکھا ہے اور وہ خوبی "رحم دلی" ہے۔ کنفیوشس نے روحانی کمال پر پہنچنے کے لئے صرف پانچ خوبیوں پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔ اور ان سب خوبیوں کا عطر اس نے ہمدردی کو بتایا ہے۔ حضرت مسیح نے "محبت" کو زندگی کا جزو اصلی قرار دیا ہے۔ رحم دلی یا ہمدردی یا محبت۔

مطلب ان تینوں صفات کا ایک ہی ہے ٭

سادہ مزاج اور سادہ رو۔ نیک سیرت اور راستباز رحمدل اور عقلمند لوگوں کے دل آئندہ کے خوف و خطر اور بیم و رجا سے محفوظ رہتے ہیں۔ وہ اپنے فرض کو ادا کرتے ہیں۔ اور اپنے مستحکم اور سادہ اصولوں کی چٹان پر کھڑے رہتے ہیں۔ لوگوں کے کروڑوں ناہموار اور پیچیدہ خیالات کی اُلجھنوں کی لہریں چٹانوں سے ٹکرا کر تھپیڑے کھا کر جیسی آتی ہیں ویسی چلی جاتی ہیں ٭

کام کی سادگی بھی انسان کے لئے ایک جوہر ہے۔ ہم نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے۔ کہ وہ ایک ہی وقت میں بہت سے کام کرنا چاہتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کوئی کام بھی پورا نہیں ہوتا۔ اس لئے علے الصباح اُٹھ کر جب تمام دن کے کاموں کا دستورالعمل بناؤ تو چند فرائض ادا کرنے کے لئے رکھو اور اُن کو ادا کرنا ضروری اور لازمی امر خیال کرو۔ لا انتہا فرائض کا بوجھ سر پر رکھنے کی بجائے معدودے چند فرائض کو

پورا کرنا بہتر ہے +

ڈپٹی لال نگم دہلوی

سوالات

۱- مضمون نگار نے سادگی کی کتنی قسمیں بیان کی ہیں- ان کی تشریح کرو +

۲- انسان کو کس لئے فطرتاً سادگی پسند ہونا چاہیئے ؟

۳- کیا سادگی کے بغیر آزادی میسّر ہے ؟ دلائل دو +

۴- ثابت کرو کہ زندگی کی مسرّتیں اُسی کو حاصل ہیں جس نے طرزِ معاشرت میں اعتدال قائم رکھا ہو +

۵۳- عدل کی نظیر

بطمع ملک گیری ساتھ لیکر بیکراں لشکر
علاقہ میں جو افریقہ کے پہنچا شاہ اسکندر
گذر اُس کا ہوُا اک خورم و شاداب بستی پر
جو اذبس خوشنما تھی خوش فضا تھی اور خوش منظر
جو دیکھا لشکر جرّار کا رُخ سوئے آبادی
تو اہلِ دہ نے دی یہ اپنے حاکم کو خبر جا کر
اُسی دم ساتھ لیکر اپنے کچھ درباری و شہری
وہ استقبال اسکندر کو آیا شہر سے باہر
معزّز میہمان کا کر کے استقبال باشوکت
بٹھایا تخت پر لا کر اُسے با صد شکوہ و فر
زراہِ مہربانی حاکمِ دہ یوں ہوُا گویا
کہ تشریف آوری سے آپ نے احساں کیا ہم پر
مقدّم ہے مگر یہ آپ سے دریافت کر لینا
خراب آباد میں یوں آپ کا آنا ہوُا کیونکر
سکندر نے کہا میں فاتحِ اعظم ہوں دنیا میں
سُنا ہو گا کسی سے تم نے میرا نام اسکندر

یہیں تک گفتگو کا سلسلہ پہنچا تھا اتنے میں
ہوئے دو داد خواہ سردار کے دربار میں آ کر
بجا لائے وہ پہلے کورنش باصد ادب جھک کر
پھر اک نے عرض کی اے بادشاہ معدلت گستر
ہوئے کچھ روز مَیں نے اپنے ساتھی سے خریدا تھا
زراعت کے لئے ٹکڑا زمیں کا اک بعوض زر
جب اُس کی سطح کو ہموار کرنے کے لئے کھودا
تو اُس میں سے نکل آیا دفینہ پُر زر و گوہر
میں دیتا ہوں اُسے ہر چند لیکن یہ نہیں لیتا
زمیں مَیں نے خریدی تھی نہیں کچھ حق دفینے پر
بیاں جب مشتری کا ہو چکا تب بائع یوں بولا
کہ دی ہے یہ اراضی مشتری کو مَیں نے قیمت پر
حقوق مالکانہ اُس کے حق میں ہو گئے سارے
نہیں اس پر مرا اب حق کوئی بھی باہر اور اندر
دفینہ مال کیا ہے۔ گر نکلتا گنج قاروں بھی
نہ طمع و حرص غالب آتی ہرگز میری طینت پر
بیاں جب عذر اپنے اپنے سارے کر چکے دونو
تو یوں گویا ہؤا حاکم تامّل کر کے لحظہ بھر
تمہارا تصفیہ یوں میری رائے میں مناسب ہے
کہ تم میں سے اگر اک کے ہو لڑکا ایک کے دختر
کرو آپس میں تم دونو کی شادی خانہ آبادی

انہیں املاک میں دیدہ و دفینہ کا زر و گوہر
یہ سُن کر کورنش دربار میں جُھک کر بجا لائے
ہوئے مسرور دونو حسب دلخواہ داد پانے پر

یہ کیفیت جو دیکھی معدلت اور داد خواہی کی
تو اسکندر ہوا آئینہ ساں متحیر و ششدر
تغیّر رنگ و رخ پر دیکھ کر مہماں کے حاکم نے
کہا اے حکمرانِ خشک و تر اے شاہِ بحرّ و برّ
مرے انصاف میں کچھ نقص شاید آپ نے پایا
کہ آئینِ جہانداری میں مجھ سے آپ ہیں بہتر
خدا را مجھ کو بتلا دیجئے جو رائے عالی ہو
کہ تا بارِ گنہ اُن کا نہ آئے میری گردن پر
سکندر چپ تھا اور حاکم مُصر تھا بار بار اس سے
یہ فرمائیں کہ کرتے آپ اس کا تصفیہ کیونکر
بڑی مشکل سے اسکندر نے حاکم کو دیا پاسخ
ہمارے ہاں کوئی یوں داد خواہ ہوتا اگر آکر
دفینہ جمع کرتے لیکے سرکاری خزانے میں
انہیں ہم بھیج دیتے جیل میں کرتے جو شور و شر
بڑی حیرت سے سُن کر حاکمِ دِہ نے یہ بد عملی
کیا افسوس پہلے خوب اس نصفت پژوہی پر
کہا کیا مملکت میں آپ کی سورج چمکتا ہے

تو ذوالقرنین نے اثبات میں اپنا ہلایا سر
کہا کیا بادل آتے اور پانی برستا ہے
سکندر نے کہا بس خوشنما ہیں اور خوش منظر
نہ حیرانی کی حد باقی رہی سردار کی مطلق
سکندر سے سوالوں کا جواب اثبات میں پاکر

تامل کرکے تھوڑی دیر پھر سردار نے پوچھا
کہ حیوانات بھی ہیں کچھ تمہارے ملک کے اندر
سکندر نے کہا ہاں سینکڑوں اقسام کے حیواں
ہمارے ہوتے ہیں گائے سے لیکر تا بہ شیر نر
کہا حاکم نے بس اس راز کو اب خوب سمجھا ہیں
چمکتے ہیں انہیں کے واسطے شمس و قمر اختر
یہ سب کچھ ہے انہیں مظلوم حیوانات کی خاطر
برستے بادل اور پھیلے ہوئے صحرائے خوش منظر
انہیں کی برکتوں سے پھول ہیں باغات میں قائم
انہیں کے واسطے ہیں سب تمہارے ہاں کے خشک و تر

چاند سروپ چاند

سوالات

۱- ان الفاظ کے معانی بتاؤ :-

خرم و شاداب - خوش فضا - خوش منظر - شکوہ
وفر - معدلت گستر - دفینہ - مشتری - بائع -
پاسخ +

۲- سکندر کو ذوالقرنین کیوں کہتے ہیں ؟

۳- اس شعر کا مطلب بیان کرو :- ؎

یہ کیفیت جو دیکھی معدلت اور داد خواہی کی
تو اسکندر ہؤا آئینہ سال متحیّر و ششدر

۴- مندرجہ بالا شعر میں آئینہ اور ششدر الفاظ کی کیا خوبی ہے ؟

۵- سکندر کے تصفیہ پر حاکم حیران کیوں ہؤا اور اُس نے کیا کہا - نثر میں بیان کرو +

۵۴۔ جہاں پناہ کا خط

احمد علی اپنے پڑوسیوں کی طرح ایک غریبانہ جھونپڑی میں رہتا تھا۔ یہ جھونپڑی سُرخ مٹّی کی تھی۔ اور اس کی چھت چٹائی کی۔ احمد علی کی کچھ زمین تھی اور تھوڑی سی پنشن اور اس پر گزارہ تھا۔ وہ عالم شباب میں فوج میں ملازم ہؤا۔ تیس سال سرکار کی خدمت کی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں نمایاں کام کیا۔ اور تمغہ اور انعام پایا۔ اب اس کی عمر اسّی سال کی تھی اور اپنے چھوٹے سے گاؤں میں عزّت سے زندگی بسر کر رہا تھا۔ گاؤں کے نوجوان آتے اُس کی سرگزشت سنتے اور خوش ہوتے تھے۔ سرگزشت کا خاتمہ ہمیشہ بدیں الفاظ ہوتا تھا "یہ تمغہ جرنیل صاحب نے اپنے ہاتھ سے میرے سینے پر ٹانکا تھا۔" غرض گاؤں والوں کو احمد علی پر فخر اور ناز تھا ✣

احمد علی کا چھوٹا سا گاؤں جنوبی ہندوستان

کے ایک ضلع میں واقع تھا جہاں بیرونی دُنیا
کی شر انگیز خبریں بہت کم آتی تھیں۔ سال
میں دو بار صاحب ضلع دورہ کرتے ہوئے
ادھر گذرتے تھے۔ اور یہ موقعہ اس گاؤں
کا میلہ سمجھا جاتا تھا۔ اس گاؤں میں کوئی ایسی
بات نہ تھی۔ جو اجنبیوں کو یہاں لائے۔
لیکن چونکہ اس کے پاس سے ایک مشہور
مندر کو راستہ جاتا تھا۔ کبھی کبھی سرخ چشم
جٹا دھاری اور لنگوٹی پوش سادھو یہاں
آ جاتے اور گاؤں والوں کو جبرًا و قہرًا
انہیں چاول اور ناریل دینے پڑتے تھے۔
جب ملکہ وکٹوریا نے رحلت کی۔ اور اُن کی
وفات کی خبر احمد علی نے سنی تو وہ بہت
رویا۔ اور رو رو کر کہنے لگا۔ میں نے ملکہ
کا نمک کھایا ہے۔ اُن کی تصویر میرے تمغہ
پر ہے۔ میں اُن کا سپاہی رہا ہوں۔ اور
اُن کے دشمنوں سے لڑا ہوں۔ آہ اب میں
کیا کروں۔ وہ پرانے زمانہ کا صاف دل
نمک حلال انسان تھا۔ اُس نے سچے دل
سے ملکہ کا ماتم کیا اور کھانا پینا چھوڑ دیا
نتیجے کو صاحب ضلع ان ایام میں وہاں آ گئے

وہ غدر کی خدمات کی وجہ سے احمد علی کی بہت عزت کرتے تھے۔ جب اُنہوں نے سُنا کہ اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا ہے۔ تو خود اُس کے مکان پر گئے اور سمجھایا اور کہا "دیکھو احمد علی ملکہ بیشک مر گیا (مر گئی) لیکن اُس کا فرزنڈ اب ہمارڈا (ہمارا) بادشاہ ہے۔ ٹُم (تم) اس کی ٹابعداری (تابعداری) کرو۔ وہ اب قیصر ہنڈ ہے اور ہمارڈا (ہمارا) ٹمہاڈا (تمہارا) باپ ہے جی" انگریز حاکم ضلع کے سمجھانے پر احمد علی کی تسلی ہوئی۔ اُس نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ اور ملکہ کی تصویر صاحب سے لیکر اپنی کوٹھری میں لٹکا لی +

ایک دن ڈاکیا احمد علی کے مکان پر نیلا لفافہ جس پر لکھا تھا "بکار سرکار" لیکر آیا۔ یہ خبر آگ کی طرح تمام گاؤں میں پھیل گئی۔ کہ جہاں پناہ شاہ انگلستان نے احمد علی کو خط لکھا ہے۔ پھر کیا تھا۔ اُس کے دروازہ پر میلہ لگ گیا۔ سرگوشیاں ہونے لگیں۔ سوالات سے چٹھی رسان کا ناک میں دم آ گیا۔ احمد علی خود ناخواندہ تھا۔ اور گاؤں میں کوئی انگریزی نہ جانتا تھا۔ آخر

فیصلہ یہ ہؤا۔ کہ تحصیلدار کے پاس چل کر خط پڑھوانا چاہئے۔ غرض سب مل کر تحصیل میں گئے۔ اُس کے ہمراہی باہر رہے اور وہ خود تحصیلدار صاحب کو ملا۔ اور جب خط سن کر واپس آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ اُس کا دماغ آسمان پر ہے۔ اُس کا قد کم از کم تین انچ بلند ہو گیا ہے۔ اور تمام کمزوری اور نقاہت جو کبر سنی کا خاصہ ہے یک قلم جاتی رہی ہے۔ گاؤں والے احمد علی سے دبتے تھے۔ اس لئے گو وہ بے صبر ہو رہے تھے۔ مگر کسی کو حوصلہ نہ پڑتا تھا۔ کہ مضمون خط پوچھے۔ آخر جب ایک شخص نے جو سب میں منچلا تھا۔ حوصلہ کر کے دریافت کیا۔ تو احمد علی نے جھڑک دیا۔ اور کہا کہ مجھے دق مت کرو۔ جہاں پناہ نے مجھے بلایا ہے دہلی میں دربار ہوگا۔ جہاں پناہ اپنے احمد علی کو یاد فرماتے ہیں۔ اور مجھے وہاں جانے کی تیاری کرنی ہے۔ اتنا کہا اور اکڑتا ہؤا گھر کی طرف چلا گیا ؛

جب احمد علی دہلی جانے کو تیار ہؤا تو اُس کی بیٹی نے جو اُس کے گھر میں رہتی

اور اُس کی خدمت کرتی تھی۔ رو کر کہا کہ ابّا جان دہلی نہ جاؤ وہ بہت دور ہے۔ تم بوڑھے اور کمزور ہو۔ راہ میں تم کو بہت تکلیف ہو گی۔ احمد علی نے بگڑ کر جواب دیا کہ لڑکی تجھے کیا خبر ہے۔ کچھ تکلیف نہ ہوگی۔ خط میں لکھا ہے۔ کہ کرایہ۔ کھانا۔ لباس۔ سب کچھ سرکار سے ملیگا۔ جہاں پناہ نے خود بلایا ہے۔ مَیں کیسے نہ جاؤں

آخر احمد علی کا روانگی کا دن آگیا۔ گاؤں کے بوڑھے مغموم تھے۔ جوان اُس کی طرف نگاہِ رشک اور حسد سے دیکھ رہے تھے۔ عورتیں چشم پُر آب تھیں۔ اور اُس کی بیٹی کا دل چکنا چور ہو گیا تھا۔ روتے روتے اُس کی ہچکی بندھ گئی اور اُس کے منہ سے بے اختیار یہ کلمہ نکلا "ابّا کا آخری دیدار ہے"+

خود احمد علی کی حالت بھی اچھی نہ تھی۔ جب وہ گاڑی میں بیٹھنے لگا تو اُس کے قدم ڈگمگاتے تھے۔ اور پشت خم ہو رہی تھی۔ لیکن تعمیل حکم کا شوق اُسے کشاں کشاں لیجا رہا تھا۔ اور وہ بار بار کہے جاتا تھا۔ جہاں پناہ نے مجھے بلایا ہے۔ میرا جانا وہاں فرض ہے +

دہلی میں شدّت کی سردی پڑ رہی تھی۔ سرد ہوا چھری کی طرح جسم کو کاٹتی تھی۔ اور گرد و غبار سے دم بند ہو رہا تھا۔ زحمت سفر۔ تقاضائے عمر اور ضُعف و نقاہت سے احمد علی کو بہت تکلیف ہوئی۔ وہ اس قدر دُبلا ہو گیا کہ پہچانا نہ جاتا تھا۔ غضب یہ ہؤا کہ ایک پلیٹ فارم پر اُسے گاڑی کے انتظار میں زمین پر لیٹنا پڑا۔ جس سے زکام ہو گیا۔ اور زکام کے ساتھ سخت کھانسی۔ دہلی پہنچ کر جب وہ افسر منتظم کے روبرو جس کے متعلق بہادران غدر کی رہائش اور دعوت کا اہتمام تھا۔ پیش ہؤا تو اُس کی حالت بہت خراب تھی۔ افسر موصوف نے اُسے کہا۔ کہ جناب کو ہسپتال میں داخل ہو جانا چاہیئے۔ لیکن احمد علی نے کہا۔ کہ نہیں نہیں اب میں اچھا ہوں۔ کچھ ضرورت نہیں ہے۔ کہنے کو تو اُس نے کہ دیا۔ کہ میں اچھا ہوں۔ مگر اُس کی حالت نہایت ابتر تھی۔ بڑی مشکل سے وہ دربار کے پنڈال کی طرف جانے کو گاڑی میں بیٹھا۔ دربار کے دن مطلع صاف تھا۔ آفتاب چمک رہا

تھا۔ باجے بج رہے تھے۔ فوجیں طرح طرح کی وردیوں میں صف باندھے کھڑی تھیں۔ اس نظارے سے اُسے کسی قدر فرحت ہوئی۔ اور وہ ایک بار پھر اُسی طرح اکڑ کر چلنے لگا کہ جس طرح خط آنے پر چلا تھا۔ احمد علی نے دیکھا۔ کہ جب بوڑھے اور خم کمر بہادران غدر کو خواتین نے دیکھا۔ تو وہ ۱۸۵۷ء کا زمانہ یاد کرکے آنسو بہانے اور تعظیماً آپ کی طرف رومال ہلانے لگیں۔ اور لوگوں نے وفور جوش میں تالیاں بجائیں۔ پھر اُس نے وردیوں کی چمک دمک دیکھی۔ پھر اُس نے قرنا و نفیریوں اور انگریزی باجوں کا شور سُنا۔ وہ بہت کمزور تھا۔ لیکن تعمیل حکم بادشاہ میں وہ جوانوں کی طرح ڈبل کوُچ میں قدم اُٹھا رہا تھا۔ یکایک اُس کا سر چکرانے لگا۔ اُس کے پاؤں سو گئے اور جب اُس کے ہمراہی ٹھیرے۔ تو وہ لڑکھڑاتا ہوا ایک بنچ پر جا پڑا۔ ایک یورپین افسر جو وہاں کھڑا تھا۔ بولا کہ بیچارہ بے ہوش ہوگیا لیکن احمد علی کی بے ہوشی دوامی تھی۔ اُسکا مرغِ رُوح قفس عنصری سے پرواز کرچکا تھا +

سوالات

۱- انسان کی زندگی کے حصّوں میں منقسم ہے؟ تشریح کرو۔

۲- غدر کے حالات اگر تمہیں کچھ معلوم ہیں۔ تو بتاؤ۔

۳- قفس عنصری کسے کہتے ہیں۔ اور ڈبل کوچ سے کیا مراد ہے؟

۴- احمد علی کی زندگی سے کس بات کا سبق ملتا ہے؟

۵۵۔ طُوفان (۱)

بحیرہ رُوم میں طوفان برپا تھا۔ بادل گرج رہا تھا۔ بجلی کوند رہی تھی۔ اور ایک چٹانی جزیرے کے ساحل کے قریب ایک جہاز گرداب امواج میں گرفتار تھا۔ اس جہاز میں نیپلز کا تاجدار الانسو سوار تھا۔ وہ ٹیونس سے واپس آ رہا تھا۔ جہاں وہ اپنی دُختر کلاری بل کی شادی ٹیونس کے حکمران کے ساتھ رچانے گیا تھا۔ واپسی پر اُسے طوفان نے آ لیا۔ اور بادشاہ کا جہاز بیڑے سے جدا ہو گیا +

۲۔ جس جہاز کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اُس میں اس وقت الانسو بہ نفس نفیس تھا۔ اس کا ولی عہد فرڈی نند اور کئی امرا تھے۔ اسی جہاز میں بادشاہ کا بھائی سبیسٹن اور انٹنے رو بھی تھے۔ انٹنے رو اب میلان کا نواب تھا۔ بارہ سال ہوئے کہ اُس کا بھائی پراسپرو یہاں کا نواب تھا۔ جسے اُس نے دغا

دے کر بادشاہ الانسو کے حکم سے جلاوطن کروا دیا تھا +

۳- طوفان لحظہ بلحظہ بڑھ رہا تھا- بادشاہ خوف زدہ ہو کر تختہ جہاز پر گیا- جہاں ناخدا اور ملاّح بادبان اتار رہے- اور جہاز کو طوفان میں سلامت رکھنے کی تدبیریں کر رہے تھے + بادشاہ نے ایک ملاّح سے دریافت کیا- کہ ناخدا کہاں ہے؟ یہ ملاّح نہایت اکھڑ انسان تھا- اور اس وقت طوفان کی وجہ سے وہ اور بھی چڑچڑا ہو رہا تھا- تنک کر بولا - کہ کیا تمہیں اُس کی آواز سنائی نہیں دیتی- جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ- تمہارے یہاں رہنے سے ہمارا ہرج ہوتا ہے- سمندر کی لہریں بادشاہ کی پرواہ نہیں کرتیں +

۴- اس وقت گان زیلو نے جو بادشاہ کا ایک دیرینہ سال مصاحب اور بادشاہ کے ساتھ تھا بگڑ کر کہا کہ او مردک آدمیت سے بات کر- معلوم ہوتا ہے کہ تیرے دماغ میں خلل ہے- ورنہ جہاں پناہ کے حضور میں اس قسم کی گستاخی نہ کرتا- پھر بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہا- کہ حضور میں قیافہ شناس

ہوں۔ اس بے ادب ملّاح کی قسمت میں پھانسی پانا لکھا ہے۔ یہ ڈوب نہیں سکتا۔ اس کی شکل مجھے تسکین اضطراب ہے۔ چونکہ اس کی قسمت میں پھانسی ہے۔ ہمارا جہاز غرق نہیں ہوگا۔ بادشاہ تو خاموش ہو رہا۔ مگر سبیسٹن اور انٹی نی او نے ملّاح کو خوب جھڑکا۔ گالیاں دیں اور صلواتیں سنائیں ✦

یکایک آواز آئی کہ جہاز کے انجر پنجر ڈھیلے ہو گئے۔ اور قریب ہے کہ وہ پاش پاش ہو جائے۔ یہ سُن کر بادشاہ اور شہزادہ فرڈی ننڈ سجدہ میں گر کر سلامتی کی دُعا مانگنے لگے ✦

۵۔ میلان کا معزول شدہ نوّاب جو بھائی کی سازش کا شکار ہو چکا تھا۔ اب اسی جزیرے میں سکونت پذیر تھا۔ یہ طوفان اُس نے اپنے جادو کے زور سے برپا کیا تھا۔ پھر پر اسپرو لباس ساحری پہنے غار سے باہر نکلا۔ اُس کی گلبدن بیٹی جس کا کہ نام میرنڈا تھا۔ اُس کے ساتھ تھی۔ بیٹی نے نگاہ تاسّف سے باپ کی طرف دیکھا۔ اور کہا کہ اب اس طوفان کو دور فرما دیجئے۔ اہلِ

جہاز سخت مصیبت میں مبتلا ہیں +

۶- پراسپرو نے جواب دیا کہ بیٹی فکر نہ کرو۔ جو کچھ مَیں کہہ رہا ہوں اس میں سراسر تمہاری بہتری ہے۔ اب وہ وقت آ گیا کہ تمہیں بتا دیا جائے کہ تم کون ہو۔ جب تم اس جزیرے میں آئی تھیں۔ تو اُس وقت تمہاری عمر صرف تین سال کی تھی۔ کیا تمہیں کچھ یاد ہے۔ میرنڈا نے کہا کہ ابّا خواب کی طرح اتنا یاد ہے کہ پانچ چھ کنیزیں میری خدمت میں ہر وقت موجود رہا کرتی تھیں +

۷- پراسپرو نے کہا۔ کہ بارہ سال ہوئے ہیں۔ تمہارا باپ میلان کا نواب تھا۔ میلان اطالیہ کا مشہور شہر ہے۔ مجھے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ انتظام ریاست مَیں نے اپنے بھائی تمہارے چچا انٹے نی رو کے سپرد کر رکھا تھا طمع نے اُس کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی خون سفید ہو گیا۔ اُس نے میرے خلاف سازش کی۔ اور الانسو شاہ نیپلز کو بھڑکا مجھے جلا وطن کروا دیا۔ میرے بھائی کا حکم تھا۔ کہ مجھے ایک کشتی میں سوار کر کے کشتی سمندر میں چھوڑ دی جائے اور لنگر

توڑ دیا جائے۔ مگر گان زیلو کو جس کے سپرد یہ کام تھا۔ رحم آ گیا۔ وہ مجھے اور میری کتابیں اور سامان اِس جزیرے میں لے آیا۔ اور یہاں چھوڑ کر واپس چلا گیا میری کتابیں مجھے دولت ہفت اقلیم سے بڑھ کر عزیز تھیں۔ یہ ہی کتابیں تمہارے کام آئیں۔ اور تم جوہر علم سے مالا مال ہو ＊

۸۔ میرنڈا نے پوچھا اب یہ فرماؤ۔ کہ تم نے جادو کے زور سے طوفان کیوں برپا اور جہاز کیوں تباہ کیا ہے؟ باپ نے کہا۔ کہ دشمنوں کو نیچا دکھانے کو۔ لیکن تمہیں نیند آ رہی ہے تو سو جاؤ۔ پراسپرو کا اتنا کہنا تھا۔ کہ میرنڈا اُس کے سحر کی تاثیر سے سو گئی ＊

یہ جزیرہ جہاں میرنڈا کا باپ رہتا تھا دیو اور پریوں کا مسکن تھا۔ اس جزیرہ کی حکمران ایک چڑیل تھی۔ جس کا نام سائی کوریکس تھا۔ اُس کے مرنے پر اُس کا بیٹا کلی بن حاکم ہوا۔ یہ بڑا جابر اور ظالم دیو تھا۔ ایریل نامی پری بارہ

سال سے اس دیو کی قید میں تھی۔ وہ ضرور قید میں مر جاتی۔ اگر پراسپرو اُسے طاقت سحر سے رہائی نہ دلواتا۔ اب ایریل اُس کی مقروض احسان اور تابع فرمان تھی ؞

۹۔ جب میرنڈا سو گئی تو ایریل نمودار ہوئی۔ اور بولی کہ مَیں نے آپ کے احکام کی حرف بحرف تعمیل کر دی۔ اہل جہاز کو خوب ڈرایا۔ جہاز کو بظاہر چکنا چور کر دیا مگر وہ در اصل سلامت ہے۔ فرڈی نینڈ تنہا ایک محفوظ مقام میں بیٹھا ہے۔ اہل جہاز جنہیں میں نے ادھر ادھر منتشر کر دیا۔ اب جادو کی تاثیر سے بیہوش ہیں اور غافل سو رہے ہیں۔ باقی بیڑا جس سے یہ جہاز جُدا کر دیا گیا تھا۔ نیپلز کی طرف جا رہا ہے۔ سب کو یہ یقین ہے۔ کہ وہ جہاز جس پر بادشاہ سلامت تھے۔ غرق ہو گیا۔ یہ سن کر پراسپرو نے اظہار مسرت کیا اور کہا کہ جاؤ میرے باقی احکام بجا لاؤ ؞

۱۰۔ ایریل دریائی پری کے بھیس میں وہاں گئی جہاں فرڈی نینڈ اُداس بیٹھا تھا۔ اور گانے لگی۔ اُس کے گیت کا مضمون

یہ تھا :-

" پانچ کوس کے فاصلہ پر یہاں سے تیرا باپ بیجان پڑا ہے - اُس کی ہڈیاں مروارید بن گئی ہیں - اور اُس کے آنکھیں لولوے شہوار اُس کے جسم کا کوئی حصّہ ضائع یا فنا نہیں ہؤا - صرف کایا پلٹ گئی ہے - دریائی پریاں روز اُس کی مرثیہ خوانی کرتی ہیں - دھوں - دھوں - دھوں - لے سُن لے - یہ ان پریوں کی آواز ہے - دھوں - دھوں - دھوں ......"

فرڈیننڈ یہ ملائک فریب آواز سُن کر مبہوت ہو گیا - اُس نے کہا کہ یہ آواز انسانی آواز نہیں ہے - وُہ اس کے پیچھے ہو لیا - پری اس کو غار میں لے گئی - جہاں میرنڈا سو رہی تھی - مگر اب بیدار تھی - دونو نے ایک دوسرے کو دیکھا اور تصویر حیرت بن گئے فرڈی ننڈ کو یقین تھا - کہ اس کا باپ غرق ہو چکا ہے - اور اب وہ اس کا جانشین اور بادشاہ ہے - جب اُس نے میرنڈا کو اپنے ملک کی بولی بولتے سُنا تو اُسے اور بھی زیادہ تعجّب ہؤا - اور اُس نے چاہا - کہ کاش وہ اس نازنین کے ساتھ اپنے

ملک میں ہوتا ✣ ترجمہ

شیکسپیئر

سوالات

۱- شیکسپیئر کون تھا اور کیوں مشہور ہے؟

۲- ٹیونس - نیپلز اور میلان کہاں واقع ہیں؟

۳- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :-
بہ نفس نفیس - چڑ چڑا - لو لوے شہوار - مبہوت ✣

۴- انجر پنجر ڈھیلے ہو گئے - کیا محاورہ ہے اس کا محل استعمال بتاؤ؟

۵- "کایہ پلٹ گئی" سے کیا مراد ہے؟

۵۶- آہِ سرد

ایک دن میں اور شریکِ رنج و راحت ایک دوست
مہربان و مشفق و اخلاص مند و باصفا
یک دلی کہیئے کہ یک رنگی کہ فرطِ اتحاد
اس کے دل میں میں تھا میرے دل میں وہ جلوہ نما
آشکارا اس پہ تھی جو بات میرے دل کی تھی
وہ زباں پہ تھا مری جو کچھ کہ اس کے دل میں تھا
ایک کا دل ایک سے تھا صاف مثلِ آئینہ
ایک کا راز ایک سے مخفی نہ تھا ہرگز ذرا
اس کی باتوں کو میں سمجھوں جھڑ رہے ہیں منہ سے پھول
گفتگو کو میری وہ سمجھے نسیم جاں فزا
ایک ٹھنڈا سانس نکلا دل سے میرے ناگہاں
ہو گیا بے چین سن کر وہ رفیقِ باصفا
اور کہا اس طرح ٹھنڈا سانس تو نے تو بھرا
جیسے ہوتا ہے کسی کے دل میں دردِ جانگزا
ہنستے ہنستے کیوں مکدّر ہو گیا تو ایک بار
باتیں کرتے کرتے آخر کیا تجھے یاد آ گیا

دل میں اکثر میرے آیا پوچھئے اس کا سبب
میں نے ٹھنڈا سانس بھرتے تجھ کو دیکھا بارہا
کیا کوئی حسرت ہے دل میں کیا کوئی غم ہے تجھے
اپنے ٹھنڈے سانس لینے کا سبب کچھ تو بتا
سُن کے میں نے ہمنشیں سے یہ محبت کا کلام
کھینچی ایک اور آہ سرد اور یہ جواب اُسکو دیا
یوں تو صدہا واقعے گذرے ہوا دل جن سے خون
مجھ کو یاد آیا نہیں اِس وقت کوئی ماجرا
یوں تو لاکھوں حسرتیں پیدا ہوئیں اور مرگئیں
کوئی حسرت بھی نہیں اس وقت دل میں دیکھنا
درد سے یوں تو نہیں خالی کِسی اِنساں کا دل
میرے دل میں تو نہ تھا اس وقت درد جانگزا
غم کو گر پوچھو تو غم سہتے ہی سہتے کٹ گئی
لیکن اس وقت آتشِ غم سے تھا خالی دل مرا
کیا بتاؤں میں اس آہِ سرد کا مشفق سبب
سچ اگر پوچھو تو مدت کا ہے دِل دُکھا ہوا
سانس ٹھنڈے بھرتے بھرتے ہوگئی عادت مجھے
بے سبب ہی کھینچتا ہوں آہِ سرد اب بارہا
سُن کے یہ اُس نے بھی کھینچی ایک دل سے آہِ سرد
اور فرمایا کہ حیدر یہ تو تو نے سچ کہا
اب جو دیکھا وہ بشاشت تھی نہ حسنِ التفات

ہو گیا اک دم میں وہ افسردہ دل حد سے سوا
دیکھ کر افسردگی اُس کی کہا دل نے مرے
آہ کر کیوں اس طرح جو سن لے کوئی دوسرا
چھوڑ دیتا تو نہ ہاتھوں سے اگر دامانِ ضبط
کیوں پشیمانی کا ہوتا اس طرح سے سامنا
تیرا دل تو خود مکدّر تھا مگر یہ تو سمجھ
دل مکدّر کر کے اک مشفق کا تجھ کو کیا ملا
کر دیا اپنی طرح سے اُس کو بھی حسرت نصیب
کیا محبّت اور مروّت کا یہی تھا مقتضا
چاہئے ہر دم بچانا اس ہوائے سرد سے
آدمی کا دل تو شیشے سے بھی نازک ہے سوا
تو ہمیشہ رہتا ہے چیں بر جبیں افسردہ دل
پھر کسی کی بزمِ عشرت میں نہ جا بہرِ خدا
خود ہے اپنی جان سے بیزار تو۔ انصاف کر
تجھ سے اہلِ بزم پھر کس طرح خوش ہونگے بھلا
خود بنا رکھی ہے تو نے نا امیدوں کی سی شکل
پھر کسی سے کیا۔ بھلا نکلے گا تیرا مدّعا
گر یہ خواہش ہے نہ میرے کام میں گتھی پڑے
ہے یہ لازم بل نہ آنے پائے تیوری پر ذرا
دل میں جب تاریکیٔ غم ہو تو ہر دم چاہئے
روشنیٔ رُخ پر بشاشت کی تبسّم کی ضیا

چاہئے اس طرح جانا محفلِ احباب میں
باغ میں جس طرح خوش خوش آتی ہے بادِ صبا
خیر مقدم کا اشارہ جھوم کر کرتی ہے شاخ
اور چٹک کر دیتی ہیں کلیاں صدائے مرحبا
جس شجر کے پاس سے گزری لگا وہ جھومنے
پہنچی جب غنچہ تک افسردہ تھا وہ ہنسنے لگا
دل پہ جو گزرے وہ گزرے کیوں کسی کو ہو خبر
سب سے بڑھ کر ہے خدا تو حال دل کا جانتا
گر زمانہ عیش کا جاتا رہا مضطر نہ ہو
غم کی آمد دیکھ کر پروا نہ کر گھبرا نہ جا
شادی و غم جبکہ دونو ہیں جہاں میں بے ثبات
وقت اپنا کاٹ دے ہنس بول کر مردِ خدا

سیّد علی حیدر طباطبائیؒ

سوالات

۱- ذیل کے الفاظ کے معانی بتاؤ :- "اخلاص مند- باصفا- یک رنگی- فرطِ اتحاد- چیں بر جبیں- بشاشت" +

۲- ذیل کے مصرعہ پر اظہار خیال کرو- کیا یہ واقعی سچ ہے ؟

آدمی کا دل تو شیشے سے بھی نازک ہے سوا

۳- اس نظم کا خلاصہ نثر میں بیان کرو +

۵۷- طُوفان (۲)

ا- یکا یک پراسپرو شمشیر بکف نمودار ہؤا اور
کڑک کر بولا- تو یہاں کیوں آیا- معلوم ہوتا
ہے کہ تو کوئی جاسوس اور فتنہ بردار مخبر
ہے- میرے ساتھ آ- تا کہ مَیں تجھے قید خانے
میں لے جاؤں- یاد رہے کہ تجھے صرف درختوں
کی جڑیں کھانا اور سمندر کا کھاری پانی پینا
پڑے گا- فرڈی ننڈ نے بھی جوش میں آ کر
میان سے تلوار نکالی اور حریف کا مقابلہ کرنا
چاہا- مگر جادو کی تاثیر سے اس کی تمام قوت
زائل ہو گئی- اور ہاتھ بیحس ہو کر رہ گئے
میرنڈا نے اس کی سفارش کی اور باپ کو
موم کرنا چاہا- مگر اُس نے نہ مانا اور اُسے
اسیر کر کے لے گیا- روانگی کے وقت فرڈی ننڈ
نے کہا- جہاز کی تباہی- خویش و اقارب کی
جُدائی- اس خوفناک انسان کا ظلم نا متناہی مجھے
بھول جائے گا اگر ایک بار یہ نازنین مجھے اپنی
صورت دکھا دیا کرے +

۲-اب الانسو کا حال سنو-جزیرے کے دوسرے حصہ میں بادشاہ اور اُس کے امیر اور مشیر اپنی مصیبت پر کفِ افسوس مل رہے تھے-بادشاہ اپنے نور بصر کی یاد میں چشم پُر آب رہا اور گانزیلو اُسے تسلیاں دے رہا تھا-ایک اور افسر کہ رہا تھا-کہ جہاں پناہ میں نے شہزادے کو اپنی آنکھوں سے ساحل کی طرف تیرتے دیکھا ہے-ممکن ہے کہ وہ زندہ ہو-ایک اور نواب بولا کہ تعجب ہے ہم سب سمندر میں گرے-لیکن ہمارا لباس خشک ہے-یکایک سب پر غنودگی طاری ہوئی سب سو گئے-مگر میرنڈا کا چچا اور بادشاہ کا بھائی جاگتے رہے-میرنڈا کے چچا نے بادشاہ کے بھائی کو بہکایا اور ورغلایا اور کہا کہ فرڈی ننڈ غرق ہو گیا-بادشاہ کی دختر کی شادی ہو گئی-اور وہ دور ٹیونس میں ہے-کیوں نہیں تم تاج سنبھال لیتے-انسان کا شیطان انسان ہے-بادشاہ کا بھائی رضامند ہو گیا اور بولا خنجر اُٹھاؤ-جس وقت میں بھائی کو قتل کروں تم نے گانزیلو کا کام تمام کر دینا-وہ چاہتے تھے کہ خون ناحق

سے ہاتھ رنگیں کہ ایریل نے گان زیلو اور بادشاہ کو بیدار کر دیا۔ اور دونو نے شرمسار ہو کر کہا۔ کہ ہم نے شیروں کی گرج سنی تھی اس لئے پہرہ دے رہے تھے ٭

۳۔ دوسری طرف جنگل میں شہزادہ ولیعہد لکڑیاں چن رہا تھا۔ اور اُن کا انبار لگا رہا تھا۔ میرنڈا پاس کھڑی رو رہی اور باپ کی زبردستی کا اعتراف کر رہی تھی۔ وہ بار بار چاہتی تھی۔ کہ شہزادے کا ہاتھ بٹائے۔ مگر شہزادہ نہ مانتا تھا۔ دونو میں محبت کا اظہار اور دوامی وفا اور شادی کا اقرار ہو چکا تھا۔ ناگاہ میرنڈا کا باپ ظاہر ہوا اور بولا کہ اے شہزادے جو کچھ میں نے کیا یہ از راہِ امتحان تھا۔ میں تجھے آزمانا چاہتا تھا۔ میری بیٹی تجھے مبارک ہو۔ تو ہر طرح اس کے اور یہ تیرے لائق ہے۔ میری دُعا ہے کہ خدا کی رحمت تم دونو کی کشتِ امید پر شبنم ہو کر برسے ٭

۴۔ بادشاہ اور اُس کے اعیان سلطنت نے شہزادہ کو ہر طرف ڈھونڈا۔ مگر اُسکا پتہ کہیں نہ پایا۔ اس دَوڑ دھوپ میں وہ تھک

کر چور ہو گئے اور بھوک سے بے حال ہو کر ایک مقام پر گر پڑے۔ یکا یک باجہ بجنے لگا اور زمین پر طرح طرح کی نعمتوں کے خوان دکھائی دیئے۔ بادشاہ بھوکا تو تھا ہی بے اختیار ہو کر اُس طرف گیا۔ لیکن جب سب دسترخوان کے قریب گئے تو ایک پری نمودار ہوئی۔ اس نے پر پھڑپھڑائے اور دسترخوان غائب ہو گیا۔ اُس وقت سب نے ایک مہیب آواز سُنی۔ جیسے کوئی کہ رہا ہے "تم تینوں گنہگار ہو۔ جو ظلم تم نے ناکردہ گناہ پراسپرو پر کیا ہے یہ اُس کا خمیازہ ہے۔ اب بھی توبہ کرو۔ ورنہ اس دشتِ پُر خطر میں بھوکے پیاسے فنا ہو جاؤ گے۔ یہ مہیب آواز سُن کر بادشاہ۔ اس کا بھائی اور میرنڈا کا چچا سر پہ پاؤں رکھ کر وہاں سے بھاگے اور اُن کے پیچھے پیچھے باقی اعیان سلطنت تھے"۔

۵۔ قریب تھا کہ بھوک اور پیاس اُن کا خاتمہ کر دے۔ کہ پراسپرو اپنے ملک کے لباس میں نمودار ہوا۔ اور اپنے بھائی کی طرف مخاطب ہو کر کہا "او ناحق شناس شاید تو نے نہیں سُنا ع

اے یار جو کسی کو کلپاوے گا
یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پاویگا
اس دیرِ مکافات میں سُن او غافل
جو آج کرے گا وہ کل پاویگا

بادشاہ نے اس نظارہ کو شعبدۂ تصوّر یا خواب سمجھا۔ لیکن جب اُسے یقین آ گیا۔ کہ یہ عالم بیداری ہے۔ تو اُس نے اپنے ولیعہد کی یاد میں آہ کی اور کہا کہ مَیں گم گشتہ فرزند ہوں۔ پراسپرو نے کہا صبر کرو تم گم گشتہ فرزند نہیں ہو بلکہ میں گم گشتہ دختر ہوں۔ بادشاہ نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا "کاش وہ دونو زندہ اور سلامت اور اس وقت نیپلز کے بادشاہ اور ملکہ کی حیثیت میں جلوہ گر ہوتے اور اُن کی جگہ مجھے موت آ جاتی *

٦۔ یہ سن کر پراسپرو نے اپنی جادو کی چھڑی ہلائی اور سب کے سب دم زدن میں اس غار میں وارد ہوئے جہاں فرڈی ننڈ اور میرنڈا بیٹھے شطرنج کھیل رہے تھے۔ بادشاہ نے حیرت زدہ ہو کر کہا "کیا یہ وہ دیوی ہے۔ جس نے بچھڑوں کو ملایا ہے۔ پردۂ دُنیا پر اس شکل اور صورت کی عورت نہیں ہو سکتی

پراسپرو نے مسکرا کر کہا کہ یہ میری بیٹی اور آپ کی بہو ہے - اسی کی وجہ سے میں جلاوطنی میں زندہ رہا - یہ لڑکی بارہ سال تک میرے لئے موجب حیات تھی - اب گذشتہ ایّام کو بھول جاؤ - تاکہ ہماری مسرّت میں فرق نہ آئے *

قصّہ مختصر غار سے نکل کر سب جہاز کی طرف گئے - جو ساحل پر اس طرح کھڑا تھا - جیسے اُس نے کبھی طوفان دیکھا ہی نہ تھا - روانگی کے وقت پراسپرو نے ایریل کا شکریہ ادا کیا - اور اُسے رقّت خیز تقریر کے بعد رخصت کیا - پھر سب سوار ہو کر بخیریّت تمام نیپلز میں پہنچ گئے - جہاں میرنڈا اور فرڈی نںڈ کی شادی بڑی دُھوم دھام سے ہُوئی *

انٹی نی او کو چار و ناچار میلان کی نوابی پھر پراسپرو کے سپرد کرنی پڑی - اور آپ گوشہ نشین ہو گیا - ساتھ ہی پراسپرو نے آئندہ کے لئے سحر و ساحری سے توبہ کر لی - جادو کی چھڑی کو توڑ کر زمین میں دفن کر دیا - اور علم سحر کی تمام کتابیں سمندر میں غرق کر دیں *

(ترجمہ از شیکسپیئر)

سوالات

۱- تشریح کرو :-
شمشیر بکف - رقّت خیز - سحر و ساحری - جادو کی چھڑی - کفِ افسوس ٭

۲- اعیان سلطنت کسے کہتے ہیں؟

۳- اس کہانی کو اپنی عبارت میں لکھو ٭

بہار ادب حصّہ دوم

فرہنگ

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۱	**خُدا کی صفت** خوش نمائی۔ خوبصورتی ادا۔ شکل۔ طریقہ وضع ✢ حکمت۔ دانائی۔ عقلمندی ✢ چٹک رہی ہیں۔ کھِل رہی ہیں پھول مہکے۔ پھول	۲	خوشبودار ہوئے ✢ بھانت بھانت۔ طرح طرح کے ✢ موتی سے۔ موتی جیسے ✢ ٹھِٹکی۔ ٹھہر گئی۔ رُک گئی ✢ اُجالا۔ روشنی ✢ رُت۔ موسم ✢ سماں۔ حالت ✢

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۳	ذی شان - بہت بلند ؛		**ایک محسن قوم** (۱)
۲		۳	تنومند - مضبوط ؛ چشم زدن - آنکھ جھپکنے جتنی دیر میں ذرا سی دیر میں ؛ اِنہماک - مصروفیت ؛
		۴	حقارت آمیز تبسّم - حقارت سے بھری ہوئی مسکراہٹ ؛ تاسُّف - افسوس ؛ خام خیالی - بے وقوفی
		۵	خمیازہ - کسی بُرے کام کے نتیجہ میں جو تکلیف ہو ؛ غنوُدگی - اُونگھ ؛
		۶	ناکتخدا - کنوارا ؛ حسد - دشمنی ؛

صفحہ	الفاظ و معانی
۷	راستبازی - سچائی ۔
	سکوت - خاموشی ۔
	اندوختہ - جمع کیا ہوا ۔
۸	مستغرق - غرق ہوا ہوا ۔
	تلافی - نقصان کا پورا کرنا ۔
	مصمم - پکا ۔
	غیر متناہی - نہ ختم ہونے والا ۔
	رفاہِ عام - عام لوگوں کو فائدہ پہنچانا ۔
	مستحقین - حقدار ۔
۹	داد و دہش - خیرات ۔
	عالمگیر - عام - تمام دنیا پر ۔
	ناخدا - ملاح ۔
	بادل
۱۱	شیدائی - عاشق ۔
	دیرینہ - پرانا ۔
	نیرنگی - عجائبات ۔
	یُسر مع العُسر - تنگی کے بعد فراخی ۔
۱۲	تمازت - تیزی ۔
	حکمت آمیز - حکمت سے بھرا ہوا ۔
	جرعہ - قطرہ - گھونٹ ۔
	دلاویز - دل کو لبھانے والی ۔
	گلکارِ شفق - شفق کا پھول پتی بنانے والا مصور کو بھی کہتے ہیں یہاں شفق کو گلکار کا خطاب دیا ہے
	قوس قزح - مینہ کے بعد آسمان پر جو رنگ دار کمان سی بن جاتی ہے ۔
	مشاطہ - کنگھی کرنے

صفحہ	الفاظ و معانی
	والی عورت کو کہتے ہیں ۔ نائن ۔
۱۲	شاہد ۔ معشوق ۔
	سبک باری تیزی سے برسنا ۔
	مخمصوں ۔ فکروں ۔
	دردِ پنہاں ۔ پوشیدہ درد ۔
۱۳	خوف و رجا ۔ ڈر اور امید ۔
	ایک محسنِ قوم
	(۲)
۱۴	مُسرف ۔ فضول خرچ ۔
۱۵	پژمُردہ ۔ مرجھایا ہوا ۔
	وجہِ معاش ۔ روزی کمانے کا طریق ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۶	شدّ و مد ۔ زور شور
	اِنکشاف ۔ کھولنا ۔
	سُرور ۔ خوشی ۔
۱۷	مصائب ۔ جمع مصیبت کی ۔
	ناسازگار ۔ ناموافق ۔
۱۸	دہانِ آز ۔ دہان بمعنی منہ ۔ آز بمعنی لالچ ۔ یعنی لالچ کا منہ ۔
	آدمی آدمی ہے
۲۰	زردار ۔ روپے پیسے والا ۔ مالدار ۔
	بے نوا ۔ غریب ۔
	کشف و کرامات ۔ پوشیدہ حال معلوم کر لینا اپنی بزرگی سے ۔
	زُہد و ریاضت ۔ عبادت اور محنت ۔
	فرعون ۔ ایک بادشاہ

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۲۰	کا نام ہے ۔ جس نے خدائی کا دعوےٰ کیا ۔ پھر دریائے نیل میں ڈبویا گیا تھا ۔	۲۰	وارے ۔ قربان کرنا ۔
	شدّاد ۔ ایک بادشاہ کا نام ہے ۔ جس نے بہشت بنوائی تھی اور خدائی کا دعوےٰ کرتا تھا ۔	۲۱	پگڑی اُتارنا ۔ بے عزت کرنا ۔ محاورہ ہے ۔
	نمرُود ۔ ایک بادشاہ کا نام ہے ۔ جو حضرت ابراہیم کے زمانے میں تھا ۔ اور خدا نے مچھروں کو اُس پر مسلّط کر دیا تھا ۔ یہاں تک کہ مچھروں نے اس کا بھیجا کھا لیا تھا اور ہلاک کر دیا تھا ۔		بے بہا ۔ بیش قیمت جن کی قیمت کا اندازہ نہ لگ سکے ۔
			بدنما ۔ جو منظر کو اچھا نہ معلوم ہو ۔ بدصورت ۔
			ایک محسنِ قوم (۳)
		۲۳	شُرکا ۔ جمع شریک ۔ ساجھی ۔
			طِبّی اِنکشافات ۔ حکمت کی دریافتیں ۔
			فُنُونِ لطیفہ ۔ اچھے فن مثلاً مصوری شاعری راگ وغیرہ
		۲۴	ذاتی بہبود ۔ ذاتی بہتری ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۴	توقّف کرنا - ٹھہرنا ۔
	منہمک - کسی کام میں ایسا مصروف ہونا کہ اپنے آپے کی خبر نہ رہنا ۔
۲۸	ہاتھوں کے طوطے اُڑ جانا - محاورہ ہے مایوس ہو جانا ۔
	منصوبے خاک میں مل جانا - محاورہ ہے تمام ارادوں پر پانی پھر جانا - امیدوں کا خون ہو جانا ۔
	غدر کے بعد ابن الوقت کی مصیبت
۳۰	گھوڑے کی ٹاپ - گھوڑے کے پاؤں کی آواز ۔
۳۱	اِمتیاز - فرق ۔
	الکسانے - سُستی کی ۔
۳۲	ہچکچا کر - کبھی کام کو کرنے کی دل میں ٹھاننا اور پھر رُک جانا ۔
	روادار - ذمہ دار ۔
	ڈوبتے کو تنکے کا سہارا - محاورہ ہے جب آدمی ڈوبنے لگتا ہے ۔ تو تھوڑا سا آسرا ڈھونڈتا ہے
	آنکھوں پر ٹھیکری رکھ کر چلنا - اندھے ہو کر چلنا - بے شرم ہو کر چلنا ۔
۳۳	پکڑ دھکڑ - گرفتاری ۔
	کشاں کشاں - کھنچتے ہوئے ۔

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
٣٣	زبردست کا ٹھینگا سر پر - محاورہ ہے زبردست کی ہر طرح چلتی ہے ؎	٣٨	مُنحنی - ٹیڑھا ؎
			مکان
	مرزا پُھنشُوں - نازک طبیعت والوں ؎	٣٩	مُبالغہ - بات کا حد سے بڑھ کر بیان کرنا ؎
	رجال الغیب - غیب کے آدمی ؎		اِخراج - نکلنا ؎
	آنکھیں چار ہونا آمنے سامنے ہونا ؎		مرطُوب - تری رکھنے والے ؎
٣٥	دھڑی دھڑی کر کے لُوٹنا - خوب لُوٹنا ؎	٤٠	مسلخ - ذبح گاہ - کھال کھینچنے کی جگہ ؎
			تولیدِ خُون - خون کا پیدا ہونا ؎
	اِنسان	٤١	جراثیم - کسی بیماری کے کیڑے ؎
٣٧	لطیف رعنائی - اچھی خوبصورتی ؎	٤٢	نمناک - تری رکھنے والے ؎
	آبِ حیات - زندگی کا پانی ؎		مُتعدّی الامراض - جو ایک سے دوسرے کو لگ جائیں ؎
	جودت - تیزی ؎		
	شنوا - سننے والا ؎		
٣٨	رعشہ - کپکپی ؎	٤٣	فرنیچر - اسباب ؎

صفحہ	الفاظ و معانی
۴۳	انبار - ڈھیر ۔
	نسبتی حِصّہ - بچان کا حِصّہ ۔
	پانی
۴۵	اِحتمال - شک ۔
۴۶	خندق - کھائی - گڑھا ۔
۴۸	پکھال - مشک میں پانی بھرنے کا چمڑے کا ڈول جسے بوکا کہتے ہیں ۔
۵۰	سوزش - جلن ۔
	رومیش چندر دت
۵۲	مُستقل - پکے ۔
۵۳	کشیدگی - ناراضگی رنجیدگی ۔
	سُبکدوش - بری - خالی - فارغ ۔
۱	دشت بردار - کسی
	کام کو چھوڑ دینے والا ۔
۵۴	رحلت کر گئے - انتقال کر گئے - فوت ہو گئے ۔
	مُفلسی
۵۷	اُستخوان - ہڈی ۔
	نجابت - صحیح النسبی شرافت ۔
۵۸	تعظیم - عزت ۔
	تواضع - آؤ بھگت - خاطر داری کرنا ۔
	ہوا
۵۹	مقدّم - پہلی ۔
	تنفس - سانس ۔
	بادِ سموم - زہریلی ہوا ۔
	حرارت غریزی - وہ حرارت یا جسم کی گرمی جس پر آدمی

صفحہ	الفاظ و معانی
	کی صحت کا دار و مدار ہے ۔
۶۰	سرایت - اثر کرنا ۔
	سوء تنفس - سانس کی تنگی ۔
	کرب - درد - دُکھ ۔
	مسہل - دست کی دوائی ۔
	لخلخہ - وہ دوائی ہے جو بیہوشی کو دور کرنے کے لئے سنگھائی جاتی ہے ۔
۶۱	بَول - پیشاب ۔
	عفونت - بدبو ۔
	براز - گوبر - پاخانہ ۔
۶۲	شفایاب ہونا - صحت پانا ۔

سر سالار جنگ

صفحہ	الفاظ و معانی
۶۳	بطرزِ احسن - اچھے طریقے سے ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۶۳	ملکِ عدم سے بازارِ وجود میں آ گئے - پیدا ہو گئے ۔
۶۴	تقرّر - متعیّن - مقرر کرنا ۔
	بلوے - بغاوت - فساد ۔
	قرابین - ایک قسم کی چھوٹی بندوق ۔
۶۵	مصالحت - صُلح ۔
	آنجہانی - جس کا انتقال ہو چکا ہو ۔
۶۶	جلیلُ القدر - بڑے رُتبے والا ۔
	عالمِ جاودانی - اگلا جہان جہاں ہمیشہ رہنا ہے ۔

جلوس

صفحہ	الفاظ و معانی
۶۸	روپہلی - چاندی کے رنگ کی ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۶۸	ماہی مراتب - طلائی مچھلی جو کہ امیروں کی سواری کے آگے آگے لے کر چلتے تھے - یہ اعزازی نشان تھا ⁘
	عماریاں - ہاتھی پر سوار ہونے کا ہودہ ⁘
۶۹	طرق - گروہ ⁘
	عاصے - جمع عصا، عصا بمعنی لاٹھی ⁘
	بادِ بہاری - موسم بہار کی ہوا ⁘
	یل - پہلوان ⁘
	نیند
۷۱	نمو - بڑھنا - بالیدگی
۷۲	سنِ بلوغ - جوانی کی عمر ⁘
۷۳	خودکشی - آپ مرنا اپنے آپ کو خود

صفحہ	الفاظ و معانی
	قتل کرنا ⁘
	غذا
۸۰	توانا - طاقت ور ⁘
۸۱	تغیرات - تبدیلیاں ⁘
	فاقہ کشی - بھوکا رہنا ⁘
	نشو و نما پرورش پانا ⁘
۸۲	فربہ - موٹا ⁘
	مسلول - جس کو سل کی بیماری ہو ⁘
۸۴	استرخا - عضو کا لٹکنا - سست ہونا ڈھیلا ہو جانا ⁘
	ساقط - گر جانا ⁘
	انحدار - غذا کا معدہ سے انتڑیوں میں جانا ⁘
	چھڑی
۸۶	درندے - پھاڑنے والے جانور ⁘

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
۸۶	بے دریغ - بے افسوس	۹۰	اور ہی گل کھلا ہوا - نئی بات پیدا ہونا
	ذی کمال - کمال والے لوگ - جوہر والے - خوبیوں والے ÷		اسرار - جمع سِرّ بھید
۸۷	نمط - طرح ÷		عاقبت کے بوریئے بٹورنا - محاورہ ہے قیامت تک زندہ رہنا ÷
	نیشکر - گنّا ÷		
	دال - دلیل رکھنے والا		
	اعجازِ عصائے کلیم حضرت موسےٰ کے سونٹے کا معجزہ ÷	۹۱	رسی جل جانا پر بل نہ جانا - محاورہ ہے - اپنی آن نہ چھوڑنا ÷
	سوءِ امکان - شک کرنے کی جگہ ÷		نوحہ - ماتم ÷
	جادۂ تاریک - اندھیرا راستہ ÷	۹۲	تابڑ توڑ - پے درپے اوپر نیچے ÷
	وارُستہ - اُگا ہوا ÷		صلواتیں - گالیاں ÷
	افیونی اور آزاد		**نواب محسن الملک**
۸۹	ملعون - لعنت کیا گیا ÷	۹۴	ثروت - امیری - مال و دولت ÷
	زیب تن کئے - پہنے ÷		استعداد - لیاقت ÷
	لاحول - دور ہو ÷		دل شکن - دل کو

صفحہ	الفاظ و معانی	صفحہ	الفاظ و معانی
	توڑنے والی	۱۰۰	چالاکی - دھوکا بازی
۹۶	جوہر شناس - خوبیوں کی پہچان کرنے والے		صوم و صلوٰۃ - نماز اور روزہ
	قابلیت نواز - لیاقت کی قدر کرنے والے		دمساز - رفیق - دوست - ساتھ نبھانے والا
	واضع قانون - قانون بنانے والے		منہال - ڈنڈی
			قلیان کش - حُقّہ پینے والا
۹۷	اوصاف حمیدہ - اچھی خصلتیں		بیت الخلا - ٹٹّی
	گرویدہ - فریفتہ - عاشق	۱۰۰	حق رفاقت - دوستی کا حق
۹۸	آنریری - اعزازی	۱۰۱	پیشوائی - آگے سے لینے جانا
۹۹	ابدی راحت - ہمیشہ کا آرام	۱۰۲	قوتِ نامیہ - بڑھنے کی قوت
	سگرٹ کی قربانی		باؤنے - ٹھگنیا
۱۰۰	بندۂ درم - روپے کا غلام	۱۰۳	شُش - پھیپھڑا
			منظر - نظارہ
	راہ چلتے کی آنکھ سے کاجل چرانا	۱۰۴	راہیٔ ملک عدم ہوا - مرگیا

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۰۴	مالی خولیا - دیوانہ پن پاگل پن ٭
	سورج
۱۰۵	تودہ - ڈھیر ٭
۱۰۶	تاسف - افسوس کرنا ٭
	وفادار کُتّا
۱۱۰	راس و چپ - دائیں بائیں ٭
	فراز - اُوپر ٭
	تنفس - آدمی ٭
۱۱۱	چوپان - گڈریہ ٭
	ٹیکرا - اونچائی ٭
	علم - جھنڈا ٭
	صعب المرور - مشکل گزار - جس سے مشکل سے گزرا جائے ٭
	معاً - فوراً - اُسی
۱۱۱	وقت ٭
	کراڑے - دریا کا اونچا کنارہ ٭
	بوسیدہ - سڑی ہوئی
	شبان - گڈریہ - چرواہا ٭
۱۱۲	صباح و مسا - صبح اور شام ٭
	ملجا - پناہ کی جگہ ٭
	مسکن - رہنے کی جگہ ٭
	سگِ اصحاب کہف وہ کتا مراد ہے - جو صاحبانِ غار یعنی سات پاک لوگوں کے ساتھ تھا - جو دقیانوس کے ظلم سے ایک غار میں جا چھپے تھے ٭
	ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور
۱۱۴	سپوتوں - اولاد تین قسم کی ہوتی ہے - پوت سپوت کپوت

صفحہ	الفاظ و معانی
١١٤	پوت تو وہ جو کچھ باپ نے ورثے میں چھوڑا ہو۔ اُس کو قائم رکھیں۔ سپوت وہ جو کچھ باپ نے ورثے میں چھوڑا ہو اس سے بڑھ کر پیدا کریں۔ یعنی اس میں زیادتی کریں۔ کپوت وہ جو کچھ باپ نے چھوڑا ہو اس کو برباد کردیں ∴
	عالمِ ارواح۔ روحوں کی دنیا ∴
	کشورِ اجسام۔ جسموں کا ملک ∴
١١٥	بے مثل۔ جس کا ثانی کوئی نہ ہو ∴
	یدِ طولے۔ کامل دستگاہ۔ فضیلت ∴
١١٦	ہولناک سانحات
١١٦	خوفناک واقعات ∴
	ہلالِ عید
١١٨	قلّۂ کوہ۔ پہاڑ کی چوٹی ∴
	پیک نظر۔ نظر کا قاصد یعنی نگاہ ∴
	دشت چرخ بریں یعنی آسمان کا صحرا میدان
	کفیل۔ ذمہ وار ∴
	سعادت۔ نیک بختی ∴
	انبساط۔ خوشی ∴
	کاہشِ حیا۔ شرم کا کم ہونا ∴
	رعنائی۔ خوبصورتی ∴
	سزاوار۔ لائق ∴
	بار نظر بھی آفت ہے۔ نظر کا بوجھ بھی مصیبت ہے۔ یعنی نظر کا بوجھ بھی مشکل سے برداشت کرسکتی

صفحہ	الفاظ و معانی
	ہے ۔
۱۱۹	**چشمِ بد دُور** - دعائیہ فقرہ ہے - بُری نظر دُور رہے ۔
	میاں آزاد اور نیم حکیم
۱۲۰	**تلوے کھجلائے** محاورہ ہے - وحشت ہوتا ۔
	لحیم شحیم - موٹا تازہ ۔
۱۲۱	**گلخپ** - لڑک جھوک ۔
	خفیف - شرمندہ ۔
	اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے - جس کا قصور ہو وہ دوسرے کو الزام دے - محاورہ ہے ۔
	جھلنگے - چارپائی کا جھول - ڈھیلی چارپائی ۔
۱۲۲	**سنیچر پاؤں پر سوار تھا** - پاؤں کا چکر تھا - یا آوارہ گرد تھا ۔
	بھاڑ جھونکنا - محاورہ ذلیل کام کرنا ۔
	شورہ پشت - شریر - سرکش ۔
	آٹھوں گانٹھ کمیت چالاک - چوکس - ہوشیار ۔
	سوءِ ہضم - بدہضمی ۔
	چاق و چوبند - چالاک - ہوشیار ۔
	مرغوب - پسند ۔
	کوڑ مغز - غبی - کند ذہن ۔
۱۲۳	**سم** - زہر ۔
	ٹیٹوا دبوچے - گلا دبائے ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۲۳	ہنڈیا چڑھنا - گزارہ ہونا ۔
	ڈنڈ پیل - پہلوان ۔
	عارضہ - بیماری ۔
	چتا پر پھونک دئے گئے - جلا دئے گئے ۔
	رات کا سماں
۱۲۶	رین بسیرا - رات کو رہنے کی جگہ ۔
	اللہ اکبر - اللہ بہت بڑا ہے ۔
	چھایا راسمن - راگنیوں کے نام ہیں ۔
	چراغاں - زیادہ چراغ جلا کر روشنی کرنا ۔
	ثوابت - وہ ستارے جو اپنی جگہ قائم رہتے ہیں ۔
	سنسار - جہان - دنیا ۔
۱۲۷	تارے گننا - محاورہ ہے - بے قراری میں رات گزارنا ۔
	نادر شاہ (۱)
۱۲۸	جرم بخشی - قصور معاف کرنا ۔
	مصلحت آمیز - صلاح سے ملی ہوئی یعنی بہتر بات ۔
	دریائے حیرت میں غرق بیٹھے تھے - حیران تھے ۔
۱۲۹	نعل بہا - وہ روپیہ وغیرہ جو کوئی راجہ یا بادشاہ اپنے ملک کی آمدنی سے قوی بادشاہ کو دیوے ۔
	تزک و احتشام

صفحہ	الفاظ و معانی
	شان و شوکت ۔
۱۲۹	معانقہ ۔ گلے ملنا ۔
۱۳۰	مراجعت ۔ واپس پھرنا ۔
۱۳۱	تعرّض ۔ حیل و حجّت ۔
	احترام ۔ عزّت ۔
	شقہ ۔ خط ۔
	عید قرباں ۔ بقرعید ۔ جس عید پر قربانی ہوتی ہے ۔
	قلماقنی ۔ مسلح عورتیں جن کے سپرد محلسرا کی چوکیداری ہوتی ہے ۔
	مغلے ۔ مغلے سے مراد نادر شاہ ہے ۔
	نادر شاہ (۲)
۱۳۴	بے وارثا ۔ جس کا کوئی ولی نہ ہو ۔
۱۳۵	قزلباش ۔ سُرخ سر والا ۔ سرخ پگڑی والا کیونکہ نادر شاہ کے لشکریوں کی پگڑی سرخ تھی ۔ اس لیے قزلباش سے مراد لشکر کے سپاہی ہیں ۔
۱۳۶	کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی ۔ یعنی کوئی شخص نہیں رہا کہ اس کو ناز و ادا کی تلوار سے مارے ۔ ہاں لوگوں کو زندہ کر ۔ اور پھر مار ۔
	چاؤش ۔ لشکر اور قافلہ کا نقیب ۔
۱۳۷	شاہاں بہ شاہاں مے دہند ۔ بادشاہ

صفحہ	الفاظ و معانی
	بادشاہوں کو دیتے ہیں ۔
۱۳۸	فیلبان ۔ ہاتھی بان ۔
۱۳۹	اثاثہ ۔ اسباب ۔
	نوحۂ تنہائی
۱۴۰	فسوں ۔ جادو ۔
	ڈھٹائی ۔ ضدی پن ۔
۱۴۱	جرس ۔ گھنٹہ ۔
۱۴۲	صریح ۔ ظاہراً ۔
	یاس ۔ نا امیدی ۔
	سباع ۔ درندے ۔
	ضلع کا انتظام اور حکومت
۱۴۳	تازیانہ ۔ بید کی سزا ۔
	جوڈیشل ۔ عدالت کے متعلق ۔
۱۴۴	اژدہام ۔ ہجوم ۔ بھیڑ ۔
۱۴۶	معلموں ۔ استادوں ۔
	وظائف ۔ وہ رقم جو کسی لڑکے کو مدد کے طور پر دی جائے ۔
	کانجی ہوس ۔ وہ جس میں آوارہ جانور داخل کیئے جاتے ہیں ۔ اور کمیٹی کے بیل وغیرہ رکھے جاتے ہیں ۔
	صنعتی نمائش ۔ وہ نمائش جس میں صنعت و حرفت کے کام دکھائے جائیں ۔
	سوتے جاگتے کی داستان (۱)
۱۴۷	عہدِ معدلت ۔ انصاف کا زمانہ ۔
	املاک ۔ جائداد ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۴۸	آنکھ چرانا - جان بوجھ کر نہ دیکھنا ؛
۱۵۰	تناول ماحضر - کھانا جو کچھ حاضر ہو ؛
	بذلہ سنجیوں - لطیفوں خوش بیانیوں - ظرافت سے بھری ہوئی باتوں ؛
۱۵۱	ریا پسند - مکار - جس کا ظاہر کچھ ہو اور باطن کچھ ؛
	مشیر - صلاح دینے والے ؛
	نالاں - شاکی شکایت کرنے والے ؛
۱۵۲	عبرت - ایسی سزا جس کو دیکھ کر دوسرے نصیحت پکڑیں
	کلام شبلی
۱۵۴	سیدۂ پاک - مراد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے ہے ؛
۱۵۴	نیلی فام - نیلے رنگ کا ؛
	اٹ جاتا تھا - بھر جاتا تھا ؛
	اذنِ عام - عام اجازت ؛
	پاسِ حیا - شرم کی وجہ سے ؛
۱۵۵	مطہر - پاک ؛
	خیر الانام - مراد حضرت محمد صاحب سے ہے ؛
	سوتے جاگتے کی داستان (۲)
۱۵۷	مُطلّا - سونے کی بنی ہوئی ؛
	بیداری - جاگنا ؛
	جمیل - اچھی -

صفحہ	الفاظ و معانی
	خوبصورت ؞
۱۵۷	کنیزوں - نوکرانیوں ؞
۱۵۸	تلملانا - بے چین ہو جانا ؞
۱۶۰	تشہیر - مشہور کرنا - رسوا کرنا ؞
	رقص - ناچنا ؞
۱۶۲	حلول کرنا - داخل کرنا ؞
	شاہ قانوت
۱۶۴	ملک سیر - فرشتوں کی خصلتوں والا ؞
	خسرو - بادشاہ ؞
	ابرِ گوہر بار - موتی برسانے والا بادل ؞
	دُر بار - موتی برسانے والا ؞
	صرصر - تیز ہوا ؞
	تلاطم - لہروں کا اتار چڑھاؤ
۱۶۵	مہمیز - وہ خار آہنی جو سواروں کے جوتوں میں ایڑ لگانے کے لئے لگے ہوتے ہیں ؞
	اعیان - امرا - امیر لوگ ؞
	چُلّو بھر پانی میں ڈوب مرنا - محاورہ ہے بہت شرمندہ ہونا ؞
	ستّار - بڑا چھپانے والا نام خدا ؞
	قلزمِ زخّار - گہرا سمندر ؞
	سوتے جاگتے کی داستان (۳)
	شہر بدر کرنا - شہر سے باہر نکال دینا ؞
	باوصف - ساتھ ان خوبیوں کے ؞
	ملعونہ - لعنت کیگئی ؞

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۶۹	دست درازی ـ ہاتھا پائی ہونا ـ مارنا ۔
۱۷۰	آہنی قفس ـ لوہے کا پنجرا ۔
۱۷۳	وعدہ ایفا کرنا ـ اقرار پورا کرنا ۔
	عدلِ فاروقی
۱۷۵	فتور ـ خرابی ۔
	رِدا ـ چادر ۔
	مستور ـ چھپی ہوئی ۔
	اناث ـ عورتیں ۔
	ذکور ـ مرد ۔
	مُہر بلب ہونا ـ خاموش ہونا ۔
۱۷۶	مخمور ـ نشے میں مست ۔
	ربِ غفور ـ بخشنے والا خدا ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	طبعِ غیور ـ غیرت مند طبیعت ۔
	نکتہ چین ـ عیب پکڑنے والا ـ عیب چننے والا ۔
	پنجاب کے موسم
۱۷۷	تپش ـ گرمی ۔
۱۷۹	جنگل میں منگل ہونا محاورہ ہے ـ ہر جگہ عیش و عشرت کرنا ۔
	حشرات الارض ـ زمین کے کیڑے مکوڑے ۔
	پھول کی فریاد
۱۸۲	گدگدانا ـ اٹھکھیلیاں کرنا ۔
	آغوش ـ گود ۔
	منتشر ـ تتر بتر ۔
	زینت ـ سجاوٹ ـ

صفحہ	الفاظ و معانی
	آرائش ۔
۱۸۳	گلچیں ۔ پھول چننے والا ۔
	مہر ۔ سورج ۔
	چراغ گل ہونا ۔ بے رونق ہو جانا ۔
	فانی ۔ فنا ہونے والی ۔ جس کو قرار نہ ہو ۔
	دہر ۔ زمانہ ۔
	ریگستان
۱۸۴	دستیاب ہوتا ہے ملتا ہے ۔
	تودے ۔ ڈھیر ۔
۱۸۵	چکاروں ۔ ہرنوں ۔
۱۸۶	موزوں ۔ ٹھیک ۔ مناسب
۱۸۷	سنسان ۔ خاموش ۔
	نمودار ۔ ظاہر ۔
	ناقابل برداشت نہ اٹھانے کے لائق ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
۱۸۸	بادِ سموم ۔ زہریلی ہوا
	سراب ۔ وہ چمک جو ریت پر سورج کی شعاعوں سے ہوتی ہے ۔ دور سے پانی کی طرح معلوم ہوتی ہے ۔ لیکن وہ نِرا دکھاوا ہی ہوتا ہے ۔
	حصار ۔ قلعہ ۔
	شعبدۂ تخیّل ۔ خیال کا جادو ۔
	دیوانہ وار ۔ پاگلوں کی طرح ۔
	بوستاں سرا ۔ باغ ۔
	بدرالدین طیب جی
۱۸۹	فارغ التحصیل ۔ علم پڑھنے سے فارغ ہو گیا ہوا ۔
۱۹۱	تعلیم نسواں ۔ عورتوں

صفحہ	الفاظ و معانی
	کی تعلیم ۔
	صادق القول ۔ بات کا سچا ۔
۱۹۲	آناً فاناً ۔ یکایک ۔ ذرا سی دیر میں ۔
	جاں بحق ہوئے ۔ مر گئے ۔
	پیغام اجل ۔ موت کا پیغام ۔
	صداقت پسند ۔ سچائی کو پسند کرنے والے ۔
	مینڈک سے
۱۹۳	شوریدہ حال ۔ پریشان ۔
	شہنائی ۔ سرنا ۔ مشہور باجا ۔
	خوش گلوئی ۔ خوش آوازی ۔
	میگنی ۔ شراب جیسی ۔
	ٹرٹر ۔ بے تکی آواز ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	چھٹ پٹے ۔ بہت سویرے ۔
۱۹۴	سیماب ۔ پارہ ۔
	ماضی ۔ گزرا ہوا زمانہ ۔
	مستقبل ۔ آنے والا زمانہ ۔
	مرہون منت ۔ احسان میں رہن کیا گیا ۔ یعنی احسان مند ۔
	نے غم دزد نے غم کالا ۔ محاورہ ہے فارسی کا ۔ بے فکری ۔ نہ چور کا غم نہ اسباب کا فکر ۔
	کرکٹ اور فٹ بال
۱۹۵	شہرۂ آفاق ۔ دنیا میں مشہور ۔
۱۹۶	انحصار ۔ موقوف ۔
	حریف ۔ مقابل کا ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	مدّ مقابل ⁘
۱۹۷	مُتابعت - موافقت ماننا ⁘
	ضوابط - جمع ضابطہ ⁘
۱۹۸	بمنزلہ - طرح ⁘
	فتوُر - خرابی ⁘
	تنازعہ - جھگڑا ⁘
	خود رائی - اپنی مرضی پر چلنا ⁘
	فریقین - دونو فریق ⁘
۱۹۹	جامہ سے باہر ہونا غصہ میں آجانا ⁘
	کلام امیر
۲۰۰	برخاست - رخصت - اُٹھنا ⁘
	نمُود - دکھاوا ⁘
	ارباب کمال - کمال والے لوگ ⁘
	نوگرفتار - نیا پکڑا ہوا ⁘

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۰۱	خدا داد - خدا کی دی ہوئی - قدرتی ⁘
	خطوط
۲۰۳	بندگی - غلامی ⁘
	رعشہ - کپکپانا ⁘
	متصدی - منشی ⁘
	توسط - وسیلہ ⁘
۲۰۴	اخلاص - محبت - پیار ⁘
	ہمدگر - ایک دوسرے کے ساتھ ⁘
	ممنون - احسان مند ⁘
	دوام دولت - دولت کی ہمیشگی ⁘
	اپاہج - بے دست وپا لُولا - لنجہ ⁘
	مسرت اندوز - خوشی سے بھرا ہوا ⁘
	محسن - احسان کرنے والے ⁘
	نقاہت - کمزوری ⁘

صفحہ	الفاظ و معانی
	مصنوع - وہ شے جو کاریگری سے بنی ہو - بنائی ہوئی چیز - بناوٹی ۔
	مصائب - مصیبتیں ۔
	فردوس مکان - جو بہشت میں چلا گیا ہو یعنی مرا ہوا ۔
۲۰۵	قرن - سو برس کی مدت - صدی - اسّی برس یا تیس برس کی مدت ۔
	مغفور - مغفرت کیا گیا مرا ہوا - بخشا ہوا ۔
	مفقود - غائب ۔
	فتوح - اوپر کی آمدنی تنخواہ کے علاوہ آمدنی ۔
	مسدود - بند ۔
۲۰۶	متوسلوں - لواحقین ۔
	ابداً مؤبداً - ہمیشگی ہمیشگی ۔

صفحہ	الفاظ و معانی
	مساعدت - مدد ۔
	فہو المراد - پس یہی مراد ہے ۔
۲۰۷	ارمغان - تحفہ ۔
۲۰۸	مرقوم - رقم کیا گیا - لکھا گیا ۔
	برسات کی مذمت
۲۰۹	آب در غربال - چھلنی میں پانی ۔
	چشم وا - کھلی ہوئی آنکھ ۔
	گرداب - بھنور ۔
	موش دشتی - جنگلی چوہا ۔
	زحمت - تکلیف ۔
	سگِ آبی - اُود بلاؤ - پنجابی لدھر ۔
	معبد - عبادت کرنے کی جگہیں ۔
	زاہد خشک - وہ عبادت

صفحہ	الفاظ و معانی
	کرنے والا جسے مذاق سے مس نہ ہو ::
	خست - پانی کی کائی ::
	پمپیے آئی کی سیر
۲۱۲	چرمی - چمڑے کا ::
	مہذب - تہذیب یافتہ ::
	آتش فشاں - وہ پہاڑ جس سے آگ نکلے ::
۲۱۳	رقص و سرود - ناچ اور گانا ::
۲۱۴	معدوم - غائب ::
۲۱۵	سقف - چھت ::
۲۱۶	اوطاق - مکان حجرہ
۲۱۷	بجنسہ - ویسے کا ویسا
	پہاڑ اور گلہری
۲۱۹	ناچیز - جس کی کوئی
	ہستی نہ ہو ::
	بساط - ہمت - حوصلہ ::
	شعور - سلیقہ - عقل ::
	بادشاہوں کا شہر
۲۲۲	بھول بھلیاں - ایسی جگہ جہاں آدمی کی عقل چکرا جائے ::
	قبور جمع قبر کی ::
	تابوت - مردے کا صندوق ::
۲۲۳	پیوستہ - ملا ہوا - ملے ہوئے ::
۲۲۴	منقش - نقش و نگار کیا گیا ::
	دستیاب ہونا - حاصل ہونا - ملنا ::
۲۲۵	رضا و رغبت - خوشی سے ::

صفحہ	الفاظ و معانی
	سر جان مور کا جنازہ
۲۲۷	ڈہل - ڈھول ۔ وداعی - رخصتی ۔ کنجِ مرقد - قبر کا کونا ۔ دمِ واپسیں - آخری دم ۔
۲۲۸	فاتحہ - مغفرت کے واسطے دعا ۔ مبادا - ایسا نہ ہو ۔ اہانت - برا جاننا، توہین کرنا - نفرت کرنا ۔ عدو - دشمن ۔
۲۲۹	خون آلودہ - خون میں بھرا ہوا ۔ ہمدم - ساتھی ۔
	سادگی
۲۳۰	قیام گاہ - ٹھیرنے کی جگہ ۔ مسرت - خوشی ۔
۲۳۳	چیں بجبیں ہونا - ناراض ہونا - تیوری چڑھانا ۔
۲۳۵	زرق البھڑک - بھڑک دار - چمکیلے ۔ مسکنے - چھن جانا ۔ خیال فاسد - گندہ خیال ۔ غیر مترقبہ - بہت بڑی ۔ مافوق الفطرت - جو فطرت کے مطابق نہ ہو - ناممکن کے معنی میں بھی آتا ہے ۔
۲۳۶	نورِ ازلی - ہمیشہ کا نور ۔ ابنائے جنس - اپنی جنس کے ۔
۲۳۷	دستور ال…

صفحہ	الفاظ و معانی
	مُرغِ رُوح - رُوح کا پرندہ ÷
	پرواز کر جانا - اُڑ جانا ÷
	طوفان (۱)
	گرداب امواج - لہروں کا بھنور ÷
۲۵۳	مروک - کلمۂ تحقیر مرد کے واسطے بولا جاتا ہے ÷
	خوزطفہ شناس - شکل شناسا سجھ کر حالات
	اہلِ دہ - گاؤں والا ÷ لوگ ÷
	فاتحِ اعظم - بڑا فتح کرنے والا ÷
۲۴۰	داد خواہ - انصاف چاہنے والے ÷
۲۱۹	عدالت گستر - انصاف [illegible]چیز - والا ÷

صفحہ	الفاظ و معانی
۲۵۸	لؤلوئے شہوار - سچے موتی ÷
	مروارید - موتی ÷
	مرثیہ خوانی - کسی کے ماتم پر ماتمی نظم پڑھنا ÷
	ملائک فریب - فرشتوں کو دھوکا دینے والی ÷
	مبہوت - حیران - ہکا بکا ÷
	آہِ سرد
	فرطِ اتحاد - اتفاق کی زیادتی ÷
	آشکارا - ظاہر ÷
	مخفی - چھپا ہوا ÷
	نسیمِ جانفزا - جان کو بڑھانے والی ہوا ÷
	ہوائے جانگزا - جان کو دُکھ دینے والا ÷